انسابِ صدّیقی



تالیف:
منصور احمد صدّیقی

انسابِ صدّیقی و رجالِ بنی تیم
منصور احمد صدّیقی



خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ
کے اجداد و اولاد اور ان کے قبیلہ قریش کی شاخ بنی تیم
پر تاریخ و نسب کی ایک منفرد اور جامع کتاب

موضوع: تحقیق الأنساب وأسماء الرجال

انسابِ صدّیقی رضی اللہ عنہ

و رجالِ بنی تیم

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ
کے اجداد و اولاد اور ان کے قبیلہ قریش کی شاخ بنی تیم
پر تاریخ و نسب کی ایک منفرد اور جامع کتاب

تالیف:
منصور احمد صدّیقی

ناشر:
سن رائز پبلیکیشنز ۰ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۸ ۰ صدر بازار ۰ راولپنڈی

تقسیم کنندگان

گڈ بک شاپ
چک بازار، صدر، راولپنڈی فون ۵۶۲۹۲۹

کبیر سنز
پہلی منزل، مغل مارکیٹ، اردو بازار، راولپنڈی

نام کتاب	---:---	انساب صدیقی و رجال بنی تیم
مصنف	---:---	منصور احمد صدیقی
ناشر	---:---	محمد عبداللہ قریشی
ڈیزائن سرورق	---:---	ورڈ ٹیک کمپوزو گرافکس 14، مال پلازہ، راولپنڈی کینٹ
کمپوزنگ	---:---	"
خطاطی	---:---	خالد یوسفی
پرنٹر	---:---	اسد محمود پرنٹنگ پریس گوالمنڈی، راولپنڈی
طبع اول	---:---	دسمبر 1995ء
تعداد	---:---	500/-
قیمت	---:---	150/-

ملنے کا پتہ :-

(i) فیمس بکس شاپ، سپر مارکیٹ، اسلام آباد۔

(ii) ورائٹی بکس شاپ، بینک روڈ، راولپنڈی صدر۔

براہ راست منگوانے کا پتہ :-

963/B، سٹریٹ نمبر 8، افشاں کالونی،

کاب لائنز، راولپنڈی کینٹ۔

وجیہہ، وہاب الرحمٰن، وقاص، طلحہ اور
عثمان کے نام دعاؤں اور اس امید کے
ساتھ کہ اس سلسلہ کو آگے بڑھائیں
گے اور خاندان کے عزت و وقار میں
اضافہ کا سبب بنیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتداء

التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

ایک حدیث ہے کہ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِاَسْمَآئِکُمْ اَسْمَآءِ اٰبَآئِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآءَکُمْ۔ (قیامت کے دن تمہارے نام تمہارے باپ کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے لہٰذا تم اپنے اچھے نام رکھا کرو)۔

شرعی نقطۂ نگاہ سے نسبی تعلق اور اس کی حفاظت کئی احکام کے اعتبار سے ضروری ہے اور بہت سے ضروری مسائل میں نسب کا گہرا تعلق ہے مثلاً وراثت، حُرمتِ نکاح، نان ونفقہ، رضاعت، کفائت اور صلہ رحمی وغیرہ۔ پاکیزہ معاشرے اور صالح تہذیب و تمدن کے لیے نیز تصورِ حیات کی پاکیزگی میں خاندان بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ خاندان کا نظام اور اس کے آپس کے تعلقات جتنے پاکیزہ ہوں گے اتنا ہی پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔ اسی وجہ سے اسلام میں رشتۂ نکاح کی بہت اہمیت ہے۔ اسی تعلق کی بنا پر باپ بیٹا، دادا، پوتا، ماموں، چچا، بھائی، بہنوئی، ماں دادی، نانی، پھوپھی، چچی، خالہ اور بہن جیسے رشتے وجود میں آتے ہیں۔ ارشاد ربّانی ہے:

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ (النحل - ۷۲)

(ترجمہ) اللہ ہی ہے جس نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے عورتیں پیدا کیں اور عورتوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ چیزیں دیں۔

لہٰذا اسلامی نقطۂ نظر سے نسب کی حفاظت از حد ضروری ہے، دنیا اور آخرت میں اس کے اثرات کا ذکر بہت سی احادیث میں آچکا ہے۔ بعض احادیث میں نسب کی حفاظت کے ساتھ اس کے سیکھنے یعنی رشتہ داریوں اور اوپر کی پشتوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے یاد رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مشہور محدّث امام ابو عیسٰی ترمذیؒ نے اپنی جامع میں تعلیم نسب پر اس کی اہمیت کی وجہ سے مستقل ایک باب "بابُ ماجاءَ فی تعلیم النّسب" قائم کیا ہے اور اس سلسلے میں ایک حدیث بھی بیان کی ہے:

تعلموا من أنسابکم ما تصلون به أرحامکم فان صلة الرّحم محبّة فی الأهل مثراة فی المال منسأة فی الأثر (ترمذی، الطبرانی فی الاوسط، والحاکم فی مستدرک کتاب العلم بطریق مختلفة)

(ترجمہ) اپنا اپنا نسب سیکھو تاکہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو۔ بہتر سلوک اہلِ تعلق میں محبت

پیدا کرنے، مال بڑھانے اور عمر میں برکت نصیب ہونے کا سبب بنتا ہے۔

بہت سے ممتاز صحابہؓ جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت جبیر بن مطعمؓ سر فہرست ہیں، انساب کے ماہر تھے اور اس دور کے اہل عرب ان سے نسب کا علم حاصل کرتے تھے۔

نسب کے شرف اور اس کی فضیلت کا اعتبار شریعت میں ضرور کیا گیا یعنی کوئی اگر صدیقی، فاروقی، عثمانی یا علوی برادری کا ہے اور وہ اس برادری میں نکاح کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ شرف اور فضیلت دائمی نہیں بلکہ اضافی ہے۔ یعنی یہ سمجھ لینا کہ ایک خاص برادری میں جو پیدا ہو گیا وہ ہمیشہ ہر حال میں معزز ہی رہے گا اور کہ دوسرے خاندان کے اندر جو پیدا ہو گیا وہ ہر حال میں معزز نہیں رہے گا، صحیح نہیں ہے۔ شرعی نقطہ نگاہ سے نسب کا یہ شرف اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ اس میں شرف و فضیلت کے اوصاف باقی رہتے ہیں اور شرف و فضیلت صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آباؤ اجداد پر فخر کو ناپسندیدہ قرار دیا اور آخر میں فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَتَكَبُّرَهَا۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ، اَلنَّاسُ رَجُلَانِ، بَرٌّ تَقِیٌّ كَرِیْمٌ عَلَی اللّٰهِ، وَفَاجِرٌ شَقِیٌّ هَیِّنٌ عَلَی اللّٰهِ، اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مِنْ تُرَابٍ۔ (ترمذی)

(ترجمہ) تعریف ہے اس اللہ کی جس نے تم سے جاہلیت کے عیب اور اس کا تکبر دور کر دیا۔ لوگو! تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک نیک اور پرہیزگار جو اللہ کی نگاہ میں عزت والا ہے، دوسرا فاجر اور شقی جو اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہے۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔

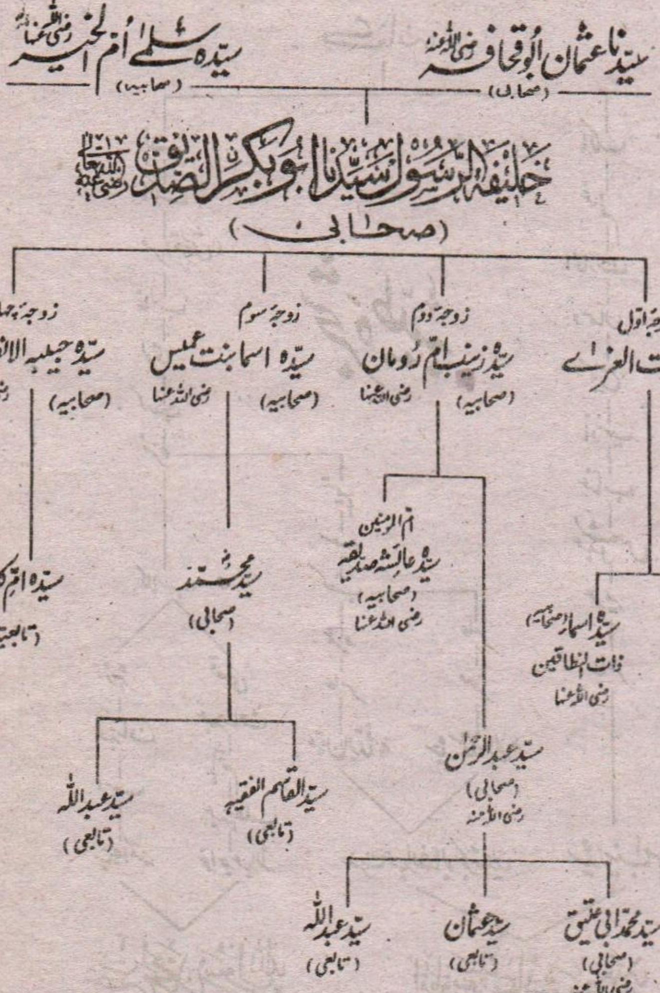
اس کتاب کا مقصد تالیف نسب پر فخر نہیں بلکہ تحقیق و تعارف کی بناء پر ہے۔ اس سے پہلے بنو تیم کے حالات پر یکجا کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری تھی لہٰذا اس کتاب میں انساب عرب، انساب قریش، انساب بنو تیم اور اس کے ساتھ انساب صدیقی یکجا کر کے بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے ساتھ موجودہ نسل کے نسب کو بیان کیا گیا ہے، خاص طور پر سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضؓ جن کے ساتھ ہمارا سلسلۂ نسب جا ملتا ہے۔ اس شاخ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور سلسلۂ نسب میں آگے جا کر محمد بخشؒ صحاف کی موجودہ اولاد تک سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔

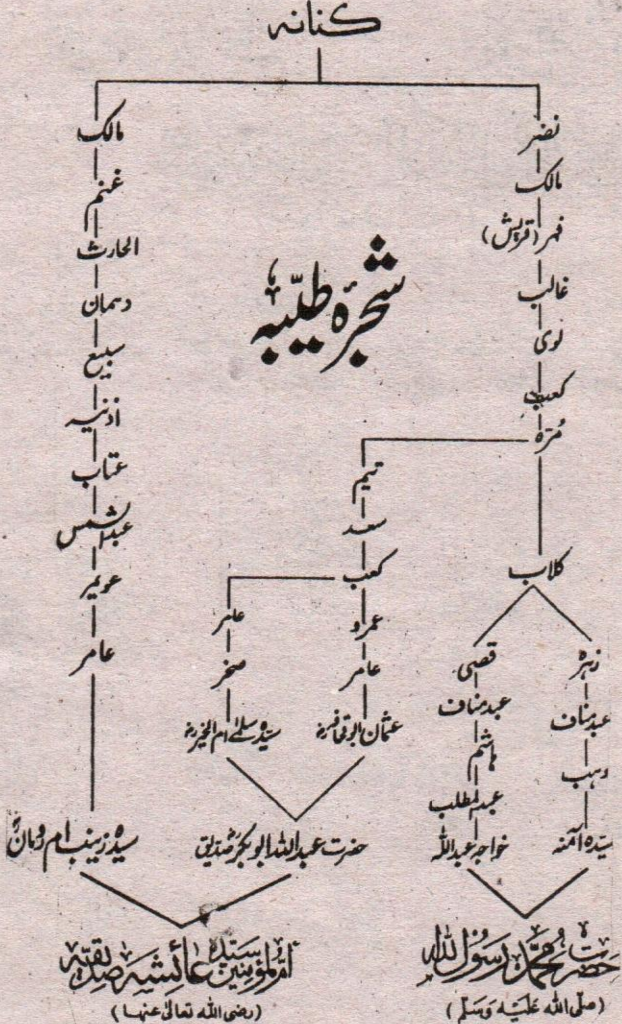
آخر میں عرض ہے کہ مجھے تاریخ دانی یا علم الانساب کا ماہر ہونے کا دعویٰ نہیں ہے، البتہ سینکڑوں کتابوں کی چھان پھٹک کے بعد مجھے جو تفصیلات ملیں انھیں یکجا کر دیا ہے تاکہ آئندہ کوئی مزید تحقیق کرنا چاہے تو اسے ایسا مواد مل جائے کہ بالکل نئے سرے سے کام کا آغاز نہ کرنا پڑے۔ جہاں تک ممکن ہو سکا میں نے ان کتابوں کے حوالہ جات دیئے ہیں جن سے معلومات اخذ کی ہیں۔ خصوصاً سینہ بہ سینہ روایات کشف و کرامات کے قصوں سے حتی الامکان پرہیز کیا گیا ہے باوجودیکہ میں نے اپنے بزرگوں سے ایسی کئی باتیں خود سنی ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ علم الانساب ہی کے دائرے میں رہتے ہوئے حوالہ کے ساتھ بات کی جائے۔ والیان عہد، بعض شہروں اور مصنفین کے حالات بھی درج کیے گئے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی رہے۔ غلطیوں کی نشاندہی پر شکر گزار ہوں گا۔

نوٹ: یہ کتاب مورخہ ۱۰ رجب ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۹۳ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکمل ہوئی اور بعض جگہ جولائی ۱۹۹۵ء تک اضافہ کر دیا گیا ہے۔

منصور احمد صدیقی

صدیقی منزل، ۹۶۳ بی، افشاں کالونی، گلی نمبر ۶، کالج روڈ، راولپنڈی کینٹ


سیدنا عثمان ابو قحافہ رضی اللہ عنہ
(صحابی)
سیدہ سلمیٰ ام الخیر رضی اللہ عنہا
(صحابیہ)
خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(صحابی)
زوجہ اول
قتیلہ بنت العزے
زوجہ دوم
سیدہ زینب ام رومان
(صحابیہ) رضی اللہ عنہا
زوجہ سوم
سیدہ اسما بنت عمیس
(صحابیہ) رضی اللہ عنہا
زوجہ چہارم
سیدہ حبیبہ الانصاریہ
(صحابیہ) رضی اللہ عنہا
سیدہ ام کلثوم
(تابعیہ)
سید محمد
(صحابی)
ام المومنین
سیدہ عائشہ صدیقہ
(صحابیہ)
رضی اللہ عنہا
سیدہ اسماء (صحابیہ)
ذات النطاقین
رضی اللہ عنہا
سید عبداللہ
(صحابی)
رضی اللہ عنہ
سید اسمٰعیل
(تابعی)
سید عبدالرحمٰن
(صحابی)
رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ
(تابعی)
سید القاسم الفقیہ
(تابعی)
سید عبداللہ
(تابعی)
سید عثمان
(تابعی)
سید محمد ابی عتیق
(صحابی)
رضی اللہ عنہ


کنانہ
شجرۂ طیبہ
نضر
مالک
فہر (قریش)
غالب
لوی
کعب
مرہ
کلاب
زہرہ
عبد مناف
وہب
سیدہ آمنہ
قصی
عبد مناف
ہاشم
عبدالمطلب
خواجہ عبداللہ
حضرت محمد رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)
تیم
سعد
کعب
عمرو
عامر
عثمان ابوقحافہؓ
عامر
صخر
سیدہ سلمیٰ ام الخیرؓ
حضرت عبداللہ ابوبکر صدیقؓ
مالک
غنم
الحارث
دہمان
سبیع
اذنیہ
عتاب
عبد شمس
عویمر
عامر
سیدہ زینب ام رومانؓ
ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ
(رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

فہرست

ف

نسب کی اہمیت

۱ـ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النسآء - ۱)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلائے۔ اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ بیشک اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

۲ـ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۗ (الحجرات - ۱۳)

ترجمہ: ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

۳ـ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۗ (الفرقان - ۵۴)

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے آدمی کو پانی سے پیدا کیا اور اسے نسب اور سسرال والا بنایا۔

۴ـ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ (الّیل - ۱۷ - ۲۰)

ترجمہ: آخرت میں وہ شخص دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا جو اپنے نفس کو پاکیزہ بنانے کے لیے اپنا سب مال اللہ کی راہ میں لٹا دیتا ہے، حالانکہ اس پر کسی کا کوئی احسان نہ تھا جس کا بدلہ اتارنا ہو بلکہ اپنے خداوند اعلیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے دیتا ہے۔ (اس آیت سے مراد ابوبکر صدیقؓ ہیں)

۵ـ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ (آل عمران - ۱۵۹)

ترجمہ: (اے پیغمبرؐ) آپ اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کر لیا کیجیے۔

یہ آیت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں نازل ہوئی۔

۶ــ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ؕ

ترجمہ: جب دونوں غار میں تھے تو وہ (ابوبکرؓ) انہیں کے دوسرے تھے اور وہاں حضرت پیغمبرؐ اپنے ان ساتھی کو تسلی دے رہے تھے کہ رنجیدہ نہ ہونا کیونکہ بالیقین حق تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ (التوبۃ ۔۴۰)

۷ــ یَا اَیُّھَا النَّاسُ، اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَّلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَّلَا لِاَسْوَدٍ عَلٰی اَحْمَرٍ وَّلَا لِاَحْمَرٍ عَلٰی اَسْوَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰی، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! قَالَ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ۔ (بیہقی)

ترجمہ: لوگو! خبردار رہو تم سب کا اللہ ایک ہے۔ کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ بتاؤ، میں نے تمہیں بات پہنچا دی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا، اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچائے جو موجود نہیں ہیں۔

۸ــ کُلُّکُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ وَلَیَنْتَھِیَنَّ قَوْمٌ یَفْخَرُوْنَ بِاٰبَائِھِمْ اَوْ لَیَکُوْنُنَّ اَھْوَنَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الْجُعْلَانِ (بزار)

ترجمہ: تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔

۹ــ انّ أبا بکرٍ الصدیق فانّہ أعلم قریش بأنسابھا

(قال لحسان بن ثابتؓ، صفحہ ۲۲، جلد اول، انساب سمعانی)

ترجمہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش میں اپنے خاندانی انساب کے بہت بڑے عالم تھے۔

۱۰ــ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے لیے سیدنا حسان بن ثابتؓ کا ہدیۂ عقیدت:

آپؓ قبیلہ لوی بن غالب کی ایک شریف خاتون ہیں جن کے کارنامے بہت اونچے اور جن کا مجد و شرف دائمی ہے۔

۱۱ــ حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں:

"میں نے لوگوں میں کسی شخص کو قرآن، فرائض، حلال و حرام، شعر، تاریخ اور انساب عرب کے بارے میں عائشہؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، صفحہ ۴۵، جلد اول)

حصہ اول

حضرت ابوبکر صدیقؓ بن عثمان ابو قحافہؓ

(i) ابوبکر صدیقؓ کے والدین اور بہن بھائی۔

(ii) ابوبکر صدیقؓ کی اولاد

(اولین دور سے موجودہ دور یعنی 1993ء تک)

حضرت اسید بن حضیرؓ نے آیت تیمم نازل ہونے پر فرمایا

اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی فضیلت نہیں ہے۔ اے عائشہؓ اللہ کی قسم جب بھی کوئی بات تمہیں پیش آئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نکلنے کا راستہ مہیا فرما دیا۔ اور مسلمین کیلئے برکت پیدا کر دی۔

(صحیح بخاری، کتاب تیمم وکتاب احادیث، الانبیاء باب فضل عائشہ صدیقہؓ)

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ — وَتُصْبِحُ غَرْثَىٰ مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

آپ پاک دامن ، باوقار اور ہر تہمت سے مُبَرّا ہیں — اور ہمیشہ پاکدامن عورتوں کی غیبت سے دُور رہی ہیں

حَلِيلَةُ خَيْرِ النَّاسِ دِيناً وَمَنْصِباً — نَبِيِّ الْهُدَىٰ وَالْمَكْرُمَاتِ الْفَوَاضِلِ

آپ ایسی ہستی کی بیوی ہیں جو اپنے دین اور منصب کے اعتبار سے سب سے بلند ہیں — جو ہدایت اور بلند اخلاق و اعمال کے لانے والے نبی ہیں

عَقِيلَةُ حَيٍّ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ — كِرَامِ الْمَسَاعِي مَجْدُهَا غَيْرُ زَائِلِ

آپ لوی بن غالب کے قبیلہ کی ایک شریف خاتون ہیں ، — جن کے کارنامے بہت اونچے اور جن کا مجد و شرف دائمی ہے

مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللهُ خِيمَهَا — وَطَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ وَبَاطِلِ

آپ پاکدامن ہیں ، جن کے دل کو اللہ نے پاکیزہ بنایا ہے — اور اسے ہر برائی اور باطل سے پاک رکھا ہے۔

فَإِنْ كُنْتُ قَدْ قُلْتُ الَّذِي قَدْ زَعَمْتُمُ — فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِي إِلَيَّ أَنَامِلِي

اگر میں نے وہ بات کہی ہو جس کے بارے میں آپ کا خیال ہے — تو میری انگلیاں میرے لیے لاٹھی نہ اٹھائیں (میرا ہاتھ شل ہو جائے)

وَإِنَّ الَّذِي قَدْ قِيلَ لَيْسَ بِلَائِطٍ — بِهَا الدَّهْرَ بَلْ قَوْلُ امْرِئٍ بِي مَاحِلِ

اور جو کچھ کہا گیا ہے وہ کبھی بھی ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتا — بلکہ وہ ایسے شخص کا قول ہے جو مجھے فریب دینا چاہتا ہے

فَكَيْفَ وَوُدِّي مَا حَيِيتُ وَنُصْرَتِي — لِآلِ نَبِيِّ اللهِ زَيْنِ الْمَحَافِلِ

میں یہ بات کیسے کہہ سکتا ہوں جبکہ میری محبت میری نصرت تا دم زیست — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے ہے جو محافل کی زینت ہیں

لَهُ رُتَبٌ عَالٍ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ — تَقَاصَرُ عَنْهُ سَوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ

اُن کا مقام و رُتبہ سب مخلوق پر بلند ہے ، — اور بلندی طلب کرنے والے کا مقام اس کے مقابلے میں ہیچ ہے

رَأَيْتُكِ، وَلْيَغْفِرْ لَكِ اللهُ حُرَّةً — مِنَ الْمُحْصَنَاتِ غَيْرَ ذَاتِ غَوَائِلِ

اللہ آپ کی مغفرت فرمائے میں نے آپ کو ایک شریف خاتون پایا — جو پاک دامن اور عیوب سے پاک ہے۔

— سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کتبہ الفقیر نفیس الحسینی

1

حضرت ابوبکر صدیقؓ

آپ کا نسب ابوبکر بن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، مرہ پر آپ کا نسب حضرت محمدؐ سے مل جاتا ہے۔

آپ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر تھی۔ بارگاہ نبوی سے صدیق کا خطاب ملا۔ عتیق اور صاحب الغار القاب تھے۔

آپ کی ولادت 573ء میں سن ہجری سے 50 برس قبل ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ رسول کریمؐ سے تقریباً تین سال چھوٹے تھے۔ قبل از اسلام بڑے مالدار اور قریش کے اعلیٰ روسا میں سے تھے۔ کیونکہ قبائل عرب شروع سے آزاد چلے آ رہے تھے اور اس لئے حکومت کے فرائض قبائل کے مختلف سردار ہی بجا لایا کرتے تھے۔ (ان کی تفصیل علیحدہ دی جاری ہے۔) چونکہ آپ اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ اس لئے عرب رواج کے مطابق قصاص اور خون بہا کے تمام مقدمات جو آپ کے خاندان کے سپرد تھے آپ ہی طے کیا کرتے تھے۔ فہم و فراست میں اس قدر معروف تھے کہ حکومت کے دیگر فرائض ادا کرنے والے سردار بھی آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ آپ کی رائے قابل اعتماد ہوتی تھی۔ ایثار، ہمدردی، جود و سخا کے باعث لوگ قبل از اسلام بھی آپ کو اعلیٰ صف میں شمار کرتے تھے۔ آپ زمانہ جاہلیت سے با اخلاق اور عصمت و عفت کے محافظ تھے۔ فقراء اور مساکین کی دست گیری کرتے، مہمان نوازی اختیار کرتے، زمانہ جاہلیت میں بھی شراب کبھی نہ پی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنا ایسا دوستؐ چنا جو کہ آپ سے آداب و اخلاق میں بڑھ کر تھا۔ جن کے ساتھ دوستی کا دامن تھام کر مرتے دم تک نہ چھوڑا۔ اسی وجہ سے رسول اللہؐ نے جب آپ کو دعوت اسلام دی تو فوراً" بلا تردد و تامل قبول کر لیا۔ کسی بھی عاقل و بالغ اور قبیلہ کے سرداروں مین آپ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ کا انتخاب غلط نہ تھا عرب کے بڑے بڑے فہم و تدبر رکھنے والے سرودں میں آپ کا دین حق پرست پر ایمان لانا اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی ثابت قدم رہنا جبکہ اس وقت رسول اللہ کے انتہائی قریبی عزیزوں تک نے مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی۔

بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ زمانہ دیکھا جب رسول اللہ کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکرؓ تھے۔ (صحیح بخاری ابواب فضائل صدیقؓ)

آپؓ کا پیشہ تجارت تھا۔ اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ابن ماجہ کے مطابق آپؓ قریش کے سب سے بڑے اور متمول تاجر تھے۔ عام طور سے شام و یمن کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے۔ قبل از اسلام ایک دو مرتبہ رسول اللہ کے ہمراہ بسلسلہ تجارت شام کے سفر میں بھی شریک ہوئے۔

آپ 7 جمادی الثانی 13 ھ بمطابق 8 اگست 634ء میں مرض الموت میں گرفتار ہوئے۔ اور منگل کی رات 22 جمادی الثانی 13ھ/23 اگست 634ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ نے قبر میں اتارا۔ آپ کی لحد رسول کریمؐ کے بائیں طرف بنائی گئی کہ آپ کا سر مبارک حضورؐ اقدس کے شانہ مبارک تک آتا تھا۔ وفات کے وقت عمر 63 برس تھی۔ اور مدت خلافت 2 برس 3 ماہ اور 11 دن تھی۔ آپ کی وصیت تھی کہ آپ کو پہنے ہوئے دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا جائے اور فرمایا کہ مردہ کے مقابلہ میں زندہ نئے کپڑے کا زیادہ ضرورت مند ہے۔ بوقت نزع آخری کلمات جو ادا کئے وہ یہ تھے۔ "اے اللہ میرا اسلام پر خاتمہ کرنا اور آخرت میں صالحین میں شامل کرنا۔"

فضائل

(i) وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ نے خطبہ دیا کہ مسجد میں کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے سب بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکرؓ کے (صحیح بخاری کتاب المساجد)

(ii) مرض الموت میں جب شدت ہوئی تو رسول اللہ نماز کے لئے تشریف نہ لا سکے۔ حضورؐ نے فرمایا ابوبکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ عرض کیا گیا کہ ابوبکر بہت نرم

دل آدمی ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ رسول اللہ نے پھر وہی حکم دیا۔ آپ سے پھر وہی بات کہی گئی۔ حضورؐ نے تیسری مرتبہ حکم دیا کہ ابوبکر نماز پڑھائیں۔ پھر فرمایا تمہاری مثال صواحب یوسف کی سی ہے۔ الغرض حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلواۃ)

(iii) سن 9 ھ میں امیر الحج بنا کر روانہ کیا۔ گویا رسول اللہ نے اپنی زندگی میں حضرت ابوبکرؓ کو نماز میں بھی نائب بنایا اور حج میں بھی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلواۃ، صحیح مسلم کتاب الحج)

(iv) ایک عورت رسول اللہ کے پاس آئی۔ آپ نے حکم دیا وہ پھر کبھی آئے۔ اس عورت نے پوچھا اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں۔ رسول اللہ نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔ (صحیح بخاری ابواب فضائل صدیقؓ، صحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ)

(v) قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا کارنامہ انجام دیا۔ وہ نسخہ اپنے پاس ہی رکھا کہ ان کی وفات ہوئی۔ آپ خود قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے اور آپ نے ہی نام مصحف رکھا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ التوبہ)

(vi) حضرت ابوبکرؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا عامل بنا کر روانہ کیا اور زکواۃ کی وصولیابی کے سلسلہ میں انہیں ایک کتاب لکھ کر دی۔ جہاں کتاب ختم ہوئی وہاں رسول اللہ کی مہر لگا دی۔ (صحیح بخاری کتاب فرض الخمس)

(vii) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم (اصحابہ اکرامؓ) رسول اللہ کے زمانہ میں لوگوں کی بزرگی بیان کرتے تو سب سے بہتر ابوبکرؓ کو سمجھتے۔ پھر عمرؓ کو اور پھر عثمانؓ کو۔ (بخاری ابواب المناقب باب فضل ابی بکرؓ)

(viii) رسول اللہ نے ایک مہر بنوائی تھی۔ آپ اسے اپنے ہاتھ (کی انگلی) میں پہنا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ مہر انہوں نے اپنے ہاتھ (کی انگلی) میں پہن لی۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع)

(ix) رسول اللہ فرماتے ہیں کہ اپنی محبت اور اپنی دولت سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے اگر رب کے علاوہ اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکنؑ اسلامی اخوت و محبت (ہی کیا کم ہے) مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ (صحیح بخاری کتاب المساجد)

(x) رسول اللہؐ نے فرمایا جنت کے تمام دروازوں سے لوگوں کو بلایا جائے گا۔ نمازی کو نماز کے دروازے سے۔ مجاہد کو جہاد کے دروازے سے، روزہ دار کو باب الریان سے، صدقہ دینے والوں کو باب الصدقہ سے "حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں ہر دروازے سے بلانے کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہے جو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ ان میں سے تم بھی ہو گے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم، صحیح مسلم کتاب الزکواۃ)

(xi) رسول اللہ نے فرمایا لوگو اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا تم نے تکذیب کی اور ابوبکر نے تصدیق کی۔ پھر اپنی جان و مال سے مدد کی تو کیا تم میری خاطر میرے دوست کو (نہیں) چھوڑو گے۔ (یعنی میری خاطر اسے کسی قسم کا رنج و صدمہ نہ پہنچاؤ) یہ فرمان سننے کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ (صحیح بخاری فضائل الصدیقؓ)

آپ نے سن 12 ھ میں رجب کے مہینہ میں عمرہ ادا فرمایا۔ اور اسی سال خود لوگوں کو حج کرایا۔ اس سے پہلے سن 11 ہجری میں امیر الحج آپ نے حضرت عمرؓ کو بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے حج کے دوران اپنا جانشین حضرت عثمان ابن عفانؓ کو مقرر فرمایا۔

آپ کے خاندان کی چار پشتیں صحابی ہیں۔ یہ اعزاز کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ وہ چار پشتیں یہ ہیں۔

(i) عبداللہ بن اسماء بنت ابوبکر بن ابی قحافہ (رضوان اللہ اجمعین)

(ii) ابو عتیق بن عبدالرحمان بن ابوبکر بن ابی قحافہ (رضوان اللہ اجمعین)

آپ سے مروی 142 احادیث ہیں۔ آپ نے حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہؓ، زنیرہؓ، نہدیہؓ اور ان کا بیٹاؓ، جاریہ بن موئلؓ، ام عبسؓ کو خرید کر آزاد کیا۔ رسول اللہ کے زمانے میں آپؓ اور حضرت عمرؓ فتوے دیا کرتے تھے۔ آپ کا جنازہ اسی پلنگ پر اٹھا جس پر رسول اللہ استراحت فرماتے تھے جو حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا (کتاب المعارف)

آپ نے مسلمانوں کا بیت المال قائم کیا جو سخ میں مشہور تھا۔ جس پر کوئی چوکیدار نہ تھا۔ جب آپ مدینہ منورہ منتقل ہو گئے تو اسے اپنے مکان میں منتقل کر لیا۔ آپ جب مال تقسیم فرماتے تو آزاد و غلام، مرد و زن، خورد و کلاں سب کو مساوی تقسیم کرتے کسی میں کوئی فرق و امتیاز نہ فرماتے۔

وفات کا وقت جب قریب آیا تو فرمایا میرے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے، اسے بیت المال میں واپس کر دیا جائے۔ اور زمانہ خلافت میں مجھے جو مصارف بیت المال سے ملے تھے ان کے مقابلے میں اپنی فلاں فلاں زمین مسلمانوں کو دیتا ہوں۔ جس کی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی جائے۔ یہ رقم اتنے مصارف کے برابر تھی جو انہوں نے بیت المال سے لی تھی۔ جب اس رقم کا حساب کتاب کیا گیا جو بیت المال سے لی تھی تو تقریباً" آٹھ ہزار درہم ہوئی۔ آپ کے مشیر حضرت عمر فاروقؓ تھے۔

ایمان لانے کے بعد آپ نے اپنی تمام توانائیاں دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیں۔ اپنی تمام دولت، قوت، اثر ورسوخ، قابلیت، جان و اولاد غرضیکہ جو کچھ تھا اسی راہ میں وقف کر دیا۔ اسلام قبول کرنے کے تین سال تک جب تک حضورؐ نے تبلیغ کا کام شروع نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ چپکے چپکے تبلیغ کیا کرتے۔ باوجود آپ کی عظمت و جلالت اور اثر ورسوخ کے دشمنان اسلام کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ حضورؐ نے جب حبشہ ہجرت کا حکم دیا تو آپؓ بھی روانہ ہوئے۔ لیکن ابھی راستے میں ہی تھے کہ قبیلہ القارہ کے سردار الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ ارادہ ہے کہ کہیں الگ جا کر عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا کہ تم جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ وہ آپ کو مکہ واپس لے آیا۔ ہجرت مدینہ تک آپ مکہ میں ہی رہے۔

نبی کریمؐ نے ہجرت مدینہ کے وقت آپ کو ہی رفیق سفر بنایا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے (سورۃ الانفال آیت 30) ہجرت کا واقعہ ایک انتہائی پر خطر اور اہم راز تھا۔ جس کو آپ نے اور آپ کے خاندان نے ایسا نبھایا کہ دین اسلام کے ساتھ یہ واقعہ لازم و ملزوم بن گیا۔ اور یار غار کی اصطلاح اسی وجہ سے ایجاد ہوئی۔ ہجرت کے بعد جب رسول اللہ نے دیکھا کہ بے کس مہاجرین کا کوئی ٹھکانہ نہیں تو انہوں نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی۔ آپ کے انصاری بھائی حضرت خارجہ بن زیدؓ تھے۔ جو بعد میں آپ کے خسر بھی ہو گئے۔ ان کے گھر محلہ سخ میں قیام کیا۔

مدینہ منورہ میں جب سب سے پہلی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو حضور نے جس جگہ زمین کا انتخاب کیا دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ اس زمین کی قیمت آپؓ نے ان پانچ ہزار درہم میں سے ادا کی جو آپ اپنے ہمراہ ہجرت کے وقت لائے تھے۔ اور یہ اپنی آخری پونجی بھی اسلام کی راہ میں قربان کر دی۔

تمام غزوات و مشاہدات میں رسول کریمؐ کے ساتھ رہے۔ اور قابل اعتماد مشیر و وزیر کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ آپ کے مقام کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جب صلح حدیبیہ کا صلحنامہ ہوا تو آنحضرتؐ کے بعد پہلا نام آپ ہی کا تھا۔ اور سن 8 ھ میں فتح مکہ کے وقت بھی آپ حضورؐ کے ہمراہ تھے۔

رسول کریمؐ کی وفات کا وقت مسلمانوں پر سخت مایوسی کا تھا۔ کسی کو کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ سب اپنی اپنی جگہ پریشان تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب لوگوں کو متوجہ کیا اور فرمایا کہ اے لوگو! جو کوئی محمدؐ کو پوجتا ہو' وہ سن لے کہ محمدؐ وفات پا چکے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو پوجتا ہو وہ جان لے کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا۔ اس کے بعد قرآن پاک کی آیت پڑھی۔ (سورۃ آل عمران آیت 144)

ترجمہ :۔ محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول بھی گذر چکے ہیں۔ پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا' البتہ جو اللہ کے شکرگزار بندے بن کر رہیں گے۔ انہیں وہ اس کی جزا دے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ خطبہ آپ کی استقامت اور مسلمانوں کی پریشان کن حالات میں بھی رہنمائی کی دلیل ہے۔

سن 11 ھ میں مسجد نبوی میں آپ کے ہاتھ پر خلافت کی عام بیعت ہوئی۔ اس کے بعد منبر رسولؐ پر بیٹھ کر آپ نے فقید الشاں خطبہ دیا جو تا ابد مسلمانوں کو یاد رہے گا۔ اور مسلمان حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

آپ کے دور خلافت میں جھوٹے مدعیان نبوت اور فتنہ ارتداد کے واقعات پیش آئے جنہیں تحریک ردہ بھی کہتے ہیں۔ آپ نے انتہائی فہم و فراست سے اسے کچل دیا۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ اس طرح ایرانی سلطنت میں اسلام کی توسیع کا آغاز آپ کے عہد خلافت میں ہوا۔ حضرت مثنیٰ تو اسی محاذ پر رہے، لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی یلغار کا رخ شام کی طرف کیا۔ اور اجنادین کے مقام پر دشمن کو شکست دی۔

آپ نے امور خلافت کی انجام دہی کے لئے ایک مہر بنوا رکھی تھی جس پر "نعم القادر الله" کی عبارت کندہ تھی۔ (یعنی : اللہ تعالیٰ کتنی اچھی قدرت والا ہے۔)

مدینہ منورہ کے چند مقامات جن کو آپ سے نسبت ہے

سقیفہ بنی ساعدہ :- یہاں آپ کی بیعت خلافت ہوئی۔ جبکہ عام بیعت اس کے بعد مسجد نبوی میں منعقد ہوئی۔ عمدۃ الاخبار میں اس کا ذکر اس طرح ہے۔ قریہ بنی ساعدہ عند بئر بضاعہ والبئروسط بیوتہم وشمالی البیئر الی جہہ المغرب....

السنح :- مدینتہ المنورہ کا ایک محلّہ، جہاں آپ کی رہائش تھی، اور ہجرت کے بعد آپ نے یہیں قیام فرمایا تھا۔

سوارقیہ :- عمدۃ الاخبار میں تحریر ہے "قریہ ابی بکر صدیقؓ بین مکہ والمدینتہ"

کچھ اور فضائل

(i) حضرت عمر بن العاصؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ سے پوچھا لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ رسول اللہ سے فرمایا عائشہؓ پھر میں نے پوچھا مردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا ان کے والد (یعنی ابوبکرؓ) (صحیح بخاری باب فضائل الصدیقؓ)

(ii) رسول اللہ نے آپ کو جنت کی بشارت دو مرتبہ دی۔ (صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ، صحیح مسلم کتاب الزکواۃ)

(iii) ایک دن رسول اللہ احد پہاڑ پر چڑھے' آپ کے ساتھ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ نے فرمایا' اے پہاڑ ٹھر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (صحیح بخاری مناقب ابوبکرؓ)

(iv) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضور کے عہد مبارک میں لوگوں کی فضیلت بیان کرتے تھے تو سب سے افضل ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے۔ پھر عمرؓ کو اور پھر عثمانؓ کو۔ (صحیح بخاری مناقب ابوبکرؓ)

(v) حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ کے بعد سب سے بہتر شخص کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "ابوبکرؓ"۔ پھر پوچھا ان کے بعد کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "عمرؓ" (صحیح بخاری مناقب ابوبکرؓ)

غار ثور

جبل ثور مکہ معظمہ کے جنوب میں تقریباً" پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسی پہاڑ میں وہ بابرکت اور تاریخی غار واقع ہے جس نے ہجرت کے موقعہ پر حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قدم مبارک چومنے کا شرف حاصل کیا۔ سطح سمندر سے اس کی اونچائی تقریباً" 3200 فٹ اور مکہ معظمہ شہر کی سطح سے تقریباً" 1200 فٹ بلند ہے۔ جبل ثور کی چوٹی سے سمندر دکھائی دیتا ہے۔ اس پہاڑ کے مشرقی جانب شارع مزدلفہ اور طائف روڈ ہے۔ مغربی جانب شارع جبل ثور ہے جو شارع ابراہیم خلیل سے شروع ہو کر آگے چل کر جبل ثور کے مغربی اور جنوبی اطراف سے ہوتی ہوئی عرفات کی سرکلر روڈ بن جاتی ہے۔ شمال کی جانب شارع کدی ہے۔ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان عام ٹریفک یہاں سے گزرتی ہے۔ جبل ثور تقریباً" چھ مربع کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ انتہائی ناہموار ہے اور اوپر چڑھنا بہت مشکل ہے۔ پہاڑ پر بلسان کے درخت کافی تعداد میں ہیں جن سے روغن بلسان تیار کیا جاتا ہے۔ جو مختلف امراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس پہاڑ کا نام ثور پڑ جانے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ایک شخص ثور بن منات نے اس پہاڑ پر قیام کیا تھا۔ چنانچہ اسی نسبت سے یہ پہاڑ جبل ثور مشہور ہوا۔ آج کل یہ جگہ آباد ہو چکی ہے۔

غار ثور کا ذکر قرآن پاک میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر 40 میں ہے۔ یہ غار پہاڑ کی چوٹی کے پاس ہے۔ جو ایک بھاری چٹان کے اندر ہے۔ اندر داخل ہونے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ وہ بھی اتنا تنگ کہ ایک آدمی بمشکل جھک کر داخل ہو سکتا ہے۔ اس کی اندرونی بلندی بمشکل پانچ فٹ ہے۔ اور وسعت اتنی کم ہے کہ بمشکل پانچ سات افراد بیٹھ سکتے ہیں۔

ہجرت کی رات حضورؐ انتہائی خاموشی سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے وہاں سفر کی تیاری کے بعد مکہ المکرمہ سے روانہ ہوئے۔ رخ مبارک مدینہ کی بجائے مخالف سمت یعنی جنوب کی طرف جبل ثور کی جانب تھا۔ اسی مصلحت کی وجہ سے مشرکین دھوکہ کھا گئے۔ البتہ ایک کھوجی قائف کے ہمراہ قدموں کی شناخت کرتے ہوئے غار ثور کے دہانے تک جا پہنچے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اس موقعہ پر نبی آخر الزمان کی حفاظت کی غرض سے سخت مضطرب تھے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ "جب وہ دونوں (غار ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا" (سورہ توبہ آیت 60)

اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل آسان کر دی اور مشرکین مایوس ہو کر لوٹ گئے۔

اس غار میں تین روزہ قیام کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ بکریاں چرانے کے بہانے وہاں آ جاتے اور آپؐ بکریوں کا دودھ حاصل کر لیتے۔ اور عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ رات کو کفار مکہ کی سرگرمیوں سے آگاہ کر دیتے۔

اسی غار کی نسبت اور دوران ہجرت رفاقت کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یار غار کہا جاتا ہے اور یار غار کی اصطلاح اہل علم کے نزدیک مخلص ساتھی کی ہے۔ ہجرت اور غار ثور میں قیام کے واقعات کتب سیر میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والدین

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہہ

آپ کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ آپ کے کسی بھی بیٹے کا نام قحافہ نہیں تھا۔ اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ سن 8 ھ میں فتح مکہ کے وقت حضرتؓ ابوبکرؓ آپ کو رسول اللہ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ مکہ میں داخل ہو کر مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ آنحضور کی خدمت میں اپنے والد حضرت ابوقحافہؓ کو لے کر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا اے ابوبکرؓ تم نے انہیں بڑھاپے میں کیوں تکلیف دی میں خود ہی آ جاتا۔ اس کے بعد آنحضور نے حضرت ابوقحافہؓ کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور فرمایا اے ابو قحافہؓ اسلام قبول کرو۔ حضرت ابوقحافہؓ نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مشرب بہ اسلام ہو گئے۔

محمد بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی تو ان کے ترکہ میں سے آپ کے والد حضرت ابو قحافہؓ چھٹے حصہ کے وارث ہوئے۔ جسے انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی اولاد کو واپس کر دیا۔

آپ کی تاریخ وفات 14 محرم سن 14 ھ/10 مارچ سن 635ء ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ستانوے برس تھی۔ بعض روایات میں عمر 94 برس تحریر کی گئی ہے۔

آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت عبدالعزیٰ بن حدثان بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھا۔

آپ کی ازواج میں حضرت ام الخیر سلمی بنت صخرؓ اور حضرت ہند بنت بجیر بن عبد بن قصی تھیں۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ آپ کی زوجہ ہند کے بطن سے حضرت ام فروہ، حضرت قریبہ اور حضرت ام عامر متولد ہوئیں۔ جبکہ حضرت ابوبکرؓ کی والدہ ام الخیر سلمیٰ تھیں۔ آپ کے دو اور بیٹوں عتیق اور معتق کے نام ملتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی تین پشتیں صحابی ہوئیں۔

فتح مکہ کے دن آپ کا اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کی انگلی تھام کر کوہ ابو قبیس سے اسلامی لشکر کو دیکھنے اور ان ہی بیٹی کے چاندی کے طوق کے گم ہو جانے کا واقعہ تفصیل سے اسد الغابہ میں بیان کیا گیا ہے۔ (اسد الغابہ صفحہ 215 جلد 6)

حضرت ابوبکرؓ کی والدہ

نام ام الخیر بنت **صخر بن عامر بن کعب بن تیم بن مرہ**۔ کعب حضرت ابو قحافہؓ کے پڑ دادا تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی مائیں بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ ابن اثیر کے مطابق آپ قدیم الاسلام ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا اور پہلا خطبہ دیا تو مشرکین نے ان پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ سخت زخمی ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی عیادت کے لئے آنحضور تشریف لائے تو انہوں نے وہاں حضرت ام الخیر سلمیٰؓ کو اسلام کی دعوت دی اور آپ اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

آپؓ کے بطن سے کئی بچے ہوئے لیکن حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ سب بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔

ام فروہ بنت ابو قحافہؓ

آپؓ نے رسول اللہ سے بیعت کی تھی۔ آپ کی شادی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اشعث بن قیس کندیؓ سے کی تھی۔ جن سے آپ کے چار بچے ہوئے۔ محمد، اسحاق، قریبہ اور حبابہ۔ آپ اپنے بھائی حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے وقت حیات تھیں۔

(صالحات و صحابیات صفحہ 329)

قریبہ بنت ابو قحافہؓ

آپ کی شادی حضرت قیس بن سعد بن عبادہ بن دلیم سے ہوئی۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 330)

ام عامر بنت ابو قحافہؓ

آپ کی شادی حضرت عامر بن ابی وقاصؓ سے ہوئی۔ اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں جن کا نام ضعیفہ تھا۔ (صالحات و صحابیات)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ازواج و اولاد

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چار نکاح کئے تھے۔ دو اسلام لانے سے قبل اور دو اسلام لانے کے بعد جن کے نام اس طرح ہیں۔ حضرت قتیلہ بنت سعدؓ، حضرت ام رومان بنت عامرؓ، حضرت اسماء بن عمیسؓ، حضرت حبیبہ بنت خارجہؓ۔

صحیح بخاری میں ایک روایت کے مطابق آپ کی ایک اور زوجہ ام بکر کا ذکر ملتا ہے۔ جن کا تعلق بنو کلب سے تھا۔ جنہیں آپ نے ہجرت مدینہ کے وقت طلاق دے دی تھی۔

1- حضرت قتیلہ بنت سعدؓ

جمہرۃ الانساب کے مطابق آپ کا نسب اس طرح ہے۔ قتیلہؓ بنت عبدالعزیٰ بن عبد بن سعد بن جابر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوئی۔ آپؓ نے قبول اسلام کچھ تاخیر سے کیا۔ آپ کے بطن سے بیٹے حضرت عبداللہ اور بیٹی حضرت اسماء پیدا ہوئیں۔

(اسد الغابہ صفحہ 220 جلد 10)

2- حضرت ام رومانؓ

آپؓ کا نسب اس طرح ہے۔ ام رومانؓ بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذنیہ بن سبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ قبول اسلام کے بعد بہت سختیاں اٹھائیں۔ آپ نے رسول اللہ سے بیعت کی اور ہجرت مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ انتہائی عابدہ تھیں۔ آپ کی وفات عہد رسالت ہی میں مدینہ منورہ میں ذوالحج سن 6 ھ میں ہوئی۔ جب حضرت ام رومانؓ کو قبر میں اتارا گیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ جسے حورعین میں سے کسی حور کو دیکھنا پسند ہو تو وہ ام رومان کو دیکھ لے۔ آنحضور آپ کی قبر میں اترے۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 354)

3- حضرت اسماء بنت عمیسؓ

آپ رسول اللہ کے مکہ میں دار ارقم میں داخلہ سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں۔ نسب اس طرح ہے۔ اسماءؓ بنت عمیس بن معد بن یتم بن حارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن نسر بن وھب اللہ بن شہران بن عفرس بن افتل جو خثعم کی جڑ ہیں۔

آپؓ کی والدہ ہند یعنی خولہ بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ (جو جرش سے ہیں) تھیں۔

حضرت اسماءؓ نے ہجرت حبشہ کی تھی۔ حبشہ میں آپ نے مردہ عورت کی نعش بنانے کا طریقہ دیکھا۔ جس سے انہوں نے مدینہ کے لوگوں کو آگاہ کیا۔ پھر اسی طرح نعش تیار کی جانے لگی۔ آنحضور نے فرمایا کہ ہماری ایک ہجرت ہے۔ اور حضرت اسماءؓ کی دو ہجرتیں ہیں۔

آپؓ کی شادی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حضرت جعفر طیارؓ کی جنگ موتہ میں شہادت کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ آپؓ کے بیٹے محمد بن ابوبکرؓ کی پیدائش ذوالحلیفہ میں سن 10 ھ میں ہوئی۔

سن 8 ھ میں آنحضور نے خود حضرت اسماءؓ کا نکاح حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پڑھایا تھا۔ سن 13 ھ میں حضرت ابوبکرؓ نے وفات سے پہلے وصیت کی کہ ان کی میت کو حضرت اسماء غسل دیں۔ چنانچہ حضرت اسماءؓ نے ان کی وصیت پر عمل کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد آپ کا نکاح حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے ہوا۔ اس وقت آپ کے بیٹے محمدؓ بن ابوبکرؓ کی عمر تقریباً تین سال کی تھی۔ آپ کی وفات سن 40 ھ میں ہوئی۔ آپؓ کی اولاد میں حضرت جعفر کے صلب سے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ جبکہ حضرت علیؓ کے صلب سے ایک بیٹے یحیٰی پیدا ہوئے۔

آپ کا حضرت علیؓ سے نکاح ہونے کے بعد ایک واقعہ پیش آیا۔ کہ محمد بن جعفرؓ اور محمد بن ابوبکرؓ نے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کیا۔ اور ہر ایک نے کہا کہ میں تم سے معزز ہوں۔ اور میرے والد تمہارے والد سے بہتر ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت اسماء سے کہا کہ آپ ن میں فیصلہ کریں۔ تو حضرت اسماء نے جواب دیا کہ میں نے جعفرؓ سے بہتر عرب میں کوئی جوان نہیں دیکھا اور ابوبکرؓ سے بہتر کوئی ادھیڑ عمر کا نہیں دیکھا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔

محمد بن ابوبکرؓ آپؓ کی زندگی میں ہی سن 38 ھ میں مصر میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ کی بہن حضرت سلمیٰ بنت عمیس کی شادی سید الشہداء حضرت حمزہؓ سے ہوئی تھی۔

4- حضرت حبیبہ بنت خارجہؓ

آپ کا نسب اس طرح ہے۔ حبیبہؓ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس بن مالک الاغر۔ آپؓ کی والدہ کا نام ہزمہ تھا۔ جن کا نسب اس طرح ہے۔ ہزمہ بنت عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔ حضرت سعدؓ بن ربیع بن ابی زہیر آپ کے اخیافی بھائی تھے۔

حضرت حبیبہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور آنحضور سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے بطن سے ایک بیٹی حضرت ام کلثوم بنت ابوبکرؓ پیدا ہوئیں۔ (صالحات و صحابیات صفحہ

411، اسد الغابہ صفحہ 68 جلد 10)

حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ

حضرت عبداللہؓ طائف کے معرکہ میں رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ آپؓ اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ رہے اور انہی کے ایام خلافت میں وفات پائی۔ جب آنحضور نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ ہجرت کی تو اس زمانہ میں حضرت عبداللہ ذہین اور سمجھدار نوجوان تھے۔ آپ رات کو غار میں رہا کرتے تھے، اور صبح مکہ واپس تشریف لے جاتے۔ دن کے وقت کفار جو باتیں کرتے۔ آپ انہیں سنتے اور محفوظ کر لیتے۔ رات کے وقت انہیں آنحضور کو بتا دیتے۔ ہجرت کے وقت انتہائی مشکل حالات میں آپ نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔

آنحضور کے کفن کے لئے ایک حلہ خریدا گیا۔ لیکن اس میں آنحضور کو کفن نہیں دیا گیا۔ حضرت عبداللہؓ نے اسے اپنے کفن کے لئے لے لیا۔ پھر یہ خیال آیا کہ اللہ تعالٰی نے اسے اپنے نبیؐ کے لئے پسند نہیں فرمایا، تو اسے بیچ دیا اور قیمت خیرات کر دی۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عبداللہؓ کی شادی سیدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل قرشیہ عدویہ سے ہوئی جو حضرت عمر بن الخطابؓ کی عم زاد تھیں۔ مدینہ کو ہجرت کی۔ حضرت عاتکہؓ انتہائی حسین و جمیل تھیں اور حضرت عبداللہؓ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا غزوات میں شریک نہ ہوتے۔ چنانچہ آپؓ کے والد نے حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دو۔ یہ حکم ملنے پر حضرت عبداللہؓ نے انتہائی درد ناک شعر کہے۔ (یہ اشعار تفصیل سے اسد الغابہ میں تحریر ہیں) ان کی حالت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رحم آ گیا اور رجوع کی اجازت دے دی۔ حضرت عاتکہؓ بھی بہت خوبصورت شعر کہتی تھیں۔ انہوں نے بھی اپنے شوہر کی یاد میں جو شعر کہے وہ بھی عربی ادب کا سرمایہ ہیں۔ (حضرت عاتکہ کے اشعار بھی اسدالغابہ صفحہ 169 جلد 10 میں تفصیل سے تحریر ہیں۔)

حضرت ابوبکر صدیقؓ تو آنحضور کے ہمراہ پہلے ہی ہجرت کر چکے تھے۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بعد میں حضرت ام رومانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اسماءؓ کو لے کر مدینہ پہنچے۔ آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ آپ کے ایک بیٹے ہوئے جن کا نام اسماعیل تھا۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ

آپ کا نام اسماء اور لقب ذات النطاقین تھا۔ آپ کی پیدائش مکہ میں ہجرت سے ستائیس سال قبل ہوئی۔ حضرت اسماءؓ کے نانا عبدالعزیٰ قریش کے نامور رئیس تھے۔ حضرت عبداللہؓ آپ کے حقیقی بھائی تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ آپ سے عمر میں چھوٹی تھیں۔ قبول اسلام کے لحاظ سے حضرت اسماءؓ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ آپ اوائل بعثت میں اس وقت اسلام لائیں جب صرف سترہ نفوس مخفی اسلام لائے تھے۔ اس طرح سابقون الاولون میں آپ کا اٹھارواں نمبر تھا۔

آپ کی شادی حضرت زبیر بن العوامؓ حواری رسولؐ سے ہوئی تھا۔ جو اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت زبیرؓ آنحضور کے پھوپھی زاد بھائی اور ام المومنین خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے تھے۔

بعثت کے چوتھے سال جب رسول اللہ نے اعلانیہ تبلیغ حق کا آغاز کیا تو مشرکین کے مظالم آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ہجرت کے وقت جس سفر کا آغاز آپ کے والد کے گھر سے ہوا۔ اس سفر کی تیاری اور غار ثور میں قیام کے دوران خورد ونوش کا سامان بہم پہنچاتی رہیں۔ جب آنحضورؐ نے غار ثور سے مدینہ کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا تو کھانے پینے کے سامان کو باندھنے کے لئے کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ حضرت اسماءؓ نے اپنی کمر سے پٹی اتار کر اس میں سامان باندھا۔ جس پر انہیں دربار رسالت سے ذات النطاقین کا خطاب عطا ہوا۔

ہجرت کے بعد آپ اپنے بھائی عبداللہؓ کی معیت میں حضرت ام رومانؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے ہمراہ مدینہ تشریف لائیں۔ ایک اور روائیت کے مطابق آپ اپنے شوہر

حضرت زبیرؓ بن العوام اور خوش دامن حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے ساتھ ہجرت کی اور قباء میں قیام فرمایا۔

ہجرت کے بعد اتفاق سے مدینہ میں کسی مہاجر کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ اس پر مدینہ کے یہود نے مشہور کر دیا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے۔ اور ان کی نسل کو منقطع کر دیا ہے۔ یہی دن تھے کہ سن 1 ھ میں آپ کے یہاں بیٹے حضرت عبداللہؓ کی ولادت ہوئی۔ جس پر یہود بہت شرمندہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے اسلامی تاریخ میں بڑا نام پایا اور ان کی شہادت اپنی والدہ کی زندگی میں ہی ہوئی۔

حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کمال کی عابدہ و زاہدہ تھیں۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کا عام شہرہ ہو گیا تھا۔ طرح طرح کے مریض ان کے پاس دعائے خیر کے لئے آتے تھے۔ آپؓ کے پاس آنحضور کا ایک جبہ بھی تھا جو ام المومنین حضرت عائشہؓ کی وساطت سے ملا تھا۔ آپؓ نے زندگی میں کئی حج ادا فرمائے۔ پہلا حج رسول اللہ کے ساتھ ادا کیا۔ بہت نڈر اور شجاع تھیں اور لڑائیوں میں جنگی خدمات انجام دیتی رہیں۔

جمہرۃ الانساب کے مطابق آپ کے جو بیٹے حضرت زبیرؓ بن العوام کے صلب سے پیدا ہوئے ان میں ابوبکر عبداللہ امیرالمومنین (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ) کے علاوہ حضرت عروہ، اور منذر ابو عثمان نے اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ شہادت حاصل کی۔

آپ نے سو سال کی عمر پائی۔ اور آخر عمر تک ہوش و حواس میں رہیں۔ رسول اللہ سے 58 احادیث بیان کیں۔ اور 56 احادیث کی روایت کی۔ سن 73 ھ میں جب آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کیا گیا۔ آپ اس وقت زندہ تھیں۔ اور اپنے بیٹے کی لاش کے سامنے تاریخی خطبہ دیا۔

حضرت زبیر بن العوامؓ

آپ کا نسب اس طرح ہے۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب۔ حضرت زبیرؓ کی والدہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب آنحضور کی پھوپھی تھیں۔ اور

آپ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔ حدیث کے مطابق آپ پانچویں شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہجرت کی۔ دربار رسالت سے حواری کا لقب عطا ہوا۔ آنحضور کی زندگی میں تمام بڑی بڑی جنگوں میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے دن آپ کے ہاتھ میں دو جھنڈے تھے۔

آپؓ کی شہادت 60 یا 67 برس کی عمر میں جنگ جمل میں ہوئی' جس وقت آپ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف سے جنگ میں شریک تھے۔

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ

آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ' دادی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب تھیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا وہ آپؓ ہی تھے۔ اپنے والد کے ساتھ جنگ یرموک میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ جب آپ کے والد مصر میں حضرت عمرو بن العاصؓ کی فوج میں تھے تو اس وقت بھی آپ ان کے ہمراہ تھے۔

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے بوزنطی حاکم کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ جب آپ حضرت عبداللہ ابن سرح کی اس مہم میں شامل تھے جو افریقہ میں بوزنطیوں کے خلاف روانہ ہوئی تھی۔ حضرت سعید ابن العاصؓ کے ہمراہ شمالی ایران پر چڑھائی میں شریک تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کو اس مجلس کا رکن مقرر کیا جس کے ذمہ قرآن پاک کا صحیح نسخہ تیار کرنا تھا۔

جنگ جمل میں آپ نے اپنے والد کے ہمراہ شرکت کی۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ بصرہ پہنچ کر پیدل فوج کی قیادت کی۔ جنگ جمل کے بعد ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

یزید بن معاویہؓ کی وفات کے بعد آپ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور مدینہ منورہ کو مستقر بنایا۔ آپ کی خلافت مصر' حجاز' یمن' خراساں' عراق اور شام کے کچھ علاقوں پر قائم ہوئی۔ اسی دوران آپ مکہ منتقل ہو گئے۔ خلیفہ عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو ان کے خلاف روانہ کیا اور چھ ماہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ شہادت سے قبل اپنی والدہ حضرت اسماء سے

ملنے آئے اور میدان جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ کی لاش کو عین اس جگہ لٹکایا گیا جہاں آپ کے بھائی عمرو کی لاش لٹکائی گئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد لاش آپ کی والدہ کے حوالے کر دی گئی۔ جنہوں نے اسے مدینہ میں حضرت صفیہؓ کے گھر میں دفن کر دیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ جنگ جمل میں آپ نہایت بہادری اور بے جگری سے لڑے جس کی وجہ سے آپ کو چالیس زخم آئے۔ اور جس شخص نے آپ کی سلامتی کی اطلاع صدیقہؓ تک پہنچائی اسے دس ہزار درہم بطور انعام عطاء کیے۔

آپ نے اپنے دور خلافت میں اپنا سکہ جاری کیا اور تاریخ اسلام میں پہلی دفعہ گول درہم بنائے۔ کتب حدیث میں ان سے 33 احادیث مروی ہیں۔ آپ کی خلافت کا عرصہ نو برس ہے۔ اور پہلی مرتبہ دیباج کا غلاف کعبہ تیار کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ

آپ حضرت ابوبکرؓ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ رسول اللہ کے ہمراہ حجتہ الوداع میں شریک ہوئے اور آنحضور کے حکم سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تنعیم کے مقام سے عمرہ کرایا۔ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔

آپ کی وفات سن 58 ھ/678ء میں مکہ کے نواح میں واقع جیشی نامی پہاڑی پر ہوئی اور مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے۔

صحاح میں متعدد احادیث ان سے مروی ہیں۔ آپ کے گھر کی چار نسلیں صحابی ہوئیں۔ یعنی دادا، والد، آپ خود اور بیٹے محمد۔

جمہرۃ الانساب کے مطابق آپ کی اولاد میں محمد، عبداللہ، ام حکیم، میمونہ اور قریبہ پیدا ہوئے۔ حضرت قریبہؓ بنت ابی امیہ کے بطن سے عبداللہ اور ام حکیم متولد ہوئے۔ ام المومنین سلمیٰؓ حضرت قریبہ کی بہن تھیں۔

حضرت میمونہ کی شادی امیر المومنین ہشام بن عبدالملک سے ہوئی۔ جبکہ قریبہ کی شادی

قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی۔ ام حکیم کی شادی موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہؓ سے ہوئی اور تین بچے محمد، یحییٰ اور عائشہ پیدا ہوئے۔ ان ہی عائشہ کی شادی امیر المومنین عبدالملک بن مروان سے ہوئی جن سے بکار بن عبدالملک پیدا ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ کی پھوپھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور خالہ ام المومنین سلمی تھیں۔ ان عبداللہ کی اولاد میں طلحہ، ابوبکر، عمران اور عبدالرحمٰن کے علاوہ ایک بیٹی نفیسہ پیدا ہوئے۔ نفسیہ کی شادی امیرالمومنین ولید بن عبدالملک سے ہوئی۔ ان سب بچوں کی والدہ حضرت عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہؓ تھیں۔

ابوبکر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ امیر المومنین مروان بن محمد کے زمانہ میں ثار بالسوس تھے۔ اور ان کے بیٹے ہاشم ولی قضاء مصر تھے۔ بعد میں ہاشم بن ابوبکر کی اولاد کوفہ میں آباد ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ لاولد تھے۔

ابن ابی عتیق:- وہ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ ہوئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ

کم نہیں تھی اس کی عالی خاندانی بھی مگر
حلقہ نسواں کی عظمت تھی وقار عائشہؓ (احسان دانش)

آپؓ کا نام عائشہ، لقب: صدیقہ اور حمیرا اور کنیت ام عبداللہ تھی۔

ام المومنین کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی آپ کے والد اور والدہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ کا گھر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا اولین مرکز تھا۔ اسی گھر میں صدیق اکبرؓ جیسے والد کے زیر سایہ آپ کا زمانہ طفولیت بسر ہوا۔

ماہ شوال سن 3 قبل ہجرت آپ کا نکاح رسول اللہ سے ہوا۔ مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ نکاح خود پڑھایا۔ حضرت عائشہؓ کے نکاح کی شہادت حضور کو خواب میں ہو چکی تھی۔ (صحیح بخاری)

جب رسول اللہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو صدیق اکبرؓ کے دیگر اہل بیت کے ہمراہ آپ بھی سفر کے سامان کی تیاری میں شریک تھیں۔ مدینہ پہنچ کر آنحضور اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنے اہل وعیال کو مکہ سے مدینہ لانے کے لئے حضرت زید بن حارثہؓ، ابو رافعؓ اور عبداللہ بن اریقطؓ کو روانہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن اریقطؓ کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ، حضرت ام رومانؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اسماءؓ تشریف لائیں۔ مدینہ میں آپ اپنے والد کے گھر محلّہ بنو حارث بن خزرج میں اتریں۔

آپ کی رخصتی سن 1 ھ یا سن 2 ھ میں ہوئی۔ اور جس عمر میں رخصتی ہوئی اس میں بہت اختلاف ہے۔ مختلف روایات کے مطابق اس وقت آپ کی عمر 9، 15 یا 18 برس تھی۔ اس مسئلہ پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اور مختلف محققین نے کافی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس سلسلہ میں ممتاز محقق حکیم نیاز احمد کی رائے ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر بوقت نکاح کا سرے سے کوئی تعین نہ کیا جائے۔ اور محض اتنا کہا جائے کہ نکاح کے وقت پختہ عمر اور کنواری تھیں۔ شرفاء قریش جس پختہ عمر میں لڑکیوں کی شادی کرتے تھے اسی عمر میں ان کا نکاح ہوا۔ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر کے بارے میں لاطائل دلائل اور غیر واقعی توجیہات سے احتراز کیا جائے۔ فطرت کے مسلمہ اصول کے سامنے ہشام کے استخراج کو دور کر کے اس باب میں خاموشی اختیار کی جائے۔ (تحقیق عمر عائشہ صدیقہؓ صفحہ 190 حصہ دوم)

اسی سلسلہ میں ممتاز محقق میاں محمد سعید تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ولادت کا سال متنازعہ فیہ ہے۔ جن مورخین نے سیدہ عائشہؓ کی ولادت کا ذکر بقید سنہ کیا ہے۔ انہوں نے متضاد بیانات درج کر کے عمر کے مسئلہ کو مشکوک بنا دیا ہے۔ مورخ ابن سعد نے تحریر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نبوت کے چوتھے سال کی ابتداء میں پیدا ہوئیں اور نبوت کے دسویں سال چھ برس کی عمر میں بیاہی گئیں۔ لیکن جناب سلیمان ندوی کو اس حوالے سے اتفاق نہیں۔ وہ سیدہ عائشہؓ کی پیدائش نبوت کے پانچویں سال بتاتے ہیں اور ان کے ہم خیال علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ہم تاریخ و سیرت کی موجودہ کتابوں میں بالعموم یہی پڑھتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ کا نکاح چھ برس کی عمر میں اور رخصتی

نو برس کی عمر میں ہوئی۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ام المومنین کے متعلق یہ اتہام متاخرین کا وضع کردہ ہے۔ کیونکہ بعض متقدمین نے اس نوعیت کی روایات کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے جن سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ دوسری نوعیت کی روایات کو چھپانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ جن سے سیدہ عائشہ کا سن پیدائش قبل نبوت زمانہ میں ثابت ہوتا ہے۔ اور ان کا عقد زیادہ عمر میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں مولانا ندوی مرحوم کے اس ارشاد میں کتنا وزن باقی رہا جاتا ہے۔ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ متذکرہ بالا شہادتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سن 73 ھ میں سیدہ اسماءؓ کی وفات 100 سال کی عمر میں ہوئی۔ اس حساب سے حضرت اسماءؓ سن 1 ہجری میں 28 سال کی تھیں۔ اور ان کی ولادت سن 28 قبل از ہجرت مطابق سن 15 قبل نبوت اور سن 26 محمدی میں ہوئی تھی۔ سیدہ عائشہؓ ان سے عمر میں دس سال چھوٹی تھیں۔ اس لئے ولادت عائشہ سن 36 محمدی مطابق سن 5 قبل نبوت مطابق سن 18 قبل از ہجرت ثابت ہوتی ہے۔ یعنی ہجرت کے وقت آپ کی عمر 18 سال تھی۔ (حیات ام المومنین صفحہ 30)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حیات مبارکہ کے چار واقعات بہت اہم ہیں۔ افک، ایلا، تحریم اور تخیر ان واقعات کی تفصیلات کتب سیر میں موجود ہیں۔ البتہ افک کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ پر منافقین نے تہمت لگائی۔ لیکن آپ کی پاکبازی اور عصمت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی۔ اور آیت برات نازل ہوئیں۔ ترجمہ اس طرح ہے۔

"جب تم نے سنا تو مومن مردوں اور عورتوں کی نسبت نیک گمان کیوں نہیں کیا اور کیوں نہ کہا یہ صریح تہمت ہے (سورہ نور)

اس آیت کے نزول سے منافقین کے منہ سیاہ ہو گئے۔ آپ کے والدین کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں صرف اپنے اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں اور کسی کی ممنون نہیں۔

حجتہ الوداع میں آپ رسول اللہ کے ساتھ تھیں (صحیح بخاری) ازواج مطہرات میں رسول اللہ کو آپؓ سے سب سے زیادہ محبت تھی۔ (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہؓ شروع سے ہی نہایت ذہین، عقل مند، معاملہ فہم، باریک بین اور دور رس نگاہوں کی مالک تھیں۔ حافظہ بہت قوی تھا۔ بچپن کی تمام باتیں انہیں یاد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ کسی دوسرے صحابی یا صحابیہ کی یادداشت اتنی اچھی نہیں تھی۔ آپ دینی مسائل کے فہم و شعور میں اور احکام کے اجتہاد اور استنباط میں امتیازی حیثیت رکھتی تھیں۔ آپ بہت حسین و جمیل، سرخ و سفید رنگت کی مالک تھیں۔ تفسیر قرآن، علم حدیث فقہ و قیاس، عقائد علم اسرار دین، اسلامی تاریخ، افتاء و ارشاد، علم الانساب اور خصوصاً" عورتوں سے متعلق دینی مسائل پر گہری نظر تھی۔ جو چند صحابہ کے علاوہ شاید کسی کے حصہ میں آئی ہو۔ خصائل و اخلاق میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ بے حد فیاض، مہمان نواز، اور غریب پرور تھیں۔ دن رات کا زیادہ حصہ عبادت میں یا لوگوں کو مسائل بتانے میں صرف ہوتا۔ غیبت و بدگوئی سے سخت اجتناب کرتی تھیں۔ عبادت الٰہی سے بے انتہاء شغف تھا۔

آنحضور نے اپنی بیماری کے ایام کا بیشتر حصہ آپ کے حجرے میں گزارا۔ اور وفات کے بعد حضور کو آپ کے حجرے میں ہی دفن کیا گیا۔ یہ حجرہ بیت اللہ کے بعد سب سے زیادہ افضیلت کا حامل ہے۔ اسی حجرہ مقدسہ میں آنحضور کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دفن ہیں۔

آپ کی بیوگی کا زمانہ آنحضور کی وفات 12 ربیع الاول سن 11 ھ سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس عرصہ میں آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر حضرت امیر معاویہؓ تک کی خلافت کا زمانہ پایا۔

آپ سے مروی احادیث کی کل تعداد 2210 ہے۔ آپ کا شمار ان اصحاب میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے کثرت سے روایات بیان کی ہیں۔ تعداد روایت میں آپ کا چھٹا نمبر ہے۔ آپ کے پاس قرآن پاک کا قلمی نسخہ بھی تھا۔ جو انہوں نے اپنے غلام ابو یونس سے لکھوایا تھا۔ تابعین میں سے اکابر علماء کی اکثریت آپ کے شاگردوں میں سے ہے۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی اور اپنی فصاحت میں مشہور تھیں۔

افواج اسلام کا پہلا جھنڈا آپ کے دوپٹہ سے بنا اور تاریخ اسلام میں پہلی خاتون سپہ سالار ہونے کا اعزاز جنگ جمل میں آپ نے حاصل کیا۔

سترہ رمضان 58 ھ میں بمطابق 13 جون 678ء نماز وتر کے بعد شب میں وفات پائی۔ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی۔ جنت البقیع میں ترتیب وفات کے لحاظ سے ازواج مطہرات میں نویں نمبر پر دفن ہوئیں۔ آپ کے انتقال کی خبر سے عالم اسلام میں رنج و الم کی لہر پھیل گئی۔ (حضرت عائشہ کی وفات بعض مورخین نے سن 56 ھ یا سن 59 ھ بھی بیان کی ہے)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل و مناقب پر سینکڑوں کتابیں مختلف ادوار میں تحریر کی جا چکی ہیں۔ موجودہ دور میں "حیات ام المومنین" جو کہ میاں محمد سعید کی تصنیف ہے بہت عمدہ سیرت کی کتاب ہے۔

جب آیت تیمم نازل ہوئی تو حضرت اسید بن حضیرؓ نے کہا اے عائشہؓ اللہ تمہیں جزا دے۔ اللہ کی قسم جب کوئی بات تمہیں پیش آئی تو اللہ تعالی نے تمہارے نکلنے کے لئے راستہ مہیا فرما دیا۔ اور مسلمین کے لئے اس میں برکت پیدا کر دی۔ اور اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (بلکہ اس سے پہلے بھی کئی برکتیں نازل ہو چکی ہیں) (صحیح بخاری)

جو سہولت ہم کو حاصل ہے تیمم کے سبب
وہ طفیل عائشہؓ ہے وہ برائے عائشہؓ
عائشہؓ کی شان میں ہے آیہ الطیبات
اور تطہیر بھی نازل ہوئی برائے عائشہ
(حافظ ابو محمد امام الدین رام نگری)

جس پہ باندھا تھا خدا کے دشمنوں نے اتہام
آج تک انسان شرمندہ ہے اس الزام پر
(شورش کاشمیری)

حضرت محمد بن ابوبکر صدیقؓ

آپ کی پیدائش 25 ذوالعقدہ کو حجتہ الوداع کے موقعہ پر سن 10ھ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوئی۔ کنیت ابوالقاسم تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کی شہادت سن 38ھ میں مصر میں ہوئی۔ آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس تھیں۔ آپ ابھی چند برس ہی کے تھے کہ والد وفات پا گئے۔ اور یتیمی کا داغ لئے اپنی والدہ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر آ گئے۔ جبکہ آپ کی والدہ نے حضرت علیؓ نے نکاح کر لیا۔

اس طرح آپ کی پرورش حضرت علیؓ نے کی' اور تمام سیاسی معاملات میں ان کی معاونت کرتے رہے۔ سفارت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس کوفہ تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ شام بھی تشریف لے گئے۔ آخر میں مصر کی امارت آپ کے سپرد ہوئی۔ اسی دوران آپ کا مقابلہ عمرو بن خدیج سے ہوا۔ آپ کا فوجی دستہ کنانہ بن بشیر کی سرکردگی میں عمرو بن خدیج سے مقابلہ میں شکست کھا گیا۔ کنانہ کام آ گئے۔ اور آپ پابہ زنجیر خسطاط لائے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بھائی کی سفارش کی لیکن کام نہ آ سکی۔

آپ کی قبر کے بارے میں پتہ نہیں لگ سکا کہ موجود ہے یا نہیں۔ البتہ شیعہ ذرائع متضاد دعوے کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں "احسن المقال" کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ مصر میں جو قبر اس ولی صالح کے بدن کے بقیہ اجزاء کا مدفن ہے یا ان کی قتل گاہ ہے آج کل متروک ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اہل سنت کی عادت ہے کہ جب اس قبر پر جاتے ہیں تو قبر کی طرف پشت کر کے فاتحہ ان کے باپ ابوبکرؓ کے لئے پڑھ لیتے ہیں۔ (احسن المقال)

محمد بن ابوبکرؓ کی سوانح بہت ہی مختصر درج ہوئی ہے۔ البتہ آپ کی عملی سیاست میں موجودگی بہت سے حوالوں سے پتہ لگتی ہے۔ سب سے اہم واقعہ آپ کی حضرت عثمان غنیؓ کی مخالفت کا ہے۔ لیکن اکثر حوالوں سے پتہ لگتا ہے کہ آپ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت سے پہلے پیچھے ہٹ چکے تھے۔ اس حوالے سے مختلف محققین اپنی رائے کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ ممتاز محقق علی احمد عباسی اس سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن ابوبکرؓ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کے مخالف نہ تھے اور نہ سبائی گروہ سے ظاہراً یا باطناً کچھ تعلق تھا۔ لیکن

جب سیدنا عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح کی بجائے ان محمد بن ابوبکرؓ کو مصر بھیجا گیا۔ اور انہیں راستے میں حضرت عثمان غنیؓ کی طرف سے امیر مصر کے نام وہ جعلی خط ملا کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس وقت سے یہ حضرت عثمان غنیؓ کے مخالف ہو گئے ...... انہیں سبائی گروہ میں سمجھنا درست نہیں اور نہ ان کی مخالفت کی سازش میں کسی طرح شریک تھے۔ (حضرت معاویہؓ کی سیاسی زندگی' علی احمد عباسی صفحہ 68)- ذاتی طور پر بہت عابد و زاہد تھے۔

بعض روایات سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کی شادی یزدجر ابن شہریار ابن کسریٰ کی بیٹی کیہان بانو سے ہوئی تھی۔ اور کیہان بانو کی ایک بہن شہربانو سے حضرت حسین ابن علیؓ کی شادی ہوئی تھی۔ یہ بات متنازعہ ہے کہ ان دونوں بہنوں کا وجود تھا بھی یا نہیں۔ پروفیسر آرتھر کرشین کی کتاب جس کا ترجمہ علامہ اقبال نے کیا ہے تحریر کرتے ہیں کہ اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کی اولاد کو قدیم شاہان ایران کی جلالت مقدسہ کا جائز وارث قرار دیا جائے۔ جبکہ مسعودی کا بیان ہے کہ یزدگر کی اولاد مرو میں مقیم ہو گئی تھی۔ سواء میں بھی رہتے ہیں۔ اور اپنے نسب کو اسی اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھتے ہیں۔ جس طرح قحطان اور نزار کے عرب کرتے ہیں۔ سن 728ء میں ایک شخص خسرو نے جو یزدگر کی اولاد میں سے تھا۔ ترکوں کے ساتھ مل کر اپنا آبائی ملک واپس لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ (اقبال بعد ساسانیاں)

کیہان بانو بیٹی یزدگر سوم کی تھیں۔ یزدگر کے دو بیٹے بہرام اور پیروز اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ پیروز کا انتقال سن 672ء میں چین میں ہوا۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی مزید تحقیق کرنا چاہے تو اس کی سہولت کے لئے یہ شجرہ درج کیا جا رہا ہے۔

یزدگر سوم بن شہریار بن خسرو دوم بن ہرمز چہارم بن خسرو اول بن کواز اول بن پیروز بن بہرام پنجم بن یزدگر اول بن شاپور سوم بن شاپور دوم بن ہرمز دوم بن نرسی بن شاہ پور اول بن اردشیر اول بن پابگ بن ساسان۔ **حضرت سعد بن ابی وقاصؓ** سن 637ء میں طاق کسریٰ کے بالمقابل خیمہ زن ہوئے تھے۔

عمدۃ الطالب میں بنت یزدگرؓ پر جو بحث کی گئی ہے اس کے مطابق اس میں حضرت

حسینؓ کی زوجہ کا نام غزالہ بتایا گیا ہے۔ اور لکھا گیا ہے "و ھی من بنات کسری" اور المبرد کے حوالے سے تحریر ہے۔ "ھی سلامہ من ولد یزدجر' وکانت عمہ ام یزید الناقص بن ولید بن عبد الملک المروانی اختہا" (عمدہ الطالب صفحہ 159)

طبقات ابن سعد میں قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ کی والدہ کا نام حضرت سودہ تحریر ہے۔ شہربانو کے سلسلہ میں فیض عالم صدیقی تحریر کرتے ہیں کہ شہربانو کا وجود کا خالق زمخشری متوفی سن 538ھ ہے۔ جس نے نزل الابرار میں سب سے پہلے یہ بیان کیا۔ زمخشری سے پہلے جتنے مورخ گزرے ہیں۔ ابومخنف' طبری' ابن قتیبہ' یعقوبی' بلاذری' ابن سعد اور ابن اثیر وغیرہ میں سے کسی نے بھی شہربانو کی شخصیت کا اشارۃ بھی ذکر نہیں کیا۔ اور یکایک زمخشری کو چھٹی صدی کے پہلے نصف وسط میں ایسا الہام ہوا ..... ان ہی راویوں میں یہ بھی کہا گیا کہ مدائن کے معرکہ مین یزدگر کی تین بیٹیاں گرفتار ہوئیں جن میں سے ایک حضرت حسینؓ کو دوسری عبداللہ بن عمرؓ کو تیسری محمد بن ابوبکرؓ کو دی گئی۔ (عترت رسول صفحہ 161)

حضرت ام کلثوم بنت ابوبکر صدیقؓ

آپ کی شادی حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ سے ہوئی تھی۔ جن سے تین بچے پیدا ہوئے۔ ذکریا' یوسف اور بیٹی عائشہ' یوسف کم سنی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

جنگ جمل میں جب آپ کے شوہر حضرت طلحہؓ شہید ہو گئے تو آپ کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن سے ہوا۔ جن کا نسب اس طرح ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ ان کے صلب سے آپ کے چار بچے ہوئے۔ جن کے نام ابراہیم احول' موسیٰ' ام حمید اور ام عثمان تھے۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 481)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

جب آپؓ کے والد کی شہادت ہوئی تو اس وقت کم عمر تھے۔ لہٰذا آپ کی تربیت اور

پرورش حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کی۔ ان ہی کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے علماء اور فقہاء میں ہوتا تھا جو کہ عالم اسلام کا مرکز تھا۔ اور خلافت اسلامیہ کے لئے آپ کو سب سے بہتر سمجھا جاتا تھا۔

آپؒ کا انتقال سن 107ھ میں ہوا۔ ابن سعد سن 108ھ تحریر کرتے ہیں۔ آپ تمام تابعین میں مدینہ کے سب سے بڑا عالم تھے۔ صبح کو مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھ کر لوگوں کے درمیان آ بیٹھتے اور مختلف مسائل کا جواب دیتے۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی وفات قدید (قدید : عمدۃ الاخبار کے مطابق قدید :- کزبیز : موضع بین الحرمین' وقیل وادی الحرمین' و قیل وادی القدید' المسیح الصغیر و قدید قریہ جامعہ بین مکہ و مدینہ' کثیرہ المیاۃ بہ کانت مناۃ الطاغیہ مشرفہ و یضاف الیہ طرف قدید بطریق مکہ) میں ہوئی اور مثلل مین دفن کئے گئے۔ قدید اور اس جگہ کے درمیان 3 میل کا فاصلہ ہے۔ ان کے بیٹے جنازہ کندھے پر رکھ کر مثلل لائے۔ (طبقات ابن سعد)۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ قبر پر ان کی تعریف نہ کی جائے اور یہ بھی وصیت کی کہ مجھے میرے ان ہی کپڑوں میں جن کو پہن کر میں نماز ادا کرتا ہوں یعنی کرتہ' تہبند اور چادر میں ہی کفن دینا۔ آپ کے بیٹے نے عرض کی کہ آپ کفن کے دو کپڑے بھی نہیں چاہتے تو حضرت قاسمؒ نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے! حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی تین کپڑوں میں دفنایا گیا اور زندہ لوگوں کو بہ نسبت میت کے نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے۔

محمد بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت قاسمؒ ثقہ' بلند و عالی مرتبہ' فقیہہ' امام' کثیر الحدیث اور متقی تھے۔ **تذکرۃ الحفاظ** میں آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تحریر کی گئی ہے۔ آپ نے علم حدیث اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت عائشہؓ ' ابن عباسؓ ' معاویہؓ ' فاطمہ بنت قیسؓ ' ابن عمرؓ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں اپنے بعد بنو تیم کے احمش یعنی قاسمؒ بند محمد کو خلیفتہ المسلمین نامزد کرتا۔

آپ کی اولاد میں عبدالرحمٰن' حمزہ' احمد اور ام فروہ ہوئے۔ بعض روایات میں ایک

بیٹے عبداللہ (تابعی) کا ذکر بھی ملتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

آپ کی والدہ کا نام حضرت قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حیات مبارکہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ آپؒ کی کنیت ابو محمد اور نام عبدالرحمٰن تھا۔

مدینہ کے نامور فقیہہ ہیں اور آپ کا قول حجت مانا جاتا۔ اپنے والد کے علاوہ حضرت اسلم مولائے عمر اور محمد بن جعفر سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپ ثقہ پرہیز گار اور جلیل القدر امام تھے۔ حضرت سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے سب لوگوں سے افضل تھے۔ آپ کا انتقال سن 127ھ میں حوران میں ہوا جب آپ کو وہاں ولید بن یزید نے کوئی فتویٰ پوچھنے کو بلایا تھا۔ (طبقات ابن سعد' جمہرۃ الانساب) آپ کو فضل و کمال' زہد و ورع وراثتاً" ملے تھے۔ آپ کی جلالت' امامت' فضیلت اور صلاح پر سب کا اتفاق ہے۔ فقہ' علم دیانت' حفظ اور اتقان میں آپ کا شمار سادات اہل مدینہ میں ہوتا تھا۔

آپ نے اپنے والد کے علاوہ ابن مسیب اور دیگر کئی تابعین سے استفادہ کیا۔ شعبہ' سفیان' اوزاعی' مالک اور ابن عینیہ آپ سے روایت کرتے ہیں۔

جمہرۃ الانساب کے مطابق آپ کی اولاد میں اسماعیل' عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہوئے۔ آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن حسن بن زید کے عہد میں ولی قضاء مدینہ تھے۔ اور ان ہی عبدالرحمٰن کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ پیدا ہوئے جو خلیفہ مامون عباسی کے دور مین ولی قضاء مدینہ تھے۔

حضرت ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

آپ کی شادی حضرت باقرؒ سے ہوئی اور حضرت جعفر صادقؒ آپ کے بیٹے تھے۔

حضرت احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

آپ کے حالات زندگی کا صرف ان ہی شجرہ جات سے پتہ لگتا ہے جو آپ پر پہنچ کر متصل ہو جاتے ہیں۔ آپ کی نسل اور ان کی شاخیں کثیر تعداد میں مختلف علاقوں میں آباد ہیں۔ پاک و ہند میں رہائش پذیر اکثر صدیقی خاندان آپ کی اولاد میں سے ہیں۔

ممتاز محقق اور مورخ محمود احمد عباسی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ امروہہ میں آباد صحیح النسب صدیقیوں میں سب سے قدیم خاندان (فلاں) ہے۔ اور اس خاندان کا سلسلہ نسب سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے متصل ہے۔ لیکن قدیم کتب انساب میں قاسم بن محمد مذکور کے کسی فرزند کا نام احمد خاکسار مؤلف کو دریافت نہیں ہوا۔ ممکن ہے قاسم بن محمد کے نبیرگان میں کسی کا نام احمد ہو۔ بہرحال اس خاندان کی صدیقیت میں علی وجہ الشہرہ، و تواتر سماعی مسلم ہے۔ (اس کے بعد اس شاخ کے شجرے دیئے گئے ہیں) صدیقیان امروہہ، نگینہ، سہوان، چاندپور، سورٹھ مہاراجگان، صدیقیان مناف پوتہ، فرما نروائے دکن وغیرہ کا نسب ان سے ملتا ہے۔ (تحقیق الانساب)

آپ کے دو بیٹوں کے نام مشہور سلسلہ ہائے نسب میں ملتے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام حمزہ اور دوسرے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔ آئندہ صفحات میں عبداللہ بن احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ کی اولاد کا تذکرہ تحریر کیا گیا ہے۔

تذکرہ اولاد

حضرت عبداللہ بن احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

مختصر حالات

خانوادہ صدیقی کے اس سلسلہ کے بارے میں جو تفصیلات مراۃ الانساب سے معلوم ہوئیں ان کے مطابق اس شاخ کے افراد اپنے آبائی ملک سر زمین حجاز سے روانہ ہو کر اصفہان میں آ کر آباد ہوئے۔ اس کے بعد ترکستان وغیرہ ہوتے ہوئے بخارا میں سکونت اختیار کی۔ بہت عرصہ بعد بخارا کی سکونت ترک کر کے افغانستان کا رخ کیا اور یہاں کے شہر غزنی میں رہائش اختیار کی۔ اور یہاں کئی پشتوں تک مقیم رہے۔ سلطان محمود غزنویؒ کو بھی اس سلسلہ خاندان سے بہت عقیدت تھی۔ اور سکونت غزنی کے دوران اس خاندان کے بزرگ اکثر اشاعت اسلام کیلئے ہندوستان آتے رہے اور پھر واپس چلے جاتے رہے مگر مغل شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت سے پہلے اس خاندان میں سے کسی کے مستقل طور آ کر رہنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

جو تفصیلات ملی ہیں ان کے مطابق مندرجہ ذیل افراد خاندان جن علاقوں میں تشریف لائے وہ اس طرح ہیں۔

1- لطف اللہؒ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کی 22 ویں پشت) ترکستان

2- حافظ نعمت اللہؒ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کی 26 ویں پشت) غزنی میں

3- حافظ عبداللطیفؒ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کی 28ویں پشت) گجرات پنجاب

4- حافظ رزق اللہؒ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کی 31ویں پشت) قاضی لاہور اور وفات مدینہ منورہ

5- حافظ جان محمدؒ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کی 33 ویں پشت) لاہور پنجاب

مراۃ الانساب کی ایک روایت پر تبصرہ

اس کتاب میں یہ تحریر ہے کہ یہ خاندان بنو امیہ کے مظالم سے تنگ آ کر نقل مکانی پر مجبور ہوا تھا۔ وہ بعض حقائق و شواہد کی روشنی میں صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

خلافت بنوامیہ 661ء سے 749ء تک رہی اور

i) حضرت عثمان ابوقحافہؓ کی پیدائش 538ء اور وفات 635ء بعمر 97 برس ہوئی۔

ii) حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پیدائش 573ء کی اور وفات 634ء بعمر 63 برس

iii) محمد بن ابوبکر صدیقؓ کی پیدائش 631ء کی اور وفات 658ء بعمر 25 یا 27 برس

iv) قاسم بن محمد بن ابوبکرصدیقؓ کی پیدائش 654ء اور وفات 726ء بعمر 72 برس

v) عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکرصدیقؓ کا انتقال 726ء میں ہوا

vi) عبدالرحمن بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکرصدیقؓ حسن بن زید کے عہد میں قاضی مدینہ رہے

vii) محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ خلیفہ مامون عباسی کے عہد میں قاضی مدینہ رہے۔ اور یہ 813ء کے بعد کا ذکر ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ بنی امیہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر نقل مکانی کر گئے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اس خاندان کے افراد بنی امیہ سے پہلے اور بعد میں بھی وہاں آباد رہے البتہ خاندان کے افراد نے نقل مکانی کی ہو اس کی دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ سید نا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے نقل مکانی حقیقتاً" کس دور میں ہوئی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس خاندان کی قریش کے دیگر قبائل سے جو رشتہ داریاں اور رشتہ ناطے ہوئے ان کی تفصیل مشہور کتب نسب میں موجود ہے جن میں بنو امیہ' بنو عباس ' بنو ہاشم اور بنی ابوطالب شامل ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ اصفہان کی فتح 642 ء میں جب مسلمانوں کے ہاتھوں ہوئی تو اس کے بعد خاندان کا کوئی فرد یا افراد وہاں جا کر آباد ہو گئے ہوں۔

سلطان محمود غزنوی 988ء سے لیکر 1030ء تک حکمران رہے۔ اگر سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکرصدیقؓ کی تاریخ پیدائش 700ء فرض کر لی جائے اور ان کی اولاد میں حاجی عبداللطیف کی گجرات آمد بمطابق عہد مغل شہنشاہ جہانگیر 1605ء تا 1623ء کے درمیان عرصے میں ہوئی۔ محمود غزنوی سے جہانگیر کے عہد تک درمیانی عرصہ تقریباً" 735 برس ہے اگر ہر پشت کی اوسط 30 برس فرض کرلی جائے تو دسویں' گیارہویں یا بارہویں پشت کے بزرگ سلطان محمود غزنوی کے دور حکومت میں گزرے ہیں۔

اس کے بعد 22 ویں پشت کے بزرگ حضرت لطف اللہؒ کا ترکستان آنے کا پتہ لگتا

ہے۔ جو اس حساب سے 1300ء سے 1400ء کا درمیانی عرصہ ہے۔

سلطان محمود غزنویؒ علماء اور فضلاء کے بہت قدر دان تھے اور اسی وجہ سے سلطان محمودؒ کو اس خاندان سے بہت عقیدت تھی۔ اور خاندان کے جن بزرگوں نے ابتدائی یا آخری ایام میں سلطان محمود کا زمانہ پایا ان کے احترام کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی ہو گی۔

اسی سلسلہ نسب کی 22 ویں پشت کے بزرگ حضرت لطفؒ اللہ کا ترکستان سے اور 26 ویں پشت کے بزرگ حضرت نعمتؒ اللہ کا غزنی میں آنے کا پتہ لگتا ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے دور کے بعد بزرگان خاندان ترکستان چلے گئے۔ یا ان علاقوں میں سکونت اختیار کی جہاں ان کی حکومت تھی اور وہاں سے آکر غزنی آباد ہوئے۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ 13 ویں پشت سے 26 ویں پشت تک غزنی میں آباد رہے اور درمیانی عرصے میں غزنی سے ترکستان چلے گئے اور پھر غزنی واپس آ گئے یہ درمیانی عرصہ تقریباً 400 سال پر محیط ہے۔

آگے 27 ویں پشت کے بزرگ احمد سعید کی کفار کے ہاتھوں شہادت کا تذکرہ ملتا ہے اور ان کے بیٹے کی باقاعدہ پنجاب کے علاقہ گجرات میں آمد کا پتہ چلتا ہے۔

26 ویں پشت کے بزرگ نعمت اللہ غزنوی کا عرصہ 1450ء کے ارد گرد ہے ان کی غزنی میں سکونت اور ان کی اولاد کی پنجاب میں آمد کا پتہ لگتا ہے۔

28 ویں پشت کے بزرگ عبداللطیف جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ 1605ء تا 1623ء کے درمیانی عرصے میں بعہد جہانگیر گجرات موجود تھے اور قرائن بتاتے ہیں کہ ان کی اولاد میں سے کچھ خاندان اب بھی گجرات اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں آباد ہیں۔ بعض خاندان کے بزرگ یہ بتاتے ہیں کہ مندرجہ بالا بزرگوں نے یا ان کی اولاد نے گجرات کے ایک گاؤں مدینہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اور قیام پاکستان کے کافی عرصہ بعد تک ایک میراثی رواج کے مطابق گجرات سے آ کر شادی بیاہوں پر شجرہ پڑھتا رہا ہے۔ شہروں میں اس کا رواج متروک ہونے کے باعث یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

31 ویں پشت کے بزرگ رزق اللہ کا قاضی لاہور مقرر ہونے کا واقعہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد 1685ء سے 1702ء کے درمیانے عرصہ کا ہے۔ اور اس حوالے سے صدیقی

خاندان کی اس شاخ کا لاہور سے 1995ء میں رابطہ تین سو سال سے قائم ہے۔ سرزمین لاہور پر موجود قبر جو اس خاندان کے فرد کی ہے وہ 33 ویں پشت کے بزرگ حضرت حافظ جان محمدؒ کی ہے۔ جن کی وفات 1772ء میں ہوئی اور آج 223 برس (1995ء) گزر چکے ہیں۔

سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ کی اولاد ہندو پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہے۔ مختلف شجرہ جات کو دیکھ کر ہی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ آیا صرف ہمارے خاندان کی شاخ ہی پنجاب میں آباد ہوئی یا اسی سلسلہ کی دیگر شاخیں کن علاقوں میں آباد ہیں۔

(جن دوستوں کے پاس اپنے شجرہ موجود ہوں وہ اس کی ایک کاپی اگر مجھے روانہ فرما دیں تو اس سے مزید تحقیق میں مدد مل سکتی ہے۔ (خاکسار مؤلف))

1- شیخ محمد حفیظ یگانہ بارہویں صدی ہجری میں سوہدرہ میں مقیم تھے۔ سوہدرہ گزٹ کے مطابق جن کا نسب محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ یہ گیارہویں صدی ہجری میں تلونڈہ موسیٰ خان میں پیدا ہوئے (سوہدرہ وزیر آباد کے نزدیک ایک قصبہ ہے)

2- دیہات میں نسب نامہ زبانی یاد رکھنے والے میراثی کہلاتے ہیں۔

شجرہ طیبہ عہد بہ عہد

سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

پشت	نام	عہد و مقام
3	سیدنا احمد	
4	عبداللہ	
5	احمد ثانی	
6	ابوبکر ثانی	
7	یعقوب	
8	ابو سعید	
9	عمر	
10	ایوب	سلطان
11	عبیداللہ	محمود غزنوی
12	عبدالباسط	988ء تا 1030ء
13	ابواسحاق	
14	عبدالعزیز	
15	ابوالقاسم	
16	احمد اللہ	
17	عبدالواسع	
18	عبداللہ	
19	محمد قاسم	
20	عبدالواحد	
21	محمد صالح	
22	لطف اللہ ترکستانی	ترکستان
23	محمد سلطان	
24	محمد جمیل	
25	قطب اللہ	
26	نعمت اللہ غزنویؒ	غزنی
27	ابو سعید محمد	

پشت	نام ومقام سکونت	عہد سن	اسی پشت میں دیگر افراد خاندان
28	عبداللطیف گجرات پنجاب	نورالدین جہانگیر 1605ء تا 1623ء	
29	مولانا محمد سید		
30	مولانا عطاء اللہ		
31	حافظ رزق اللہ لاہور، قاضی لاہور	اورنگزیب عالمگیر 1685ء تا 1702ء	(وفات مدینہ منورہ)
32	مولانا سعد اللہ قاری	معظم بہادر شاہ 1719ء تا 1712ء	
33	حافظ جان محمد لاہوروفات 1772ء	روشن اختر، عالمگیر ثانی 1719ء تا 1759ء	
34	حافظ رحمت اللہ لاہور پرنسپل مدرسہ تربتی	میر منو 1748ء تا 1753ء	
35	حافظ محمد بخش صحاف لاہور	رنجیت سنگھ 1799ء تا 1839ء امیردوست محمد والی افغانستان	
36	حافظ بخش صحاف لاہور، مطبع صحافی		فضل الدین صحاف متوفی 1884ء، حافظ خیردین فیروزدین متوفی 1931ء، مولا بخش جمال دین متوفی 1965ء، شاہ دین فخر الدین، اشفاق حسین، غلام محی الدین علامہ علاؤالدین متوفی 1977ء اللہ بخش، ظفر الدین وغیرہ
37	فیض بخش صدیقی لاہور		
38	مولوی محمددین صدیقی لاہور، (سرکاری ملازم)		
39	مولوی بشیراحمد صدیقی لاہور، متوفی 1965ء		
40	عزیزاحمد صدیقی راولپنڈی متوفی 1983ء پیدائش 1920ء		
41	منصور احمد صدیقی راولپنڈی پیدائش 1953ء		
42	وہاب الرحمن راولپنڈی پیدائش 1985ء		

آئندہ صفحات پر جن بزرگوں اور ان کی اولاد کے بارے میں تفصیلات دی جا رہی ہیں ہر بزرگ کے نام پر ان کی پشت جو کہ حضرت ابوبکر صدیق سے ہے تحریر کی جا رہی ہے۔ مثلاً" محمد بخش صحاف سے پہلے 35 تحریر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ محمد بخش صحاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی 35 ویں پشت میں ہوئے۔ اس کے بعد ان کی اولاد اپنی پشتیں شمار کرلے۔

27-- احمد سعید شہیدؒ

آپ کے حالات کا اتنا پتہ لگتا ہے کہ آپ جوانی کی عمر میں ہی کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ (مراۃ الانساب)

28-- حاجی عبداللطیفؒ

آپ غزنی سے پنجاب تشریف لائے اور گجرات میں اپنے علم و فضل کے چراغ جلائے۔ آپ اعلیٰ درجے کے عالم تھے۔ آپ کا علم و فضل کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس زمانے میں پنجاب علمی لحاظ سے بہت پیچھے تھا۔ اس خیال کے تحت آپ نے اپنا درس شروع کیا کیونکہ درس و تدریس کا سلسلہ وراثت میں ملا تھا۔ آپ کی علمی قابلیت اور خاندان کی بزرگی کی وجہ سے طالب علم جوق درجوق آنا شروع ہوئے۔ جب مغل بادشاہ جہانگیر تک آپ کے اس فیضان عام کی خبر پہنچی تو بادشاہ نے مدرسہ اور آپ کی مدد معاش کے لئے ہزار بیگہ زمین مفروعہ بطور جاگیر عطا کی جو نسل در نسل قائم رہی۔

جہانگیر کا عہد 1605ء سے لیکر 1627ء تک ہے۔ (مراۃ الانساب)

29-- مولوی محمد سیدؒ

آپ اپنے والد عبداللطیف کی وفات کے بعد مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھے ہزار ہا طالبان خدا ان کے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہنچے۔

30--- عطاء اللہؒ

مراۃ الانساب میں آپ کے جو حالات درج ہیں ان کے مطابق آپ اپنے وقت کے عالم

اجل اور فاضل اکمل تھے۔ یہ تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ خالق حقیقی نے آپ کی ذات بابرکات کو دریائے فیض اور چشمہ فضل پیدا کیا تھا اور صدہا بندگان آپ کے وسیلہ سے مرتبہ فضیلت کو پہنچے۔

31- حافظ رزق اللہؒ

ان کے حالات بھی مراۃ الانساب ہی میں ملتے ہیں۔ جس کے مطابق آپ کی علمی قابلیت کا شہرہ جب اورنگ زیب عالمگیر کے دربار تک پہنچا تو آپ کو بلا کر لاہور کا قاضی مقرر کیا گیا۔ بعد میں اپنے فرزند رشید کو لیکر حرمین شریفین چلے گئے اور باقی عمر وہاں بسر کی۔ جب آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تو آپ کے صاحبزادہ مولانا سعد اللہ قاری فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد 1685ء تا 21 فروری 1707ء تک رہا۔

32- سعد اللہ قاریؒ

اپنے والد کے انتقال کے بعد سر زمین حجاز کو خیر باد کہا اور لاہور تشریف لائے اور لوگوں کو اپنے علم و فضل سے فیض پہنچاتے رہے۔ مراۃ الانساب کے مطابق آپ کے شاگرد خواجہ محمدی خان حسنی نے رسالہ محمودیہ محمدیہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ خواجہ محمدی خان کی تحریر سے محمد معظم بہادر شاہ کے عہد میں آپ کے درس کا پتہ لگتا ہے۔

اورنگزیب عالمگیر نے 1700ء کے قریب شاہزادہ معظم کو لاہور، کابل اور ملتان وغیرہ میں صوبوں کا نائب السلطنت مقرر کر کے شمال مغربی سرحد پر بھیج دیا تھا۔ اورنگ زیب کی وفات کے وقت یہ شاہزادہ کابل میں تھا۔ 12 مارچ 1707ء میں اورنگ زیب کی وفات کی خبر کابل میں ملی۔ شاہ عالم بہادر شاہ اول کے نام سے تخت نشین ہوا اور 27 فروری 1712ء میں فوت ہوا۔

33- حافظ جان محمدؒ

آپ کے مختصر حالات مختلف کتابوں میں ملتے ہیں۔ جن میں تحقیقات چشتی، مراۃ الانساب، اور نظام رسالہ وغیرہ شامل ہیں۔ تقریباً اسی دور میں جان محمد نام کے کئی بزرگ گزرے ہیں۔ باوجود آپ کے علم و فضل کے عہد جدید کے مورخین نے آپ کو نظر انداز کر دیا ہے البتہ مشائخ سہروردیہ کے سلسلہ کی کتابوں میں آپ کا تذکرہ بکثرت ملتا ہے۔

مراۃ الانساب کے مطابق آپ محمد شاہ روشن اختر اور عالمگیر ثانی کے عہد میں لاہور کے نہایت عالم فاضل بزرگ گزرے ہیں۔ آپ نواب زکریا خان صوبہ دار لاہور کی اولاد کے اتالیق تھے۔ یہ زمانہ 1166 ہجری کا معلوم ہوتا ہے حکام وقت نے آپ کو بہت سی جاگیریں عطا کی تھیں۔ جس کے فرمان، آپ کی اولاد کے پاس موجود تھے آپ کے شاگرد نواب یحیٰی خان بن نواب بہادر خان صوبہ لاہور نے آپ کی بے شمار کرامتیں اپنی کتاب سیرت الکاملین میں درج کی ہیں۔

تحقیقات چشتی کے مطابق خان بہادر کے صاجزادوں اور صاجزادیوں مسماۃ حیات النساء اور لاڈلی کو بیگم کو تعلیم دیتے تھے۔ ان کی دیانت اور پارسائی کی وجہ سے مدرسہ حضرت خواجہ خاوند محمود ایشاںؒ کا متولی مقرر کیا۔ (اس سلسلہ میں تفصیلات باب خواجہ خاوند محمود میں لکھی گئی ہیں)

لاہور کے نامور مورخ محمد الدین فوق کے مطابق حکام وقت ان کے علم و فضل کی وجہ سے بہت قدر کرتے تھے۔ مدرستہ حضرت حامدؒ قاری میں ایک عرصہ تک درس دیتے رہے۔

فوق نے حاشیہ پر لکھا ہے کہ حکام وقت کی قدر افزائیوں نے آپ کو مالا مال کر رکھا تھا۔ اور آپ کی وفات 5 جمادی الاول 1199 ہجری تحریر کی ہے۔

تحقیقات چشتی، اور تذکرہ علماء و مشائخ میں آپ کی اولاد کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

محمد شاہ روشن اختر سن 1131ھ/1719ء تا 1161ھ/1748ء تک رہا۔ یہ بہادر شاہ اول کے بیٹے جہاں شاہ کا فرزند تھا۔ جبکہ عالمگیر ثانی کا عہد 1167ھ/1754ء تا 1173ھ/1759ء

تک رہا۔

نواب یحیٰی خان بیٹے تھے ذکریا خان کے (جو کہ نواب خان بہادر کے نام سے مشہور تھے)۔ یہ گورنر لاہور رہے۔ ضلع لاہور میں یحیٰی نگر (عرف آیا نگر) اسی کا آباد کردہ ہے۔ وہ بھائی کے خوف سے حیدر آباد دکن چلا گیا اور ان کی اولاد وہیں آباد ہے۔ محمد قاسم عبرت کے مطابق 1158ھ میں ناظم صوبہ پنجاب بنے۔ اور نقوش لاہور نمبر کے مطابق 3 جنوری 1746ء میں نائب ناظم پنجاب مقرر ہوئے۔

نواب عبدالصمد خان:۔ شاہ عالم بہادر شاہ اول کے عہد 1119ھ/1707ء سے 1122 ھ/1710ء میں بخارا سے ایک نوجوان عبدالصمد خان اپنے بزرگ ایشاںؒ کے مزار کی زیارت کیلئے وارد پنجاب ہوا۔ 1122 ھ/1710ء میں بندہ بیراگی کی تنبیہہ کیلئے اسے افواج پنجاب کا سپہ سالار بنایا۔ فرخ سیر کے زمانہ 1123ھ/1711ء تا 1130 ھ/1718ء میں اس نے بندہ بیراگی کو گرفتار کرکے دھلی بھیجا۔ محمد شاہ کے زمانے میں حسین خویشگی حاکم قصور کو قتل کیا۔ اس کے علاوہ 1133ھ/1720ء تا 1136ھ/1723ء کشمیر کے گورنر رہے۔ جہاں تک صوبہ لاہور کا تعلق ہے یہاں 1713ء تا 1726ء تک ناظم رہے۔ آپ کے بیٹے ذکریا خان 1726ء سے 1745ء تک لاہور کے ناظم رہے۔ جبکہ عبدالصمد خان 1726ء تا 1737ء صوبہ ملتان کے ناظم رہے اور نواب عبدالصمد کی وفات کے بعد صوبہ ملتان بھی ذکریا خان کو مل گیا۔ عبدالصمد کے دو فرزند تھے بڑے کا نام ذکریا خان تھا اور وہ باپ سے ناراض ہو کر دہلی چلا گیا تھا اور محمد شاہ کے دربار سے اپنے نام نظامت لاہور اور اپنے باپ کے نام نظامت ملتان کا شاہی فرمان لیکر آیا۔ اس کی والدہ کا نام بیگم جان تھا جس کے نام پر محلّہ بیگم پورہ لاہور میں آباد ہوا۔ دوسرے بیٹے کا نام خواجہ عبداللہ خان تھا۔ یہ محمد شاہ اور احمد شاہ کے زمانے میں لاہور کا گورنر رہا۔ احمد شاہ ابدالی نے 1161ھ میں جب پنجاب پر حملہ کیا تو اسے لاہور میں شکست ہو گئی۔

نواب ذکریا خان کے دو بیٹے تھے ایک حیات اللہ خان جس کو شاہنواز کا خطاب دے کر بادشاہ نے ملتان کا نواب بنایا تھا۔ دوسرے فرزند نواب یحیٰی خان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ جان محمدؒ اپنے وقت کے عالم فاضل

تھے۔ درس و ہدایت کا سلسلہ تا حیات جاری رکھا۔ آپ صاحب کمال بزرگ تھے۔ صاحبان طریقت آپ کو سلسلہ سہروردیہ سے بتاتے ہیں اور مشائخ سہروردیہ کی فہرست میں آپ کا نام شامل ہے۔ مدرسہ ابوالحسن تربتی جو اپنے وقت کا مشہور مدرسہ تھا اور قاری حامدؒ اس مدرسہ کے مہتمم تھے۔ قاری حامدؒ کی وفات کے بعد آپ اس مدرسہ کے صدر مدرس رہے اور بعد میں آپ کے بیٹے بھی اس عہدہ پر فائز رہے۔

حافظ جان محمدؒ تقریباً 33 برس قاری حامد کی وفات کے بعد حیات رہے اور احاطہ قاری حامدؒ، ویٹ مین روڈ، مغل پورہ لاہور میں قاری صاحب کی قبر کے دائیں طرف دفن ہوئے۔ اور وہاں آپ کی قبر آج تک موجود ہے۔

تحقیقات چشتی میں آپ کے یہاں دفن کئے جانے کے بارے میں اور دیگر تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ (تحقیقات چشتی، مراۃ الانساب، یادگار چشتی، تذکرہ علماء و المشائخ، 1920ء، نظام لاہور نمبر جنوری 1920ء، نقوش لاہور نمبر، مدینۃ الاولیاء، وغیرہ وغیرہ۔)

34-- حافظ رحمت اللہؒ

آپ کے حالات زندگی کئی کتابوں میں اختصار سے ملتے ہیں۔ جن کے مطابق آپ اپنے وقت کے نہایت عالم و فاضل تھے۔ آپ کے خوان علم سے صد ہا لوگ مستفیض ہوئے۔ آپ کا درس بھی مدرسہ ابوالحسن تربتی (مدرسہ حامد قاریؒ) میں جاری رہا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال اور احمد شاہ کے حملوں کی وجہ سے لاہور میں جو بد امنی اور ابتری پھیل گئی تھی اس کی وجہ سے مذکورہ مدرسہ میں درس جاری رکھنا ممکن نہ رہا تو آپ مغلپورہ سے اندرون شہر نزد چوہٹہ مفتی باقر منتقل ہو گئے کوچہ رحمت اللہ، خرادیاں محلہ لاہور آپ کے نام سے مشہور ہے۔

نقوش لاہور نمبر کے مطابق مدرسہ ابوالحسن تربتی کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ لاہور کا سب سے مشہور اور خوبصورت مدرسہ تھا اور حامد قاریؒ کے بعد حافظ رحمت اللہ اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ لیکن آپ کا زمانہ بھی دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ لاہور ان ایام میں سکھ سرداروں کی جولان گاہ بنا ہوا تھا ہر جگہ بدامنی اور قتل و غارت گری تھی۔ اس لئے اطمینان

قلب اور امن جو تعلیم کیلئے ضروری ہے مفقود تھے۔ آج کل یہ مدرسہ ریلوے سٹور کی چار دیواری میں گھرا ہوا ہے۔

تحقیقات چشتی سے آپ کی اولادوں میں **محمد بخش صحاف** کے علاوہ ایک بیٹے **عنایت اللہ** کا بھی پتہ لگتا ہے۔ عنایت اللہ کے ایک بیٹے اللہ بخش اور ایک بیٹی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے بیٹے ستار کے علاوہ ستار کے بیٹے امام الدین اور ایک بیٹی کا بھی پتہ ملتا ہے لیکن موجودہ دور میں اللہ بخش کی اولاد کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ یا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا ہے یا کہیں اور آباد ہو گئے ہیں۔ البتہ یہ سب مدرسہ حامد قاری کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

حافظ رحمت اللہ کے تیسرے بیٹے **احمد بخش مجلدی** اور چوتھے کا نام معلوم نہیں ہو سکا یہ سب اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ مدفون ہیں۔ ابوالحسن تربتی جس کی یاد میں مندرجہ بالا مدرسہ اس کی بیوہ نے جاری کیا تھا۔ 1051ھ/1641ء میں فوت ہوئے اور ان کی بیگم 1066ھ/1656ء میں فوت ہوئیں۔

اس دور کے حالات مختصراً" اس طرح ہیں۔ جن سے اس دور کی ابتری کا اندازہ ہوتا ہے - 12 جنوری 1748ء کو احمد شاہ درانی کی بیگم پورہ میں لوٹ مار 5 مارچ 1752ء کو اس نے شالیمار باغ میں ڈیرے ڈال دیئے یہیں سے پنجاب پر احمد شاہ درانی کے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ احمد شاہ تیموری کے عہد کا واقعہ ہے 1753ء میں سکھوں نے نواح لاہور میں لوٹ مار کی۔ جنگ باز خان 14 اکتوبر 1756ء کو لاہور میں داخل ہوا اور لوٹ مار ہوئی۔ 1761ء میں سکھوں کا لاہور پر قبضہ اور جسا سنگھ کی بادشاہت کا اعلان اور احمد شاہ کا قلع قمع کرنا۔ اپریل 1765ء میں احمد شاہ کی واپسی کے ایک ماہ بعد سکھوں کا پھر لاہور پر قبضہ' دسمبر 1766ء میں احمد شاہ کی لاہور آمد اور 1798ء میں زمان شاہ بیٹا تیمور شاہ کی لاہور آمد۔ 1799ء میں رنجیت سنگھ کے عہد کا آغاز۔ (تحقیقات چشتی' مراۃ الانساب' یادگار چشتی' مدینۃ الاولیاء' نقوش لاہور نمبر' تذکرہ علماء و مشائخ وغیرہ)

35 - مولوی حافظ محمد بخش صحافؒ

آپ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کا ذکر تاریخ کی مشہور کتابوں میں موجود ہے۔ آپ نہایت عالم و فاضل تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ کے والد حافظ رحمت اللہ اندرون شہر لاہور منتقل ہو گئے تھے اور وہیں سے آپ نے طباعت و کتابت کے عہد ساز کام کا آغاز کیا۔ یا پہلے سے جاری سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ آپ کی آل اولاد خوب بڑھی اور پاکستان کے کئی حصوں میں آباد ہے۔ ان کا سلسلہ نسب آئندہ صفحات میں تفصیل سے دیا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس آپ کے دیگر بھائیوں کی اولادوں کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

آپ نے فارغ التحصیل ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں تجارت کتب اور صحافی کا عظیم کارخانہ کھولا۔ جس کا نام **مطبع صحافی** رکھا۔ اس چھاپے خانے کی طبع شدہ کتب اب بھی کہیں کہیں نظر آ جاتی ہیں آپ کے کارخانہ میں متعدد نقاش، خوشنویس، اور جلد ساز وغیرہ ملازم تھے۔ آپ کو امیر افغانستان کی طرف سے **ملک الصحاف** کا خطاب ملا۔ آپ کے کارخانہ کی تیار کی ہوئی کتابیں معقول قیمت پر ایران و خراسان تک جاتی تھیں۔

مصنف تحقیقات چشتی مولوی نور احمد چشتی کے آپ نانا تھے جبکہ مفتی علی الدین مصنف عبرت نامہ آپ کے داماد تھے۔

رائے بہادر کنہیا لال نے تاریخ لاہور میں کئی جگہ آپ کا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ بہ عنوان لاہور کے چھاپے خانے تحریر کرتے ہیں کہ قلمی تاجران کتب کے سب سے بڑے تاجر لاہور میں محمد بخش صحاف تھے اور ان کے ہاں بہت سے کاتب کتابیں لکھنے کیلئے موجود رہتے تھے۔ ہزاروں روپیہ کی تجارت ہوتی تھی ایک اور جگہ لاہور میں کتب فروشی کی تجارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سکھوں کے وقت چھاپے کی کوئی کتاب ہندوستان سے پنجاب میں نہیں آتی تھی۔ قلمی کتابیں کاتب فروخت کیا کرتے تھے۔ بڑا کارخانہ محمد بخش صحاف کا تھا۔ جن کے پاس پچیس تیس کاتب ملازم کتابیں لکھا کرتے تھے۔ اس کارخانے کی کتابیں تمام پنجاب میں جاتی تھیں بلکہ ایران و خراسان تک سوداگر خرید کر لے جاتے تھے۔

عمدۃ التواریخ میں سوہن لعل عرف سوری وکیل دربار مہاراجگان پنجاب نے 1889ء میں

اپنی کتاب چھپوائی تھی اس میں جنوری 1845ء سے فروری 1849ء تک کے واقعات جو کہ جلد پنجم میں تحریر ہیں۔ رقم طراز ہیں کہ "صاحب کلاں ایک کتاب کریما مطلا تصویر دارد بنا برسرکار گذر ایندو یک صد بیست و پنجر روپیہ وجہ انعام حوالہ محمد بخش صحاف گردیدہ "

مصنف تحقیقات چشتی تحریر کرتے ہیں کہ محمد بخش صحاف یکتائے زمانہ اور تجارت صحف میں نامی گرامی تاجر تھے لوگ ان کی دکان کو لاکھوں روپیہ سے نسبت دیتے تھے۔ ان کی مقام نشست گاہ میں بیس بیس کاتب، چار چار پانچ پانچ مصور، اسی قدر نقاش و زرکار و جدول کش و مجلدی بیٹھا کرتے تھے۔ اور یہ سب ملازم تھے اور ایک قرآن شریف جس کا ہدیہ 95 ہزار روپیہ تھا خود دیکھا جو کہ اکبر نے لکھانا شروع کیا تھا اور اب وقت شاہجہان ختم ہوا۔ اس پر دس تفسیریں چڑھی ہوئی ہیں اور طلا کاری کا تو یہ حال تھا کہ زبان اور قلم اس کی تعریف میں لال ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور قرآن شریف سہہ قلمہ جو طلاء اور لا جورد اور سیاہی سے تحریر تھا میں نے (یعنی نور احمد چشتی نے) 1287ھ میں ان کے صاحبزادوں سے خریدا تھا۔

آپ 1263ھ میں وفات پاکر مدرسہ ابوالحسن تربتی (مدرسہ قاری حامدؒ) میں دفن ہوئے۔ جہاں آپ کے والد حافظ رحمت اللہؒ اور دادا حافظ جان محمدؒ کی قبور ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے خاندانی قبور خاندان رحمت اللہ (تحقیقات چشتی)

ملک الصحاف کا خطاب

چونکہ آپ نے مطبع صحافی رنجیت سنگھ کے دور حکومت میں شروع کیا تھا اور اس کا دور 1799ء سے 1839ء تک رہا۔ غالب خیال یہی ہے کہ یہ خطاب امیر افغانستان شاہ دوست محمد کے عہد میں ملا ہو گا۔ شاہ دوست محمد 1826ء میں تخت نشین ہوا اور 1834ء میں امیر کا لقب اختیار کیا اور 1839ء میں اس کی حکومت کا خاتمہ ہوا لہٰذا یہ خطاب ملنے کا زمانہ 1834ء سے 1839ء کے درمیانی عرصہ کا ہو گا۔ یا پھر 1842ء سے 1858ء کے درمیانی عرصے کا ہو گا۔ غالب خیال اولذکر سنین کا ہی ہے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ

آپ کا عہد 1799ء تا 1839ء تک ہے۔ 1798ء میں شاہ زمان بیٹا تیمور شاہ آخری مرتبہ

لاہور آیا۔ شاہ زمان سے سند حکومت لیکر رنجیت سنگھ نے لاہور پر قبضہ کیلئے ہاتھ پاؤں مارے جولائی 1799ء میں لاہور پر حملہ اور قبضہ کیا اور اردگرد کے علاقے اپنی قلمرو میں شامل کئے نقیر خاندان اسی دور میں اپنے عروج کو پہنچا۔ 27 جون 1839ء کو رنجیت سنگھ کا انتقال ہوا اس نے 40 سال حکومت کی وفات کے وقت اس کی سلطنت کا رقبہ ایک لاکھ چالیس ہزار مربع میل تھا جس کی ایک حد لداخ، سکردو، اور تبت سے ٹکراتی تھی اور دوسری خیبر سے چل کر کوہ سلیمان کی پہاڑیوں سے ملتی تھی۔ جنوب میں شکار پور سندھ تک پہنچتی تھی اور مشرق میں انگریزوں کے ساتھ دریائے ستلج مقرر ہو چکی تھی۔ کوہ نور ہیرے کے علاوہ اس کے خزانے میں کروڑوں روپیہ نقد، بے شمار سونے کی مہریں، 20 لاکھ مالیت کے ہیرے جواہرات موجود تھے۔

امیر افغانستان شاہ دوست محمد

آپ کی وفات 31 ذوالج 1279ھ بمطابق 9 جون 1863ء کو ہوئی۔ افغانستان میں بارک زئی حکومت کے بانی اور پائندہ خان کے بیسویں فرزند محمود شاہ کے دوسری بار حکومت کے زمانے میں دوست محمد ممتاز عہدوں پر فائز رہا۔ دوست محمد کا بھائی فتح خان بھی محمود شاہ کے زمانے میں وزیر رہا جسے بعد میں اس نے قتل کرا دیا۔ دوست محمد نے کشمیر میں افواج اکٹھی کر کے کشمیر اور کابل پر قبضہ کر لیا شہزادہ سلطان علی کو وہاں کو حکمران بنا دیا۔ جس نے کابل اپنے بھائی اعظم کے حوالے کر دیا۔ 1823ء میں دوست محمد نے محمداعظم اور وارث تخت حبیب اللہ کو شکست دی۔ لیکن کابل اس کے ایک اور بھائی سلطان محمد خان پشاوری کو ملا۔ 1826ء میں دوست محمد کابل میں تخت نشین ہوا۔ 1834ء میں امیر کا لقب اختیار کیا - 4 نومبر 1839ء کو دوست محمد نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ کابل کے بعد ہتھیار ڈال دئے۔ اور شاہ شجاع فرمانروائے کابل بن گیا۔ دوست محمد کے بیٹے اکبر خان نے شاہ شجاع کو قتل کرکے کابل پر قبضہ کرلیا نومبر 1842ء میں دوست محمد کو رہائی ملی اور وہ کابل پہنچا۔ دوست محمد نے اردگرد کے تمام بڑے علاقے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے دوست محمد کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شیر علی تخت نشین ہوا۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

حافظ محمد بخش صحاف کے تین بیٹے مولوی حافظ بخش، مولوی فضل الدین اور حافظ خیر دین ہوئے۔ جن کے حالات اپنی جگہ پر آئیں گے۔ آپ کی دو بیٹیوں کے حالات کا پتہ لگتا ہے جن میں سے ایک بیٹی فضل النساء کی شادی احمد بخش یکدل سے ہوئی اور وہ مولوی نور احمد چشتی کے والد تھے۔ احمد بخش یکدل کے خاندانی حالات تفصیل سے ملتے ہیں جبکہ دوسری بیٹی ایمنہ کی شادی مفتی علی الدین بن مفتی خیر الدین بن غلام محمد سادہ کار ابن محمد یوسف سے ہوئی۔ مفتی علی الدین مشہور فارسی کتاب عبرت نامہ کے مصنف ہیں۔ اس کو پنجابی ادبی اکیڈمی سے ڈاکٹر محمد باقر نے دو جلدوں میں 1961ء میں دوبارہ شائع کرایا تھا۔

مفتی خاندان کے موجودہ حالات کا تو علم نہیں ہو سکا البتہ ڈاکٹر محمد باقر مرحوم سے میری ملاقات جنوری 1993ء میں ان کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ جب انہوں نے عبرت نامہ کو دوبارہ شائع کرایا تو مفتی خاندان کی ایک لڑکی اپنے خاوند کے ہمراہ جو کہ فوج میں کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے ملنے کیلئے آئیں اور ڈاکٹر باقر صاحب کا اس ترجمہ و اشاعت پر شکریہ ادا کیا۔ ان کا نام وغیرہ ڈاکٹر صاحب کے حافظہ میں نہ تھا۔ عبرت نامہ کی اس وقت ایک بھی کاپی ان کے پاس موجود نہ تھی بلکہ ان کی تمام لائبریری ہمدرد کے حکیم محمد سعید صاحب کراچی کسی لائبریری کیلئے لے گئے تھے۔ حکیم محمد سعید صاحب کو خط لکھنے پر ان کے دفتر سے دونوں جلدوں کے سرورق کی کاپیاں مجھے ارسال کی گئیں۔ (بیت الحکمت کراچی سے جناب فضل القدیر ندوی صاحب نے اس کتاب کی دونوں جلدوں کے سرورق کی فوٹو کاپیاں ارسال کی ہیں)۔ مفتی علی الدین نے یہ کتاب 1270ھ (1854ء) تحریر کی تھی جسے لندن آفس لائبریری سے حاصل کرکے شائع کیا گیا ہے سکھ عہد کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ مجھے اس کتاب کا صرف حصہ دوئم دستیاب ہو سکا۔ البتہ اولیائے قصور مصنف خان بہادر مولوی محمد شفیع نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ عبرت نامہ کے دیباچہ میں مفتی علی الدین نے لکھا ہے کہ 1823ء میں وہ اپنے والد کے ہمراہ لاہور جو ان کے آباؤ اجداد کا وطن اور ان کا زاد بوم تھا بسبب ظلم سنگھان بھاگ کر لودہانہ پہنچے اور تب سے 1854ء تک مختلف علاقوں میں خدمات بجا لاتے رہے۔ مفتی علی الدین کی خواہش تھی کہ کوئی علمی یادگار دنیا میں چھوڑ جائیں۔ آخر مسٹر چارلس ریکس صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ

قسمت لاہور کو یہ کتاب پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ آگے پتہ لگتا ہے کہ یہ کتاب ان کے والد مفتی خیر الدین نے تحریر کی تھی جو کہ کابل میں فوت ہوئے اس وقت تک سکھوں کا راج قائم نہ ہوا تھا۔ (اولیائے قصور مولوی محمد شفیع صدر دائرۃ المعارف پنجاب یونیورسٹی لاہور 1972ء صفحہ 200 تا 202)

تحقیقات چشتی کے مطابق میرمنو کے عہد تک مدرسہ و مقبرہ حضرت ایشانؒ کی عملداری حافظ محمد بخش صحاف کے پاس رہی۔

مطبع صحافی لاہور کی شائع شدہ چند مطبوعات

مکتبہ صحافی سے یوں تو سینکڑوں کتب شائع ہوئیں۔ لیکن مجھے طبع شدہ کتب کے چند نسخے ہی مل سکے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

1 **ما مطیعان ما مقیمان** تصنیف فارسی مولوی غلام رسول ساکن عادل گڑھ بار اول 700 -- 1847ء 1303ھ (مولانا وصالی")

اس کتاب پر مندرجہ ذیل علماء کی اسناد ہیں۔

(i) مولوی سراج الدین گوجرانوالہ۔(ii) مولوی حمید الدین خلیفہ قاضی مدرس لاہور (iii) مولوی قادر بخش امام مسجد وزیر آباد (iv) نیاز علی قاضی وزیر آباد (v) فقیر محمد شاہنواز الدین، بھروکے، مضافات وزیر آباد (vi) مولوی شہسوار الدین احمد مدرس مدرسہ امرتسر(vii) مولوی مفتی محمد عبداللہ متوطن ٹونک مدرس یونیورسٹی لاہور (viii) احمد جان مدرس اول فارسی گورنمنٹ سکول گوجرانوالہ (ix) کرم علی مدرس مدرسہ گکھڑ (x) سید غلام شاہ مدرس، مدرسہ احمد نگر (xi) کریم الدین مدرس، مدرسہ ونیکی (xii) عبدالحکیم شیرانوالیہ(xiii) مولوی محمد امیر پانڈوکی (xiv) سید محمد سعید الدین (xv) فضل احمد مدرس مدرسہ ڈسکہ (xvi) کرم الٰہی مدرس مدرسہ کنڈن سیان (xvii) مولانا محبوب عالم کھیالی والہ، وغیرہ وغیرہ

2 **نظم القرآن بزبان اردو** سپارہ اول مع پند نامہ 1304ھ مصنف حسین بخش سوداگر متوطن میرٹھ حال ساکن قصور ضلع لاہور۔ اس میں قرآن پاک کا ترجمہ نظم میں بیان کی گیا ہے سورۃ فاتحہ کا ترجمہ بزبان نظم اس طرح کیا ہے ۔

سب ہیں تعریفیں برائے کردگار
عالموں کا جو ہے پرورد گار
کرنے والا جو کہ بخشش مہربان
ہے خدا وند جو جزا کے دن کا ہاں۔
خاص کرتے ہیں عبادت تجھ کو ہم

اور مدد ہی تجھ سے چاہتے ہیں ہم
راستہ سیدھا ہمارے تئیں دکھا
راہ ان کا جنکو نعمت کی عطاء
راہ نہ ہو ان کا غضب جن پر ہوا
اور نہ گمراہوں کا ساہم کو دکھا

3 مولوی فیروز الدین صدیقی کا اپنے ہاتھ سے کتابت شدہ اسماء الحسنٰی وغیرہ -

احوال خاندانی قبرستان

1 :- مدرسہ ابوالحسن تربتی، خانقاہ قاری حامد، ویٹ مین روڈ، مغلپورہ لاہور

2 :- گھوڑے شاہ قبرستان

3 :- جناز گاہ، لٹن روڈ، مزنگ لاہور

4 :- باقی بزرگ جہاں دفن ہیں ان کا ذکر اپنی جگہ پر آئے گا۔ قبرستان قاضیاں، منٹو پارک لاہور وغیرہ

1 -- قبور خاندان رحمت اللہ احاطہ قاری حامد مغلپورہ لاہور

تحقیقات چشتی میں جو تفصیل قبور دی گئی ہیں بغیر کسی اضافہ کے درج کی جاتی ہیں۔ مصنف لکھتے ہیں کہ جب حافظ رحمت اللہ فوت ہوئے تو میاں محمد بخش صحاف نے اپنے والد کو وہاں دفن کیا۔ اس کے بعد جو دفن ہوئے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

1- رحمت اللہ ولد حافظ جان محمدؒ

2- احمد بخش مجلدی ولد رحمت اللہ (برادر محمد بخش صحاف)

3- محمد بخش صحاف ولد رحمت اللہ متوفی 1263ھ

4- حافظ بخش ولد محمد بخش صحاف

5- محمد بخش صحاف اور حافظ بخش کے لواحقین

6- مفتی علی الدین داماد محمد بخش صحاف

7- زوجہ محمد بخش صحاف

8- زوجہ حافظ بخش

9- والدہ فیض بخش (یہاں غالباً حافظ بخش کی دوسری زوجہ کا ذکر ہے)

10- اللہ بخش ولد عنایت اللہ بن رحمت اللہ

11- ستار بن عنایت اللہ

12- زوجہ عنایت اللہ

13- برادر محمد بخش صحاف

14- دختر عنایت اللہ

15- دختر فضل الدین بن محمد بخش

16- پیر بخش ہمشیرہ زادہ محمد بخش صحاف

17- امام الدین پسر ستار بن عنایت اللہ

18- مولا بخش بن فضل الدین

19- دختر ستار بن عنایت

20- مفتی علی الدین سر رشتہ دار

21- ہمشیرہ زادہ مفتی علی الدین

22- دولتی ملازمہ علی الدین

23- دختر چراغ دین بن خیر دین بن محمد بخش

24- ہمشیرہ مفتی علی الدین

اس جگہ قبور میں جو اضافہ ہوا ہے وہ جمال الدین ولد فیروز الدین صدیقی کی قبر کا ہے۔ جو عین پائنتی کی طرف ہے۔

2 -- خاندانی قبرستان بمقام گھوڑے شاہ لاہور۔

اس مقام پر خاندانی قبرستان کے موجودہ حالات کے مشاہدہ کی غرض سے 26 دسمبر 1992ء کو جناب سعید الدین صدیقی اور ان کے بیٹے حامد سعید کے ہمراہ کا دورہ کیا۔ ان دنوں چودھری اکرم گجر دربار کمیٹی گھوڑے شاہ کے سربراہ تھے۔ اپنے خاندانی قبرستان میں داخلہ کیلئے مین سڑک سے جب قبرستان کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوں تو بائیں ہاتھ پر مزار گھوڑے شاہ آتا ہے۔ چند قدم آگے جا کر عین مزار گھوڑے شاہ کی طرف پشت کریں تو

عین سامنے کی طرف پرانے قبرستان کی حد بنیاد نظر آتی ہیں۔ جو ابھی تک موجود ہیں۔ یہ دیوار پرانے قبرستان کو جو دائیں ہاتھ کی جانب ہے بائیں ہاتھ پر واقع احاطہ جات سے جدا کرتی تھی۔ لیکن آج کل اس دیوار کی بنیاد کی موجودگی کے باوجود تمام احاطے قبرستان کا حصہ بن چکے ہیں۔ بائیں ہاتھ پر واقع احاطہ میں آبائی قبرستان خاندان صدیقیہ تھا۔ یہاں دو یا تین احاطے ایسے تھے جنہیں بزرگوں نے مختلف ادوار میں خرید کر افراد خاندان کی قبروں کیلئے مخصوص کیا تھا اور صدیوں سے یہاں افراد خاندان دفن ہوتے رہے لیکن نگرانی نہ ہونے کے باعث نزدیکی علاقے کے لوگوں نے ان احاطوں میں قبریں بنانی شروع کر دیں اس قبرستان کا پرانا مجاور جوسائیں کے نام سے مشہور تھا اس امر کی اطلاع دیتا رہا لیکن اس کی وفات کے بعد افسوسناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا اور جس کا دل چاہا اس نے پرانی قبروں کو اکھاڑ پھینکا اور وہاں نئی قبر بنالی۔ البتہ پرانے آثار اب بھی یہاں موجود ہیں اور کچھ افراد خاندان کی قبریں اب بھی زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہیں۔ اب صرف وہی قبریں قابل شناخت ہیں جن پر کتبہ لگے ہوئے ہیں اور ان ہی قبروں کے ارد گرد خاندان کے بزرگ دفن ہوتے رہے تھے۔ جن کی قبروں کا اب نام ونشان بھی نہیں ہے۔ یا کوئی پہچان باقی نہیں ہے۔ شائد خاندان کے موجودہ بزرگوں میں سے کوئی اس کی نشاندہی کرسکے، اکثر قبریں مٹی تلے دب چکی ہیں کہ دوبارہ دریافت کرنے کیلئے ارد گرد کی قبروں کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے عموماً" یہاں نئی قبریں نظر آتی ہیں۔ گھوڑے شاہ نام کے جو بزرگ یہاں دفن ہیں ان کی تاریخ وفات 1003ھ ہے۔ ان کا مزار اوقاف کے قبضہ میں ہے لیکن اس سے متصل احاطوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ قبرستان کی چار دیواری سے متصل جو قبریں ہیں ان میں مولوی فضل الدین صحاف کی قبر تھی۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی کی موجودہ قبر کی پائنتی کی طرف میرے (منصور احمد صدیقی) کے بزرگوں کا احاطہ تھا۔ جن میں میرے پر دادا مولوی محمد دین صدیقی، میری دادی غلام جنت کی قبریں تھیں ان سب قبروں کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔ کافی محنت کے بعد جن قبروں کی نشاندہی ہو سکی ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

(1) فیروز الدین صدیقی متوفی 1350ھ

(2) شاہ دین صدیقی 1949ء

(3) ضیاء الدین صدیقی م 22 دسمبر 1973ء

(4) شیر النساء والدہ ناصر حمید فاروقی (ہمشیرہ سعید الدین صدیقی)

(5) رفعت صدیقہ زوجہ ڈاکٹر معزالدین صدیقی م 1976ء بنت علامہ علاؤالدین صدیقی

(6) علامہ علاؤالدین صدیقی

(7) ناصر حمید فاروقی متوفی 14 اپریل 1978ء

(8) زوجہ ثانی جمال الدین صدیقی م 1947ء

(9) سردار بیگم والدہ علامہ علاؤ الدین صدیقی

3 -- خاندانی قبرستان احاطہ واقع اندرون جناز گاہ، لٹن روڈ، مزنگ لاہور

عین لٹن روڈ پر واقع جناز گاہ کا ایک بہت بڑا دروازہ آج کل زیر تعمیر ہے یعنی دسمبر 1992ء میں۔ اس بڑے دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی ایک مسجد ہے جس کی تزئین و آرائش کافی کی گئی ہے۔ پہلے بڑے دروازے ساتھ اموات کی اندراج کا دفتر تھا اب وہ کہیں اور منتقل ہو گیا ہے۔ اندر داخل ہوتے ہی کافی چوڑا پیدل کا راستہ ہے جو اس قبرستان میں سے ہوتا ہوا کافی دور باہر نکل جاتا ہے۔ اسی راستہ کی دائیں طرف چار دیواری سے گھرا ہوا ایک احاطہ ہے جس پر سلطان علم کا بورڈ لگا ہوا ہے اور اسی احاطہ کے اندر ایک کمرہ بنا ہوا ہے جس پر چھت پڑی ہوئی ہے۔ اس احاطہ کی دیوار سے ذرا پہلے اور متذکرہ پیدل راستہ سے دائیں طرف مڑ کر اور تھوڑا آگے جا کر بائیں طرف ایک بہت بلند قدیمی مسجد کے آثار ہیں۔ جس کی اب صرف قبلہ کی طرف والی دیوار سلامت ہے۔ مسجد کے صحن کی طرف بھی قبریں بن چکی ہیں - عین اس مسجد کے قبلہ کی طرف اور قبلہ کی دیوار کے عین دوسری طرف یہ خاندانی قبرستان واقع ہے۔ یہ زمین سے کافی بلندی پر اور چبوترے کی شکل میں ہے۔ اس کے تین حصہ ہیں۔ سیڑھیوں سے جب اوپر کی طرف جائیں تو پہلے احاطہ میں چشتی خاندان کی قبور ہیں۔ دوسرے حصہ میں مولوی محمد اشرف ولد مولوی محمد دین صدیقی وغیرہ کی قبریں ہیں۔ تیسرے حصہ میں مولوی بشیر احمد صدیقی ولد محمد دین صدیقی وغیرہ کی قبریں ہیں۔

تفصیلات قبور

پہلا حصہ :-

مسجد کی طرف سے اگر بائیں طرف جائیں تو پہلی قبر عبدالقادر چشتی مرحوم کی ہے۔ اس کے بعد ترتیب وار قبریں ہیں۔ (1) عبدالقادر چشتی ولد مولوی عبدالحمید چشتی پیدائش 24 جنوری 1910ء اور وفات 18 مئی 1971ء (2) عبدالباسط چشتی ولد مولوی عبدالحمید چشتی پیدائش یکم مئی 1914ء وفات 17 جون 1949ء

(3) اہلیہ عبدالحمید چشتی بنت مولوی محمد دین صدیقی وفات 11 جون 1939ء بمطابق 22 ربیع الثانی 1358ھ

(4) مولوی عبدالحمید چشتی پیدائش 15 اکتوبر 1879ء وفات 11 دسمبر 1949ء

(5) والدہ عبدالحمید چشتی وفات نومبر 1939ء بمطابق 1358ھ

(6) قبر نا معلوم جو کہ احاطہ میں داخل ہوتے وقت داہنی طرف ہے۔ اور خاندان کے کسی فرد کی ہے۔

دوسرا حصہ :-

یہ پہلے حصہ سے اوپر کی طرف ایک دو سیڑھیاں چڑھ کر آتا ہے۔ اس میں مسجد کی طرف سے پہلی قبر مولوی محمد اشرف صدیقی کی ہے۔ ترتیب اس طرح ہے۔

(1) محمد اشرف صدیقی ولد مولوی محمد دین صدیقی وفات 10 جنوری 1949ء

(2) شمیم اختر بنت غلام محی الدین وفات 7 جون 1955ء

(3) غلام محی الدین صدیقی ولد مولوی محمد دین صدیقی وفات 2 مئی 1964ء، 7 محرم 1384ھ

(4) زبیدہ خاتون زوجہ غلام محی الدین صدیقی وفات 28 اگست 1970ء ، 25 جمادی الثانی

1390ھ

(5) رشید احمد صدیقی ولد غلام محی الدین صدیقی وفات 30 ستمبر 1985ء ' 16 محرم 1406ھ

تیسرا حصہ:-

دوسرے احاطہ یا حصہ سے کچھ سیڑھیاں اوپر کی طرف۔ مسجد کی طرف سے ایک بچے کی قبر ہے اس کے ساتھ ہی مولوی بشیر احمد صدیقی کی قبر ہے۔ ترتیب اس طرح ہے

(1) بچہ کی قبر

(2) مولوی بشیر احمد صدیقی ولد مولوی محمد دین صدیقی

(3) مولوی ظہور الدین صدیقی ولد مولوی محمد دین صدیقی -

(4) بیگم ظہور الدین صدیقی کی قبر کی پائنتی کی طرف یہ قبریں ہیں۔

(5) میاں بشیر احمد ولد میاں عبدالرحمٰن پیدائش 15 مارچ 1915ء وفات جنوری 1973ء

(6) یعقوب احمد صدیقی ولد مولوی ظہورالدین صدیقی وفات 13 اکتوبر 1981ء' 14 ذوالحجہ 1401ھ

جس پرانی مسجد کے آثار کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ احاطہ میر لکھو 1249ھ کے بالمقابل ہے۔ جو جناز گاہ کے بڑے دروازے سے داخل ہو کر پیدل راستہ کی بائیں طرف کچھ قدم کے فاصلہ پر ہے۔ احاطہ میر لکھو کے مین دروازے کی طرف پشت کریں تو مسجد کے صحن میں کچھ قبریں نظر آتی ہیں۔ اور اس مسجد کے صحن کی محراب کے دوسری طرف مندرجہ بالا خاندانی قبرستان واقع ہے۔

36 -- تذکرہ اولاد مولوی حافظ بخش بن محمد بخش صحاف

مولوی حافظ بخش :- آپ کے جو حالات معلوم ہوتے ہیں ان کے مطابق اپنے والد محمد بخش صحاف کے چھاپہ خانہ کے مہتمم رہے۔ تحقیقات چشتی کے مطابق مدرسہ حضرت خواجہ خاوند محمودؒ کے متولی بنے اور اس مکان کی کئی مرتبہ مرمت کرائی۔ طاق و تختہ لگوائے۔ ریذڈنٹی سرہنری لارنس صاحب بہادر کشمیر سے حضرت ایشاںؒ کے صاحبزادہ خواجہ احد کو لائے اور سرکار کی طرف سے اس کی مرمت منظور کی لیکن خواجہ احد کی وفات کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا' آپ اور آپ کی اہلیہ دونوں خاندانی قبرستان احاطہ قاری حامد میں مدفون ہیں۔ آپ کے لواحقین بھی یہیں دفن ہیں۔ قبور خاندان رحمت اللہ میں دو جگہ آپ کی اہلیہ کا تذکرہ ہے ایک جگہ زوجہ حافظ بخش تحریر ہے اور ساتھ ہی دوسری جگہ والدہ فیض بخش تحریر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً" آپ کی دو بیویاں ہوئیں۔ ان میں ایک سے آپ کے بیٹے فیض بخش ہوئے۔

مراۃ الانساب ' محمد الدین فوق نے اور یادگار چشتی کے اردو ایڈیشن کے شجرہ میں اور اس کے علاوہ مدینہ الاولیاء میں بھی آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کے والد محمد بخش صحاف کے پاس مدرسہ ایشاں کی عملداری تھی وہ میر منو کے عہد تک رہی اس کے بعد نواب غازی خان نے اس کی عملداری بمہر خود ایک سند لکھ کر دی جو موجود رہی خواجہ احد خان جب تشریف لائے تو انہوں نے دوبارہ تولیت نامہ اس مقبرہ کا لکھ کردیا جو حافظ خیر دین و فضل الدین کے پاس رہا (تحقیقات چشتی)

سرہنری لارنس :- الحاق پنجاب کے بعد ایک انتظامی بورڈ قائم کیا گیا جو براہ راست گورنر جنرل کے ماتحت تھا اس بورڈ کے صدر کرنل ہنری لارنس تھے جنہیں بعد ازاں سر کا خطاب دیا گیا ان کے ساتھیوں میں جان لارنس تھے اور تیسرے رکن رابرٹ منٹگمری تھے۔ 1853ء میں انتظامی بورڈ نے سرجان لارنس کو پنجاب کا پہلا چیف کمشنر مقرر کیا اسی کے زمانے میں

1857ء کی جنگ آزادی ہوئی۔ یکم جنوری 1859ء کو پنجاب ایک لیفٹیننٹ گورنر کے ماتحت کر دیا گیا اور سر جان لارنس پہلے لیفٹیننٹ گورنر مقرر ہوئے۔ اسی سال فروری کے آخر میں سرجان لارنس خرابی صحت کی بناء پر چھٹی پر انگلستان چلے گئے اور سررابرٹ منٹگمری مقرر ہوئے۔

میر منو:۔ ان کا نام میر معین الملک تھا جو وزیر قمرالدین خان کا جواں بخت و جواں ہمت فرزند تھا۔ احمد شاہ درانی نے اسے شکست دی۔ 1748ء سے 1753ء تک ناظم لاہور رہا۔ 1753ء میں فوت ہو کر حضرت ایشاںؒ کے دروازہ کے قریب احاطہ قبور ناظماں میں دفن ہوا۔

37 -- مولوی فیض بخش ولد مولوی حافظ بخش:۔

آپ کے ایک بیٹے ہوئے جن کا نام مولوی محمد دین تھا۔ اور ایک بیٹی عائشہ بی بی جو کہ حامد علی چشتی بن محمد علی بن مولوی احمد بخش یکدل سے بیاہی گئی تھیں۔ (یادگار چشتی شجرہ)

نواب غازی خان:۔ نواب عنایت اللہ خان سفیر کابل کا فرزند کلاں نواب غازی خان کابل سے لاہور آیا تھا۔ غازی خان کے پاس صدہا قبالہ جات اپنی آبائی جائیداد خرید کردہ نواب ذکریا خان موجود تھے اکثر مکانات پر اس نے قبضہ بھی کیا۔ لیکن کوشش کے باوجود بیگم پورہ لاہور کا قبضہ اس کو نہ مل سکا۔ لوگ اس کا بہت ادب کرتے تھے وہ ایک سو سال کی عمر پا کر 1274ھ/1856ء میں فوت ہو گیا۔ ان کی قبر اپنے آباء نواب ذکریا خان اور عبدالصمد خان کے ایک طرف چبوترہ پر ہے جس پر خواجہ عنایت اللہ، نواب غازی کے بھائی قلندر شاہ، خود نواب غازی خان، اہلیہ نواب غازی خان و دختر نواب غازی خان کی قبور ہیں۔

38 -- مولوی محمد دین صدیقی ولد مولوی فیض بخش

آپ ملٹری برج ڈیپارٹمنٹ کے برج انجینئرنگ ڈیزائن آفس میں اعلیٰ عہد پر فائز رہے۔ آپ کی رہائش محلہ شیخ و ساون، جھوٹا مفتی باقر لاہور میں تھی۔ اور وہیں آپ کی وفات پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے آپریشن کے دوران ہوئی۔ آپ کا مکان مذکورہ محلہ میں آج بھی موجود ہے۔ جو بعد وفات آپ کی فروخت کر دیا گیا آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے اب ان کی قبر کا نام و نشان بھی نہیں۔ البتہ وہ احاطہ جہاں آپ کو دفن کیا گیا تھا علامہ علاؤالدین صدیقی کی قبر کے پائنتی کی طرف ہے۔

آپ کے 4 بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ غلام محی الدین، ظہور الدین، بشیر احمد اور محمد اشرف - ایک بیٹی وزیر بیگم زوجہ عبدالحمید چشتی تھیں (اور ان کے یہاں 5 بیٹیاں اور دو بیٹے عبدالقادر چشتی اور عبدالباسط ہوئے)

دوسری بیٹی قمر النساء زوجہ شیخ محمد دین مزنگ لاہور میں ہی رہائش رکھتی تھیں ان کے ایک بیٹے خلیل الرحمٰن ہیں۔

مولوی غلام محی الدین صدیقی ولد مولوی محمد دین صدیقیؒ (38)

آپ لاہور سنٹرل کوآپریٹو بنک کے مینجر رہے آپ نے تین شادیاں کیں جن میں سے ایک افغان تھیں تیسری بیوی سے 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں ہوئیں۔ 20 مئی 1964ء کو فوت ہو کر خاندانی قبرستان جنازہ گاہ لاہور میں دفن ہوئے۔ آپ کے بیٹوں میں خورشید احمد، رشید احمد، شفیق احمد، رفیق احمد، لیئق احمد اور بیٹیوں میں بلقیس زوجہ اسماعیل ایڈووکیٹ جو کہ فوت ہو چکے ہیں کشور زوجہ میجر ڈاکٹر افضل جو کہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی رہے تیسری بیٹی بیرون ملک بیاہی گئیں۔

خورشید احمد صدیقی اے جی آفس میں سینئر اکاؤنٹس آفیسر ہیں رشید احمد بی ایس سی انجینئر تھے فوت ہو چکے ہیں - شفیق احمد صدیقی ریلوے میں ڈپٹی چیف انجینئر ہیں۔

مولوی ظہور الدین صدیقی ولد مولوی محمد دین صدیقی : (38)

آپ انبالہ میں ڈسٹرکٹ انجینئر رہے اور وہاں سے ریٹائر ہو کر بہاولپور اور پھر لاہور میں رہائش اختیار کی۔ 21 جون 1966ء کو فوت ہو کر جناز گاہ مزنگ کے خاندانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اہلیہ فضل النساء کا انتقال 7 اگست 1965ء کو ہوا اور اسی احاطہ میں مدفون ہوئیں۔ آپ کے 3 بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں نذیر احمد' یعقوب احمد' مقبول احمد اور بیٹیوں کے نام اقبال اور رافعہ ہیں۔ آپ کی بنائی ہوئی رہائش گاہ ظہور منزل ' لٹن روڈ' مولویاں سٹریٹ پر واقع ہے اس مکان کی زمین 1928ء میں خریدی گئی اور 1934ء میں تعمیر ہوئی اب آپ کی اولاد اس میں رہائش پذیر ہیں۔

نذیر احمد صدیقی ولد مولوی ظہور الدین صدیقی : (39)

آپ کی پیدائش مارچ 1924ء میں ہوئی۔ ایم اے (فارسی) ہیں۔ ریلوے میں ممتاز عہدوں پر فائز رہے سینئر ٹریفک آفسر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کی زوجہ آپ کی پھوپھی زاد تھیں یعنی (شیخ محمد دین کی بیٹی) جن کا انتقال 12 ربیع الاول 1412ھ کو ہوا آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ منیر احمد ایم ایس سی فزکس ہیں اور پاک عرب فرٹیلائزر ملتان میں انجینئر ہیں۔ ان کے بچوں کی ترتیب اس طرح ہے۔ عماد الدین' عائشہ' عطیہ' مریم (تین بیٹیاں) اس کے بعد کمال الدین ایک بیٹا ہے۔

دوسرے بیٹے تنویر احمد جو کہ محکمہ سوئی گیس میں ملازم ہیں۔ ان کی بڑی بیٹی ثناء اور بیٹا یاسر چھوٹا ہے۔ نذیر احمد کی بڑی بیٹی نسرین ایم اے (فارسی) اور لیکچرار ہیں زوجہ شاہد خان (جو کہ لکھنؤ سے تعلق رکھتے ہیں اور فائزر فارما کمپنی سے حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں)۔

جبکہ دوسری بیٹی تسنیم زوجہ سہیل مجید ایڈووکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش رکھتی ہیں اور تیسری بیٹی انجم زوجہ اکرم محسن' آج کل اوسلو ناروے میں مقیم ہیں۔

یعقوب احمد صدیقی ولد مولوی ظہور الدین صدیقی

آپ پی ڈبلیو ڈی پنجاب ہائی وے میں سپرنٹنڈنٹ رہے۔فٹ بال کے مشہور کھلاڑی اور نیشنل ریفری تھے۔ جنرل سیکرٹری پاکستان فٹ بال ایسوسی ایشن بھی رہے ٹیم کے ساتھ بیرون ملک دوروں پر جاتے رہے۔ فوت ہو کر خاندانی قبرستان جنازہ گاہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی زوجہ شمسہ بنت سید دلدار شاہ بن سید رفیق الحسن ہیں۔ (جو کہ انبالہ کی تحصیل کھرڑ کے زمین دار تھے ان کے دو بھائی اختر واسطی اور حیدر واسطی کراچی میں آباد ہیں)

یعقوب احمد کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ ترتیب اس طرح ہے نزہت زوجہ مظاہر حسین سید جو کہ ان کے ننھیال سے ہیں آج کل کینیڈا میں مقیم ہیں نگہت زوجہ جواد جو کہ انجینئر ہیں اور کراچی میں مقیم ہیں عارف سوئی گیس میں ملازم ہیں (جن کے دو بیٹے عثمان اور ولید ہیں اور ایک بیٹی نداء ہے)۔ دوسرے بیٹے خالد کینیڈا میں ہیں جبکہ تیسرے بیٹے زاہد ٹیڑا پیک میں ملازم ہیں ان کی شادی اپنے چچا مقبول احمد صدیقی کی بیٹی صباء سے ہوئی ہے ان کا ایک بیٹا ابوبکر ہے۔

مقبول احمد صدیقی ولد مولوی ظہور الدین صدیقی :-

آپ ساؤنڈ انجینئر ہیں اور ریٹائر ہو کر ظہور منزل کے آبائی مکان میں رہائش پذیر ہیں آپ کی تین بیٹیاں ہیں جن میں سے ایک کی شادی ہوئی ہے۔

مولوی محمد اشرف ولد محمد دین صدیقی : (38)

آپ 10 جنوری 1949ء کو شام پانچ بجے جوانی میں ہی نوت ہو گئے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے میٹرک تک تعلیم انبالہ سے حاصل کی تھی - آبائی قبرستان جنازہ گاہ میں اپنے

بھائیوں کے ساتھ دفن ہوئے۔

مولوی بشیر احمد صدیقی ولد محمد دین صدیقی :- 38

آپ لاہور سے راولپنڈی تشریف لائے اور مدن پورہ گوالمنڈی میں رہائش اختیار کی۔ ریمنگٹن ٹائپ رائٹر کی ایجنسی لی تھی۔ اور میٹروپول ہوٹل بھدر میں اس کا دفتر کھولا تھا لیکن کسی ساتھی کی دھوکہ دہی کی وجہ سے خسارہ اٹھانا پڑا آپ نے کچھ عرصہ اپنے بیٹے عزیز احمد صدیقی کے پاس راولپنڈی میں رہائش رکھی لیکن عمر کا اکثر اور آخری حصہ ظہور منزل لاہور میں اپنے بھائی کے پاس گزرا۔ اور بالاخر وہیں 30 مئی 1965ء کو فوت ہو کر خاندانی قبرستان جناز گاہ لاہور میں دفن ہوئے آپ نے تین شادیاں کیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

i) پہلی شادی غلام جنت سے ہوئی جو کہ کوچہ شیخ وساون جھوٹا مفتی باقر لاہور کی رہائشی تھیں ان سے آپ کے ایک بیٹا عزیز احمد صدیقی اور ایک بٹی صغری پیدا ہوئے۔ دونوں بچے کمسن ہی تھے کہ آپ فوت ہو گئیں اور غالبا" 1920ء یا 1921ء میں فوت ہو کر گھوڑے شاہ کے خاندانی احاطہ میں دفن ہوئیں بڑی بٹی صغری بھی نوجوانی میں 28 اپریل 1934ء کو فوت ہوئیں اب آپ دونوں کی قبروں کا نام و نشان بھی موجود نہیں ہے۔ غلام جنت کی ایک بہن خیر النساء تھیں اور تین بھائی جلال الدین' حسن دین' اور فتح محمد تھے خیر النساء کے ایک بیٹے یعقوب احمد شاہ آج کل E - 226 رحمن پورہ لاہور میں رہائش رکھتے ہیں جو کہ حسینی سادات میں سے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد شاہ مسکین' شرقپور' ڈاکخانہ فیض پورہ کلاں کے گدی نشین تھے۔ ان کے نانا کا نام قمر الدین اور نانی کا نام غلام فاطمہ تھا۔ (شاہ مسکین لاہور سے جڑانوالہ جاتے ہوئے دھوکہ منڈی سے آگے تانگہ کا راستہ ہے ضلع شیخوپورہ میں ہے) یعقوب احمد شاہ سے میری ملاقات 8 جولائی 1988ء کو لاہور میں ہوئی تھی جس میں انہوں نے یہ تفصیلات بتائیں۔ غلام جنت راقم الحروف کی دادی تھیں۔

ii) دوسری بیوی کا نام عظیمہ بیگم تھا۔ جن کے والدین لال کھوہ اندرون موچی دروازہ لاہور کے رہائشی تھے۔ ان کے بطن سے ایک بیٹی انور کی پیدائش ہوئی جس کے فوراً بعد آپکا انتقال ہو گیا۔ انور کی شادی عبدالباسط چشتی بن عبدالحمید چشتی سے ہوئی۔ جوانی بں ہی بیوہ ہو گئیں اور عبدالباسط 17 جون 1949ء کو فوت ہوئے۔ ان کے بیٹے کا نام جاوید باسط ہے جو شادی شدہ ہے اور ایک بیٹا ہے۔ (چشتی خاندان کا پورا شجرہ یادگار چشتی مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کیا ہے)۔ جاوید کا شجرہ اس طرح ہے۔

جاوید بن عبدالباسط بن عبدالحمید بن حامد علی چشتی بن محمد علی چشتی۔

(محمد علی چشتی بھائی تھے نور احمد چشتی اور محرم علی چشتی کے جنہوں نے 1884ء میں رفیق ہند جاری کیا اور پیسہ اخبار سے منسلک رہے۔ لاہور کی مشہور علمی و ادبی شخصیت تھے آپ کے دو بیٹے قائم اور ابراہیم(لاولد) ہوئے) عظیمہ بیگم کا انتقال کوچہ شیخ و ساون لاہور میں ہوا۔

iii) تیسری شادی صفورا بیگم سے ہوئی۔ جن کا یہ نکاح ثانی تھا ایک بیٹے صادق تھے جو کہ کینیا میں رہائش رکھتے تھے صفورا بیگم کے والد کا نام محمد عبداللہ تھا۔ جن کی کافی جائیداد قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں ہے اور غالباً وہاں ان کے بیٹے حمید اور دیگر رشتہ دار اب بھی رہائش پذیر ہیں۔

آپ کے بطن سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ رفعیہ صدیقہ' ذکیہ صدیقہ' حفیظ احمد' نثار احمد' یاسمین صدیقہ اور نازنین صدیقہ اور سب سے چھوٹا بیٹا ساجد احمد بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ سب بیٹیاں شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ آپ کو راولپنڈی میں نزد 22 نمبر چونگی کے دھمیال روڈ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ (اولاد کی تفصیل اس طرح ہے)

i) **رفعیہ صدیقہ** :-آپ کی شادی شیخ ضیاء محمود سے ہوئی جو آپ کی ننھیال سے تھے ان کے والد عبدالرحمٰن گارڈن کالج میں پرنسپل رہے۔ شیخ ضیاء محمود ملٹری اکاؤنٹس میں ڈپٹی ایم اے جی اور ڈائریکٹر بجٹ واپڈا کے عہدوں پر فائز رہے اب دونوں فوت ہو چکے ہیں اور سرور روڈ نزد راحت بیکری لاہور کے قبرستان میں دفن ہیں - آپ کا ایک

بیٹا میجر سلیم احمد ضیاء سگنلز جی ایچ کیو میں تعینات ہیں اور جن کی شادی اپنی خالہ زاد فوزیہ بنت اقبال بیگ سے ہوئی۔ ایک بیٹی سنبل ہوئیں جن کی شادی ڈاکٹر ندیم احمد صدیقی بن رشید احمد صدیقی سے ہوئی۔

(ii **ذکیہ صدیقہ :-** آپ کی شادی اقبال بیگ سے ہوئی جو کراچی میں بزنس کرتے تھے جنہوں نے 1993ء میں بروز شبرات وفات پائی۔ آپ کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہوئے۔ ترتیب اس طرح ہے۔ فوزیہ زوجہ میجر سلیم احمد ضیاء' ندیم بیگ والد کا بزنس سنبھالے ہوئے ہیں اور والدہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ عاصیہ' چوتھے نمبر پر وسیم بیگ ہیں جو کہ ملک پیک میں ملازم ہیں آخر میں بیٹی ہما ہیں سب معین آباد ماڈل کالونی کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

(iii **حفیظ احمد صدیقی :-** آپ کاروبار کرتے ہیں اور راولپنڈی صدر میں رہائش پذیر ہیں۔ میس گیٹ صدر میں کاروبار ہے۔ آپ کی شادی فرزانہ یاسمین بنت عبدالرحیم لون سے ہوئی جو کہ راولپنڈی کی مشہور کاروباری و مذہبی شخصیت ہیں۔ ان کا آئی ڈی لون کے نام سے بزنس ہے آپ کے ابھی تک اولاد نہیں ہوئی۔ جرمنی میں بھی پانچ چھ سال ملازمت کر چکے ہیں۔

(iv **نثار احمد صدیقی :-** آپ نینچ بھابہ راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں اور کاروبار کرتے ہیں۔ آپ کی شادی سعیدہ خاتون جن کا تعلق لاہور سے ہے ہوئی۔ جن سے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں بیٹوں میں نعمان صدیقی خرم صدیقی اور ایک بیٹا اور بیٹی ہیں۔

(v **یاسمین صدیقہ :-** آپ کی شادی کرنل محمد نواز سے ہوئی جو کہ سگنلز میں ہیں اور جھنگ کی سیال فیملی سے تعلق ہے۔ آج کل راولپنڈی میں تعینات ہیں آپ کے ایک بیٹے کا نام کاشف ' دوسرے کا بلال ہے جبکہ سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ دونوں بیٹے امریکہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(vi **نازنین صدیقہ :-** آپ کی شادی ناصر محمود سے ہوئی جو کہ سپورٹس کے سامان کا کاروبار کرتے ہیں لاہور میں لارنس گارڈن کے پیچھے رہائش رکھتے ہیں۔ ابھی کوئی اولاد نہیں ہے۔

vii) **ساجد احمد صدیقی** :- آپ کو پیار سے نھو کہتے تھے۔ بچپن میں ہی 22 جولائی 1954ء کو فوت ہوئے۔

بشیر احمد صدیقی نے اپنا آبائی مکان کوچہ شیخ وساون فروخت کرنے سے پہلے موجودہ مولویاں سٹریٹ ، لٹن روڈ لاہور میں عبدالقادر چشتی (مالک چائنا مارٹ دھنی رام روڈ انار کلی لاہور) کے مکان سے بالکل متصل مکان خریدا تھا بعد ازاں اسے بھی فروخت کر دیا۔

تذکرہ اولاد حافظ خیر دین ولد محمد بخش صحاف 35

حافظ خیر دین :- ان کی قبر خاندانی قبرستان (احاطہ قاری حامد) میں ہے۔ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ اور شہر لاہور کے بہت سے روسا کو آپ کے سلسلہ عقیدت و ارادت میں منسلک ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے تین بیٹے ہوئے۔رمضان (لاولد) چراغ دین' امیر بخش۔ تفصیل اس طرح ہے۔

i) چراغ دین ولد حافظ خیر دین کے ایک بیٹے اللہ بخش ہوئے۔

ii) **امیر بخش ولد حافظ خیر دین** :- آپ کی زوجہ ثانی کا نام اقبال النساء تھا جو کہ مولوی نور احمد چشتی کی بہن اور احمد بخش یکدل کی بیٹی تھیں آپ مقیمی سفید رویان انگلستان کے اتالیق تھے۔ آپ کے ایک بیٹے ظفر الدین تھے۔ (یادگار چشتی شجرہ)

ظفر الدین ولد امیر بخش صحاف :- آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں صلاح الدین' عماد الدین ،محی الدین' رفیع الدین اور ایک بیٹے افتخار الدین کم عمری میں فوت ہوئے بیٹیوں میں فرخندہ زوجہ پروفیسر ضیاء الدین صدیقی ولد جمال دین' دوسری بلقیس اپنی ننھیال میں بیاہی گئیں تیسری نسیم زوجہ اکرام الدین ولد محی الدین صدیقی۔

صلاح الدین ولد ظفر الدین :- لاہور میں فوت ہو کر خاندانی قبرستان گھوڑے شاہ میں مدفون ہوئے آپ کے دو بیٹے ہیں ایک کا نام صدیق ہے اور پاکستان منٹ لاہور میں رہائش پذیر ہیں دوسرے بیٹے جاوید ہیں۔

محی الدین ولد ظفر الدین :- نیشنل بنک سے سینئر وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ سے ریٹائر

ہوئے لاہور میں رہائش گارڈن ٹاؤن میں رہی۔ علمی و ادبی شخصیت تھے گھر میں بہت بڑی ذاتی لائبریری تھی۔ فوت ہو کر گارڈن ٹاؤن کے قبرستان میں دفن ہوئے ان کے بیٹے افتخار وکالت سے وابستہ ہیں اور اب اپنی والدہ کے ہمراہ کراچی میں رہائش اختیار کر چکے ہیں افتخار کے ایک بیٹے ذوالفقار کا نام معلوم ہوا ہے۔

رفیع الدین ولد ظفر الدین :- آپ فوت ہو کر گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن ہوئے آپ کے دو بیٹوں کے نام معلوم ہوئے ذوالقرنین اور شعیب جو کہ اب کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

عماد الدین ولد ظفر الدین :- کراچی میں فوت ہوئے۔

(حوالہ کتب مدینہ اولیاء، مراۃ الانساب، یادگار چشتی صفحہ 53)

تذکرہ اولاد مولوی فضل الدین صحاف بن محمد بخش صحاف 35

آپ اپنے والد کی حیات میں ہی مکتبہ صحافی کے اپنے بھائیوں کے ساتھ مہتمم رہے۔ اپنے زمانہ کے بہترین خوشنویس اور نقاش تھے جس کا اعتراف زمانہ بھرنے کیا آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک رباعی عجائب گھر لاہور کی زینت ہے۔ تاریخ لاہور میں بہترین خوش نویس کی حیثیت سے آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا جس کا اعتراف ہر جریدہ وکتب میں کیا گیا، عربی و فارسی دونوں خط قابل تعریف ہیں۔ آپ کی شاگردی کا فخر بڑے بڑے لوگوں کو حاصل ہے بہت عرصہ سرکاری مطبع ڈائریکٹری میں سپرنٹنڈنٹ رہے آخر میں پنشن حاصل کرنے کے بعد اپنا مطبع صحافی کھولا۔

نقوش لاہور نمبر کے مطابق فقیر خاندان کے تاریخی نوادرات میں آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قطعہ بھی شامل ہیں (صفحہ 1047) آپ کی لکھی ہوئی ایک حمائل لندن میں طبع ہوئی تعلیم خطاطی پر انہوں نے ایک مجموعہ قطعات شائع کیا تھا سرکاری مشق نستعلیق 1889ء میں سر رشتہ تعلیم پنجاب کیلئے گورنمنٹ پبلشر اور بک سیلر نے مطبع مفید عام لاہور سے شائع کی۔ (اس کی ایک کاپی معین الدین صدیقی کے پاس محفوظ ہے) تحقیقات چشتی کے اختتامی کلمات

آپ نے ہی تحریر کئے جو اس کے اردو ایڈیشن میں موجود ہیں۔

مدت تک اخبار کوہ نور میں کتابت کرتے رہے۔ اپنے شاگردوں سے بڑی مہربانی سے پیش آتے اگر کوئی راہ چلتے بھی پوچھتا تو بتانے سے دریغ نہ کرتے اور وہیں کھڑے کھڑے اصلاح دے دیتے۔ چوہٹہ مفتی باقر میں رہتے اور خط نسخ اور نستعلیق کے ماہر تھے۔ مگر زیادہ تر شہرت خط نسخ کی وجہ سے تھی۔ 1884ء تک زندہ رہے۔

خاندانی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔ آپ کے تین بیٹے مولوی مولا بخش (غلام محی الدین)، مولوی فیروز الدین، مولوی سراج الدین اور ایک بیٹی کا ذکر ملتا ہے جو قبرستان قاری حامد میں مدفون ہوئیں۔

معلوم ہوا کہ پنجاب یونیورسٹی فائن آرٹس کی ایک طالبہ بیگم مسرت حسین آپ پر ایک تحقیقی مقالہ لکھ رہی ہیں۔ (حوالہ کتب : مدینہ اولیاء، نقوش لاہور نمبر، سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، تعارف مخطوطات گیلری، لاہور عجائب گھر از ڈاکٹر انجم رومانی)

مولوی سراج الدین ولد فضل الدین صحاف

یاد گار چشتی صفحہ 52 کے مطابق آپ کی شادی زیب النساء سے ہوئی جو کہ مولوی احمد بخش یکدل کی بیٹی تھیں آپ کے ایک بیٹے فخر الدین کے حالات معلوم ہوئے آپ مکان نمبر H-524 اندرون اکبری گیٹ کوچہ شیخ وساون میں رہتے تھے اور جھنگی قاضیاں کے خاندانی قبرستان اقبال پارک لاہور میں دفن ہوئے۔

فخر الدین ولد سراج الدین :- مراۃ الانساب کے مطابق آپ علم جفر میں بہت شہرت رکھتے تھے۔ آپ کے بیٹے کا نام شجاع الدین اور بیٹی میاں شریف سے بیاہی گئیں (جو کہ احمدی ہو گئے اور ان اولاد نے بھی وہی مذہب اختیار کیا جن کے نام محمد اشرف اور محمد یعقوب تھے دونوں وفات پا چکے ہیں) اور ان کی اولاد بھلوال، ربوہ، اور کراچی میں رہائش پذیر ہے۔ یہ بیٹی مسلمان ہی رہیں اور فوت ہو کر اپنے بھائی کی قبر کے ساتھ دفن ہوئیں۔

شجاع الدین ولد فخر الدین :- آپ پنجاب یونیورسٹی میں لائبریرین رہے فوت ہونے کے بعد اپنے والد کے ساتھ ہی دفن ہوئے جو کہ اقبال پارک میں حفیظ جالندھری کی قبر کے سرہانے

کی طرف ہے۔ آپ کے چار بیٹے ہوئے آصف' اسد' انجم' اور محمد علی جبکہ دو بیٹیاں جن میں نورجہاں کی شادی چغتائی خاندان میں ہوئی اور لندن میں آباد ہیں۔ دوسری بیٹی آسیہ لاہور کے راجپوت خاندان میں بیاہی گئیں۔

آپ کی پیدائش 1911ء کی ہے اور وفات تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے عین حالت سجدہ میں 17 دسمبر 1983ء کو ہوئی۔ تحریک پاکستان میں حصہ لیا دراز قد تھے ساری دنیا کی سیروسیاحت کی خاندان کو اکھٹا کرنے اور میل جول کا بہت شوق تھا آپ کی وفات پر مولوی بشیر احمد صدیقی ولد محمد دین نے کہا کہ اب صدیقی خاندان کے آپس کے رابطہ و میل جول کا بہت بڑا سہارا ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی اولاد کی تفصیل اس طرح ہے۔

(i) آصف شجاع صدیقی لندن سے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی۔ ویسٹ پاکستان پینٹ ملز کے نام سے فیکٹری قائم کی - 1943ء میں پیدا ہوئے۔ M -28 گلبرگ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ان کے تین بیٹے کاشف' عاطف' اور عاصم ہیں بیٹی فاریہ سب سے بڑی ہیں اور سب طالب علم ہیں۔

(ii) اسد شجاع صدیقی :- پیدائش 1948ء ایل ایل بی اور ڈپلومہ بزنس ایڈمنسٹریشن لندن سے کیا۔ پارٹ ٹائم پریکٹس کرتے ہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ کاروبار میں شریک ہیں تین بیٹیاں فرحین' سحر' مہرین اور سب سے چھوٹا بیٹا بلال ہے۔

(iii) انجم شجاع صدیقی :- باٹنی میں ایم ایس سی ہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ کاروبار میں شریک ہیں۔

(iv) محمد علی شجاع صدیقی :- لندن سے گرافک آرٹ میں آنرز ہیں۔ ملازمت کرتے ہیں۔

ان بھائیوں کا شو روم سگما پینٹ کے نام سے مسجد شب بھر کے پاس شاہ عالمی لاہور میں ہے اور سب گلبرگ لاہور میں رہائش رکھتے ہیں۔

مولا بخش (غلام محی الدین) ولد فضل الدین صحاف

آپ نارتھ ویسٹرن ریلوے میں چیف پارسل کلرک تھے۔ دوران ملازمت سہارنپور اور

دوسری جگہوں پر تعینات رہے کوچہ شیخ وساون (جھوٹا مفتی باقر) میں فوت ہو کر آبائی قبرستان قاری حامد میں دفن ہوئے۔ آپ اپنے بھائی فیروز الدین کے بعد فوت ہوئے آپ کی ایک بیٹی کی شادی غلام محی الدین سے ہوئی جو ڈاکٹر معزالدین صدیقی کی والدہ ہیں آپ کے بیٹے اشفاق ریلوے میں گارڈ رہے اور لاہور سے تقریباً" 1950ء میں ریٹائر ہوئے اور اس کے ایک یا دو سال بعد ہی فوت ہو گئے کوچہ شیخ وساون میں رہائش پذیر رہے اور ان کی اولاد اب بھی یہیں آباد ہے پرانے مکان کو گرا کر نیا مکان بنایا ہے مراۃ الانساب میں تحریر ہے کہ اپنے بزرگوں کی طرح مولا بخش کا فیض بھی جاری ہے۔

اشفاق حسین ولد مولا بخش کے دو بیٹے انور حسین اور افتخار ہوئے۔ ایک بیٹی خلیل الرحمن ولد شیخ محمد دین سے مزنگ لاہور میں بیاہی گئیں دوسری بیٹی مظفر عثمانی سے جو کہ واپڈا میں آفیسر تھے بیاہی گئیں دونوں داماد فوت ہو چکے ہیں۔

انور حسین ولد اشفاق حسین صدیقی:۔ آپ اے جی آفس پنجاب میں اکاؤنٹس آفیسر رہے 11 نومبر 1965ء کو دوران تعیناتی راولپنڈی کشمیر ونگ جنرل ہسپتال میں وفات پائی اور لاہور گھوڑے شاہ کے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے امجد اور صداقت ہیں۔ امجد ایم ایس سی ہیں اور اپنا انسٹی ٹیوٹ کھولا ہوا ہے دوسرے بیٹے صداقت نے نیشنل کالج آف آرٹس سے تعلیم حاصل کی ہوئی ہے اور آرٹسٹ ہیں۔ مصوری کا کام کرتے ہیں۔ ٹی وی ڈراموں میں بھی حصہ لیتے ہیں - اس کے علاوہ چار بیٹیوں میں سے تین شادی شدہ ہیں رہائش H -511 اندرون اکبری گیٹ، کوچہ شیخ وساون میں ہے۔

مولوی فیروز الدین ولد فضل الدین صحاف

آپ کی وفات 1931ء میں ہوئی۔ اور اپنے والد کی قبر کے جوار میں آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔ آپ ممتاز مصور اور خوشنویس تھے۔ رہائش بنگلہ ایوب شاہ چونا منڈی لاہور میں تھی۔ آپ کے پانچ بیٹے جمال الدین، شاہ دین، اور منور الدین پہلی بیوی سے اور غلام محی الدین و علامہ علاؤالدین و بشیر النساء بیٹی دوسری بیوی سے ہوئے۔ بشیر النساء کی شادی فاروقی خاندان میں ہوئی جو کہ اچھرہ میں رہائش پذیر تھا۔

آپ کی شادی کا دعوت نامہ جو آپ کے والد نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا اب بھی معین الدین صدیقی مالک ایم فیروز دین اینڈ سنز ٹولنٹن مارکیٹ لاہور کے پاس محفوظ ہے۔ یہ شادی 14 اکتوبر 1884ء بمطابق 21 ذی الحج 1301ھ کو ہوئی اس پر پتہ کوچہ سبزی فروشاں' چوھٹہ مفتی باقر لاہور کا دیا گیا تھا۔ (مراۃ الانساب کے مطابق مولوی فیروز دین نقاش جو اس وقت شہر لاہور میں مشہور سوداگر ' اور فن مصوری اور نقاشی سے حکام وقت سے بڑی عزت حاصل کی۔ اور آپ کی اولاد آپ سے یہی فن حاصل کر رہی ہے)۔

(1) **محمد جمال الدین ولد فیروز دین** :- آپ کا سن ولادت 1889ء ہے اور وفات 14 جولائی 1965ء کو ہوئی میو سکول آف آرٹس (حالیہ نیشنل کالج آف آرٹس) کے تعلیم یافتہ تھے۔ اپنے عہد کے مشہور مصور تھے۔ آپ کی پینٹنگ نمائش میں رکھی جاتی تھیں اور والیان ریاست کے درباروں تک جاتی تھیں۔ شہرت کے دلدادہ نہیں تھے۔ اکثر گمنامی میں رہ کر کام کرتے بے شمار شاگرد ہوئے فن فوٹو گرافی میں بھی ماہر تھے۔ ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی کچھ تصویریں آپ کے بیٹے سعید الدین صدیقی کے پاس محفوظ ہیں۔ آبائی قبرستان قاری حامدؒ میں چبوترے پر قاری حامد کی پائنتی کی طرف دفن ہیں۔ آپ نے دو شادیاں کیں جن سے 3 بیٹے اور ایک بٹی متولد ہوئے۔ پہلی بیوی جو کہ ظفر الدین صدیقی کی ہمشیرہ تھیں ان سے ضیاء الدین پیدا ہوئے دوسری بیوی سے سعید الدین' غیاث الدین پیدا ہوئے۔ بٹی صغری صدیقہ حیات ہیں اور کوچہ شیخ وساون میں رہائش رکھتی ہیں۔

آپ بعد وفات بزرگوار مدرسہ قاری حامد' حضرت عبدالمنان شاہ حضوری برقعہ پوش ہال روڈ درگاہ حضرت کریم سہروردی ' درگاہ عبداللہ گیلانی المعروف خانقاہ پیر روڈاں کے متولی ہوئے۔ (حضرت کریم شاہ سہروردی کا مزار میاں معراج دین ممبر صوبائی اسمبلی کی کوٹھی ویسٹ مین روڈ مغل پورہ کے اتصال پر ہے اور عبداللہ گیلانی' نواب علی مردان خان کے مرشد تھے۔)

(i) **ضیاء الدین ولد جمال الدین** :- آپ مشہور علمی وادبی شخصیت تھے تین ایم اے تھے گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر تھے۔ دسمبر 1973ء میں فوت ہو کر

آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔ آپ کے 2 بیٹے ہوئے۔ احتشام الدین واپڈا میں ملازم ہیں اعتصام الدین اب بھی 5 صدیقی سٹریٹ' بیرون کشمیری دروازہ لاہور میں رہائش رکھتے ہیں اور بچوں کو پڑھانے کیلئے گھر میں سکول کھولا ہوا ہے۔ تین بیٹیوں کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ احتشام الدین کے دو بیٹے ہیں جن کے نام سلیمان اور ذیشان ہیں۔

(ii) **سعید الدین ولد جمال الدین** 7 اگست 1921ء کو پیدا ہوئے۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پرانی انار کلی میں انچارج فوٹو گرافی سیکشن رہے اور 1981ء میں وہاں سے ریٹائر ہوئے۔ خانقاہ قاری حامد اور اپنے تمام بزرگوں کے مزارت کے متولی اور سجادہ نشین ہیں۔ آبائی قبرستان جو کہ وہیں ویسٹ مین روڈ مغل پورہ لوکو ورکشاپ کے اندر واقع ہے کی رکھوالی کرتے ہیں۔ سالانہ عرس ہر جنوری کے آخری ہفتہ میں منایا جاتا ہے اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ سینکڑوں لوگ اور عقیدت مند دور دور سے شرکت کرتے ہیں لنگر تقسیم ہوتا ہے آج کل خانقاہ حامد قاری یا مدرسہ ابوالحسن تربتی جہاں صدیقی خاندان کے بڑے بزرگ جن میں حافظ جان محمدؒ ان کے بیٹے حافظ رحمت اللہؒ اور حافظ محمد بخش صحافؒ جیسی ہستیاں دفن ہیں اس کی چابی آپ کی تحویل میں ہی رہتی ہے آج کل آپ صاحب فراش ہیں کچھ عمر کا تقاضا ہے۔ ایک ریلوے ملازم اس احاطہ کو زائرین کیلئے کھول دیتا ہے۔ آپ کے بیٹے حامد سعید بھی اس کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ حامد 1949ء میں پیدا ہوئے اور آج کل فوکل ویو کے نام سے فوٹو گرافی کی دکان کے مالک ہے جو وحدت روڈ پر قائم ہے۔

آپ کی چھ بیٹیاں ہیں۔ صرف ایک بڑی شادی شدہ ہے رہائش صدیقی سٹریٹ بیرون کشمیری گیٹ لاہور ہے۔

(iii) **غیاث الدین ولد جمال دین** مئی 1929ء میں پیدا ہوئے۔ سٹیٹ لائف میں **سیلز منیجر** رہے۔ حالیہ رہائش ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کینٹ میں ہے۔ آج

کل فالج کے حملہ سے صاحب فراش ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ مستنصر بی ایس سی ہیں اور پی سی ایس آئی آر میں ملازم ہیں جبکہ مستحصن بی کام کے طالب علم ہیں۔ ایک بیٹی شادی شدہ ہیں۔

(2) **شاہ دین ولد فیروز دین :۔** آپ کے والد نے 1881ء میں ایم فیروز الدین اینڈ سنز کے نام سے فوٹو گرافی کی دکان ٹولنٹن مارکیٹ لاہور میں شروع کی تھی۔ بعد میں وہ بھی گاہے بگاہے وہاں بیٹھتے رہے۔ 19 اکتوبر 1949ء کو فوت ہو کر آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔ شاہ دین کی جائیداد بیرون کشمیری دروازہ سرکلر روڈ لاہور پر تھی۔ آپ یہاں رہائش پذیر رہے۔ بعد ازاں ان کی اولاد نے اسے فروخت کر دیا۔ آپ مولانا احمد علی لاہوریؒ کے شاگرد تھے اور شروع شروع میں آپ اور آپ کے بھائی علامہ علاؤ الدین کو جمعہ کے خطبہ کی اجازت اپنی غیر حاضری میں دیا کرتے تھے۔ آپ کے چار بیٹے ظہور الدین اور سید احمد پہلی بیوی سے اور معین احمد، فخر الدین اور تین بیٹیاں دوسری بیوی سے ہوئے۔ مریم صدیقہ زوجہ محمد فاروق ہاشمی عائشہ صدیقہ زوجہ زہیر ہاشمی (دونوں سگی بہنیں دو سگے بھائیوں سے بیاہی گئیں) محمد فاروق امریکہ میں رہائش رکھتے ہیں۔ خدیجہ صدیقہ زوجہ طارق انور نعیم صدیقی رہائش D - 182 سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی میں رکھتے ہیں۔ طارق انور کا تعلق گوجرانوالہ سے جبکہ متذکرہ ہاشمی برادران کا تعلق گجرات سے ہے۔ ایم فیروز الدین اینڈ سنز لاہور میں مسلمانوں کی پہلی دکان تھی، قائداعظم کی پہلی تصویر لینے کا شرف انہی کو حاصل ہے۔ قائداعظم جب واقعہ شہید گنج پر لاہور تشریف لائے تو ان کی تصاویر انہوں نے ہی کھینچیں۔ آپ ایکسیڈنٹ میں فوت ہوئے تھے۔

(بحوالہ روز نامہ مشرق 17 جولائی 1980ء (قائداعظم اور زعمائے مسلم لیگ کی تصاویر سب سے پہلے کس نے بنائیں) اور روز نامہ نوائے وقت لاہور 16 جولائی 1984ء

(i) **ظہور الدین ولد شاہ دین :۔** آپ ریلوے ٹریفک اکاؤنٹ میں ہیڈ کلرک تھے۔ تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئے حفیظ سب سے بڑے بیٹے کویت کی گورنمنٹ سروس میں رہے اب واپس آ گئے ہیں فرید اور وسیم کاروبار کرتے ہیں اور پی

سی ایس آئی آر لیبارٹری نہر کے کنارے جنرل سٹور ہے۔ نفیسہ، جمیلہ، شکیلہ شادی شدہ ہیں۔ تنزیلہ صدیقہ غیر شادی شادہ ہیں۔ حفیظ الدین ولد ظہور الدین کے دو بیٹے ہیں۔ جن کے نام حمزہ اور مصطفیٰ ہیں۔ حفیظ کی زوجہ بنت ا رف قریشی ہیں۔ فرید الدین کی زوجہ بنت ناصر حمید فاروقی ہیں جبکہ نفیسہ صدیقہ زوجہ عبدالرحیم صابر قریشی اورجمیلہ ہاشمی خاندان میں بیاہی گئی ہیں۔

(ii) **سید احمد ولد شاہ دین :-** آپ میو سکول آف آرٹس کے تعلیم یافتہ تھے۔ لا ولد فوت ہوئے۔

(iii) **معین احمد صدیقی ولد شاہ دین :-** 11 فروری 1939ء کو پیدا ہوئے۔ والد کی وفات کے وقت عمر دس سال تھی۔ اس کے بعد دادا کی دکان ایم فیروز الدین اینڈ سنز پر آ گئے۔ اور اب بھی ٹولنٹن مارکیٹ لاہور میں اسی فوٹو گرافی کی دکان پر کاروبار چلا رہے ہیں۔ آپ کی موجودہ رہائش 12- عمر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ہے آپ کے تین بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے احسن نے ایم ایس سی وٹرنری سائنس میں کیا ہے عاصم لاء کے اور قاسم بھی طالب علم ہیں ایک بیٹی شمعونہ کی شادی شہاب منظور سے فروری 1993ء میں ہوئی ہے۔ دوسری بیٹی میمونہ زوجہ محمد لطیف فاروقی جو کہ قلعہ دیدار سنگھ کے رہائشی ہیں۔

(iv) **فخر الدین صدیقی ولد شاہ دین :-** وکالت پاس کرنے کے بعد آپ دس پندرہ سال سے لاہور میں پریکٹس کر رہے ہیں۔ راولپنڈی سپریم کورٹ اور اپیلنٹ ٹربونل میں بھی رہے۔ میاں نواز شریف کی قائم کردہ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں سپیشل جج فیصل آباد میں رہے۔ آپ کے مضامین عموماً اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مستقل رہائش 13 - عمر بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ہے۔ ان کے ایک بیٹا خرم اور دو بیٹیاں ہیں۔ بیٹا دنوں بیٹیوں کے درمیان میں ہے اور سب طالب علم ہیں۔ بیٹیوں کے نام آمنہ صدیقہ اور عائکہ صدیقہ ہیں۔

(3) **غلام محی الدین ولد فیروز دین:-** آپ پبلک ہیلتھ کے محکمہ میں فوٹو گرافر تھے۔ اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ فوت ہو کر آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔ آپ کے تین بیٹے حسام الدین، اکرام الدین اور معزالدین ہوئے جبکہ دوبیٹیاں ہوئیں جن میں سے رشیدہ حیات ہیں جبکہ وحیدہ فوت ہو چکی ہیں۔ آپ بھی شروع میں والد کے ساتھ دکان پر بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی اولاد کی تفصیل اس طرح ہے۔

(i) **حسام الدین:-** ایم اے سیاسیات تھے۔ پنجاب ٹرانسپورٹ اتھارٹی / بورڈ میں سیکرٹری رہے۔ خاندانی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے آپ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹوں کے نام احمد، عابد، ساجد (لاولد) خالد اور بیٹیوں میں فاخرہ اور نادرہ اب ساجد اور فاخرہ فوت ہو چکے ہیں۔

احمد کے بیٹے کا نام اشعر اور عثمان ہیں۔ جبکہ عابد کے بیٹے کا نام ساجد ہے۔

(ii) **اکرام الدین صدیقی:-** فیصل آباد میڈیکل کالج میں فوٹو گرافر تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ اور گھوڑے شاہ کے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے آپ کے دو بیٹے توقیر اور انعام چھ بیٹیاں ہیں۔

(iii) **ڈاکٹر معزالدین صدیقی:-** آپ فوج سے ملازمت چھوڑنے کے بعد ریلوے ہسپتال لاہور میں میڈیکل آفیسر ہیں۔ ساتھ ہی علامہ اقبال روڈ اور نکلسن روڈ کے سنگم پر بوہڑ والا چوک پر نفسیاتی ہسپتال کھول رکھا ہے مشہور سائیکوجسٹ ہیں آپ کی پہلی بیوی جو کہ علامہ علاؤالدین صدیقی کی بیٹی تھیں فوت ہو چکی ہیں۔

آپ کے بیٹوں کے نام وجاہت، شعیب، نوشیرواں اور جنید ہیں۔

(4) **منور الدین ولد فیروز الدین:-** آپ ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد میں ریسرچ اسسٹنٹ رہے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ دسمبر 1964ء میں فوت ہو کر آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔

(5) **علامہ علاؤ الدین صدیقی ولد فیروز الدین:-** 3 نومبر 1907ء کو پیدا ہوئے اور 27 دسمبر 1977ء کو فوت ہو کر آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور سے حاصل کی۔ ایف سی کالج سے بی اے اور

پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فارسی، ایم او ایل اور ایل ایل بی کیا۔ گورنمنٹ سیکریٹریٹ سے اپنے کیرئیر کا آغاز کیا۔ اسی دوران ہوشیار پور میں کچھ عرصہ ڈسٹرکٹ پنچایت آفیسر رہے۔ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور آل پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری رہے اور اسلامیہ کالج ریلوے روڈ پر پڑھاتے رہے۔ 1949ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ملازمت شروع کی۔ 1950ء میں علوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی اور یہ مضمون پہلی دفعہ نصاب میں شامل ہوا۔ جو علامہ صاحب کی کوششوں کا نتیجہ تھا اس شعبہ سے 1968ء تک منسلک رہے۔ 1969 سے 1973ء تک وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی رہے اس کے علاوہ 1963ء میں اسلامی مشاورتی کمیٹی کے چیئرمین بنے اور 1973ء تک یہ ذمہ داریاں ادا کرتے رہے - 1967ء میں جو پانچ مذاہب عالم کانفرنس ہوئی اس کانفرنس میں مسلمانان عالم کی طرف سے جرمنی میں نمائندگی کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا۔ اور آپ نے مسلمانوں کا موقف بھرپور انداز میں پیش کیا یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔

آپ تاعمر شعبہ تدریس کے ساتھ تبلیغ اسلام میں منہمک رہے ایک طرف آپ اپنے شاگردوں کو یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسجد شاہ چراغ جو لاہور ہائی کورٹ میں ہے جمعہ کا خطبہ دیتے رہے جسے سننے کیلئے کثیر تعداد میں اہل علم اور دیگر لوگ شامل ہوتے تھے۔ پاکستان سے باہر بھی تبلیغی دورہ کرتے رہے۔

اوائل عمری میں مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درس میں شامل ہوئے اور وہاں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ یہ مولاناؒ کے ان چند شاگردوں میں سے تھے جنہیں آپ نے دینی کام کو آگے بڑھانے کی اجازت دے رکھی تھی۔

علامہ علاؤ الدین صدیقی پر ایک ایم اے کے طالب علم نے مقالہ لکھا تھا اور ایک پروفیسر جن کی رہائش فیصل آباد میں ہے۔ پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ان کے بیٹے وجیہ الدین نعمان صدیقی جنہوں نے مندرجہ بالا حالات قلمبند کرائے ان سے بہت سے ضروری کاغذات مندرجہ بالا پروفیسر لے گئے ہیں۔ جن سے حالات زندگی پر مزید روشنی پڑ سکتی۔ آپ کی تمام لائبریری آپ کے بیٹے نے یونیورسٹی

کے حوالے کر دی ہے تاکہ طالب علم مستفیض ہو سکیں۔ آپ آرمی کے تمام کالجز بشمول سٹاف کالج کوئٹہ میں بھی لیکچر دیتے رہے۔ آپ کے یہاں چھ بیٹیوں اور ایک بیٹے کی ولادت ہوئی۔ پہلی بیٹی کی شادی ڈاکٹر ممتاز علی شوکت پروفیسر پنجاب یونیورسٹی سے ہوئی۔ 1987ء میں انتقال کر گئیں۔ دوسری بیٹی سیشن جج نصرت حسین قریشی سے ہوئی۔ تیسری بیٹی کی کی شادی ڈاکٹر معز الدین صدیقی سے ہوئی جو 1976ء میں انتقال کر گئیں۔ چوتھی بیٹی کی شادی ڈاکٹر محمد مسعود پرویز قریشی چیف سائنٹیفک آفیسر پی سی ایس آئی آر اسلام آباد سے ہوئی۔ پانچویں بیٹی کی شادی انوار الحق ڈائریکٹر ایل ڈی اے /واسا سے ہوئی چھٹی بیٹی جمشید حسین قریشی پلانٹ مینجر اپ جان UP- JOHN فارماسیوٹیکل کمپنی سے ہوئی اور راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔

وجیہ الدین نعمان انجینئر اور PITAC میں مینجر ہیں اپنے والد کی رہائش گاہ 35 مین روڈ سمن آباد پر رہائش پذیر ہیں اب اس سڑک کا نام علامہ علاؤالدین صدیقی سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ نعمان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ ترتیب اس طرح ہے۔ حسیب، نجیب، ثناء اور منیب یہ سب طالب علم ہیں۔

عزیز احمد صدیقی ولد مولوی بشیر احمد صدیقی

آپ 31 اکتوبر 1920ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ پیدائش کے بعد والدہ غلام جنت کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے اپنی پھوپھی وزیر بیگم جو کہ عبدالقادر چشتی اور عبدالباسط چشتی کی بہن تھیں ان کا دودھ پیا۔اور لڑکپن کا زمانہ مزنگ لاہور میں گزارا۔ 1937ء میں ایم بی ہائی سکول مزنگ لاہور سے میٹرک پاس کیا سند کے مطابق اس سکول میں سات سال تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کی ذہانت اور قابلیت کا اندازہ سکول کے فائنل سرٹیفکیٹ پر آپ کے اساتذہ بھگت سنگھ ، غلام رسول، ایس دتہ، منظور الہی، غلام محمد بٹ اور نیاز علی ہیڈ ماسٹر کے تاثرات سے ملتا ہے۔ 1939ء میں نیشنل کالج آف کامرس لاہور سے تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد مختلف جگہ پر ملازمت کی۔ کاغذات کے مطابق 27 دسمبر 1938ء تک پائینیر ٹائپ رائٹر کمپنی میں لاہور یا راولپنڈی میں، 1940ء تک ایر ہیڈ کوارٹر شملہ میں، پھر ریلوے کی ملازمت اختیار کی اور ستمبر 1940ء میں والٹن ٹریننگ سکول لاہور سے ٹریننگ مکمل کی جس کے بعد 8 اکتوبر 1940ء کو نئی دھلی ریلوے سٹیشن پر تعینات کئے گئے۔ بحیثیت ریلوے گارڈ انبالہ میں بھی فرائض انجام دیتے رہے۔ 24 جولائی 1947ء کو راولپنڈی ریلوے سٹیشن پر رپورٹ کی اور 23 جون 1980ء کو تقریباً" 40 سال ریلوے کی ملازمت کے بعد راولپنڈی سے ہی ریٹائر ہوئے۔

آپ کا انتقال 18 جون 1983ء بمطابق 6 رمضان المبارک ہوا اور راولپنڈ میں ڈھوک حسو کے بالمقابل قبرستان میں دفن ہوئے۔ یہ قبرستان ریلوے سٹیڈیم اور ڈھوک منگال کے درمیان سے گزرنے والی سڑک پر جو کہ کیرج فیکٹری کی طرف جاتی ہے۔ یہاں ڈھوک حسو چوک سے ذرا پہلے بائیں ہاتھ پر عین سڑک کے کنارے ایک مسجد اور مدرسہ ہے جسے نابینا حافظ شاہ زمان نے بنوایا تھا یہ واقع ہے۔ اور آپ کی قبر اس مسجد کے قبلہ کی طرف منہ کریں تو بائیں کونے سے چند گز کے فاصلہ پر ہے۔

آپ کی شادی امینہ خاتون بنت منور حسن سے راولپنڈی میں ہوئی۔ نکاح 20 مئی 1951ء کو اور رخصتی 13 جنوری 1952ء کو ہوئی جو کہ مالیر کوٹلہ ریاست کے شیخ خاندان سے

ہیں۔ آپ منصور احمد صدیقی مصنف اس کتاب کے والد گرامی تھے آپ کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔ جن کی تفصیل ترتیب وار اس طرح ہے۔

i) منصور احمد صدیقی :- پیدائش 27 اکتوبر 1953ء کو راولپنڈی میں ہوئی۔ شادی فرحانہ بنت محمود الحق صدیقی سے 8 جنوری 1982ء کو ہوئی بڑی بیٹی کا نام وجیہہ ہے جس کی تاریخ پیدائش یکم نومبر ہے۔ اس کے بعد بیٹے کا نام وہاب الرحمٰن اور اس سے چھوٹے بیٹے کا نام وقاص احمد صدیقی ہے۔ تینوں بچے طالب علم ہیں۔ سینئر مکینیکل انجینئر ہیں اور اسلام آباد میں نیشنل کنٹرکشن لیمٹڈ میں ملازم ہیں۔ رہائش انشاں کالونی کاب لائنز راولپنڈی کینٹ میں ہے۔ فرحانہ بنت محمود الحق صدیقی کے خاندانی حالات ننھیالی حصہ میں دیکھئے۔

ii) ثمینہ :- آپ کی پیدائش راولپنڈی میں ہوئی۔ سنٹرل گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کناٹ لائنز راولپنڈی سے میٹرک اعلیٰ درجہ میں کیا۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے پاس ہونے پر مبارک باد کا خط لکھا۔ گورنمنٹ کالج راولپنڈی میں داخلہ لیا۔ نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں پر بہت سے انعامات حاصل کئے۔ 2 دسمبر بروز بدھ 1970ء بمطابق 11 شوال ناصر احمد ولد محمد دین (قریشی خاندان) سے نکاح ہوا اور 3 اکتوبر 1971ء بروز اتوار بمطابق 12 شعبان رخصتی ہوئی۔ دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی صائمہ نے ایف جی کالج سے بی اے کیا اور 23 دسمبر 1995ء کو ڈاکٹر نعمان ملک بن احسان اللہ ملک سے شادی ہوئی۔ دوسری بیٹی ثمرین نے بھی اسی کالج سے بی ایس سی کیا اور 28 جنوری 1994ء کو ڈاکٹر عرفان بن میاں چراغ دین باری سے نکاح اور چند روز بعد رخصتی ہوئی ایک بیٹا دسمبر 1995ء میں متولد ہوا۔

حماد اور جواد جڑواں لڑکے 29 اگست 1978ء /13 شوال 1399ھ کو پیدا ہوئے دونوں طالب علم ہیں۔ یہ راولپنڈی میں سکونت رکھتی ہیں۔

iii) محمود احمد صدیقی :- 22 مارچ 1955ء بمطابق 6 رجب کو پیدا ہوئے۔ ایف اے تک تعلیم حاصل کی لیکن اپنی کھیلوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھ

سکے۔ اور ریلوے کیرج فیکٹری میں ملازمت اختیار کی ریلوے کی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑی ہیں اور محکمہ کی طرف سے کھیلوں کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں اس سلسلہ میں اکثر دوسرے شہروں میں جا کر کھیلتے ہیں۔ بہت سے انعام اور اسناد حاصل کر چکے ہیں۔ رجسٹرڈ ایمپائر ہیں۔ اس کے علاوہ راولپنڈی ڈسٹرکٹ کرکٹ ایسوی ایشن میں پی - آر - او بھی ہیں۔ ان کی شادی فریدہ بنت شاہ عالم سے ہوئی جو کہ سہارنپور کے سادات ہیں۔ بڑی بچی ہے جس کا نام نداء ہے اور چھوٹے بیٹے کا نام طلحہ ہے جس کی پیدائش بروز منگل 6 فروری 1990ء بمطابق 9 رجب 1410ھ کو راولپنڈی میں ہوئی۔

(iv) رخسانہ :- گورنمنٹ کالج راولپنڈی سے بی اے تک تعلیم حاصل کی اور وہاں ہاکی کی کھلاڑی رہیں۔ 8 مارچ 1981ء کو تمیز الدین ولد قمر الدین صدیقی سے نکاح ہوا اور 22 مارچ کو رخصتی ہوئی ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ بڑی بیٹی سعدیہ 12 جنوری کو عدنان 31 مارچ 1983ء اور فرحان 10 ستمبر 1986ء کو پیدا ہوا۔ افشاں کالونی راولپنڈی میں رہائش رکھتے ہیں۔

(v) شادمان مسعود صدیقی :- 24 نومبر 1964ء (14 '15 جمادی الثانی) کو پیدا ہوئے گارڈن کالج سے بی اے کیا۔ ایوان صدر میں ملازم ہیں۔ 11 ستمبر 1992ء کو شادی رابعہ بنت اسرار الحق سے راولپنڈی میں ہوئی۔ 9 اگست 1993ء بمطابق 20 صفر 1414ھ بروز پیر کو ایک بیٹے عثمان کی پیدائش ہوئی۔ اسرار الحق کا تعلق دہلی سے اور صرافہ بازار راولپنڈی میں انمول جیولرز کے نام سے کاروبار ہے۔

(vi) شبانہ :- بی اے تک ایف جی کالج راولپنڈی میں تعلیم حاصل کی۔ فلائیٹ لیفٹیننٹ افتخار محمود بن محمود الحق صدیقی سے شادی ہوئی۔ دو بیٹیاں ہیں۔ ملیحہ 10 نومبر کو لاہور میں پیدا ہوئی۔ دوسری بچی ثنیہ تین سال بعد 26 اکتوبر کو بوسٹن امریکہ میں پیدا ہوئی۔

(vii) فریحہ اور افضل مسرور صدیقی :- یہ جڑواں 30 نومبر (6 شعبان) کو پیدا ہوئے۔ فریحہ کی شادی طارق محمود ولد حامد سے 15 اپریل 1988ء کو ہوئی۔ جن کا تعلق سکھانو بدایوں سے ہے۔ فریحہ کے ایک بیٹے کا نام عماد ہے جو 29 ستمبر 1989ء (28 صفر

1410ھ) کو پیدا ہوا اور دوسرا بیٹا عبیر ہے جو 7 اپریل 1992ء بمطابق 3 شوال 1412ھ بروز منگل پیدا ہوا۔ افضل مسرور طالب علم ہیں۔

viii) ارم :- بی اے تک تعلیم گورنمنٹ ڈگری کالج راولپنڈی سے حاصل کی۔ 3 اپریل 1995ء بمطابق 2 ذیقعدہ 1415ھ کو نکاح رضوان صادق ولد محمد صادق سے ہوا اور رخصتی 7 اپریل 1995ء کو ہوئی۔ یہ خاندان حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد میں سے ہے اور گوالمنڈی راولپنڈی میں رہائش پذیر ہے۔ رضوان صادق امریکہ میں ملازم ہیں۔

تذکرہ ننھیال منصور احمد صدیقی

والدہ امینہ خاتون بنت منور حسن بشیر:- جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ اپنی والدہ صاحبہ کو تہجد گزار پایا۔ حوصلہ اور مشکل حالات کامقابلہ کرنا۔ علم وادب سے گہری دلچسپی ہے اسی وجہ سے ہمارے گھر میں علم وادب کا چرچا رہا۔ عرصہ بیس بائیس سال سے نامساعد حالات کے باوجود درس و تدریس کا کام سنبھالا ہوا ہے۔ اپنی نواسی صائمہ کے نام پر ایک چھوٹا سا گھریلو سکول کھول رکھا ہے جہاں محلّہ کے غریب بچوں کو انتہائی محنت و جانفشانی سے تعلیم دیتی ہیں بعض قدامت پرست اور استطاعت نہ رکھنے والوں کی بچیاں بھی اسی سکول کے طفیل تعلیم حاصل کر چکی ہیں۔ دراصل یہ سکول کے ساتھ ساتھ نادار بچوں کا ویلفیئر سنٹر بھی ہے۔ کمرشل ادارہ نہ ہونے کے باعث آج بھی ٹاٹ سکول ہے۔ اور سخت گرمی و سردی میں کھلے صحن میں آسمان تلے علم کی روشنی سے ریلوے کالونی اور اردگرد کے علاقے میں رہنے والے بچوں میں علم کی روشنی پھیلا رہی ہیں۔ ایک طرح یہ سکول اپنی جگہ سماجی اور علمی اکیڈمی کا بھی درجہ رکھتا ہے۔

والدہ 12 جنوری 1934ء کو مالیر کوٹلہ ریاست میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد منور حسن بشیر آپ دو تین سال ہی کی تھیں کہ وفات پا گئے۔ آپ کے دادا بشیر حسن بشیر شاعر تھے۔ اور مالیر کوٹلہ ریاست میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے ان کا تذکرہ کئی کتابوں میں آ چکا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی آپ کے دادا کچھ عرصہ ہندوستان میں مقیم رہے۔ (لاہور کا جو ذکر کیا از گوپال متل)

میں مصنف اپنے ننھیالی خاندان کے بارے میں تفصیلات آئندہ صفحات پر تحریر کر رہا ہوں۔ اور سب سے پہلے مالیر کوٹلہ ریاست اور وہاں پر آباد اور پھر ہجرت کر کے پاکستان آنے والے خاندانوں کی تفصیل درج کرتا ہوں۔

مالیر کوٹلہ ریاست

کرنل چارلس مین نے اپنی کتاب جو کہ انیسویں صدی کے آخر میں لکھی گئی میں مالیر کوٹلہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس ریاست کے شمال میں لدھیانہ اور باقی تین طرف ریاست ہائے نابھ اور پٹیالہ کے علاقے ہیں۔ رقبہ 160 مربع میل ' آبادی نوے ہزار اور سالانہ آمدنی سوا تین لاکھ روپیہ تھی۔

مالیر کوٹلہ کے نواب شیروانی پٹھانوں کی نسل میں سے ہیں۔ 1467ء میں شاہان دھلی کے اہلکار ہو کر آئے تھے۔ ان کے بزرگ شیخ صدر الدین نے سلطان بہلول لودھی کی بیٹی سے شادی کی اور جہیز میں انہیں لدھیانہ کے قریب 68 گاؤں کی جاگیر عطا ہوئی۔ شیخ صدر الدین کی پانچ پشتوں کے بعد شاہ عالمگیر نے 1657ء میں بازید خان کو نوابی کا خطاب دیا ان کے عہد میں حال کا قصبہ مالیرکوٹلہ آباد ہوا۔ اور اٹھارویں صدی میں یہ خاندان خود مختار ہو گیا جس وقت ستلج کے جنوب میں سکھوں کو عروج حاصل ہوا اس وقت یہاں کے نواب جمال خان تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں مالیر کوٹلہ کو کافی نقصان پہنچا۔ 1846ء میں ستلج کی لڑائی میں رحمت علی خان نے اپنے بیٹے دلاور خان کی سرکردگی میں سات سو سوار دیئے۔ ان خدمات کے سلسلہ میں مواضعات ہیرنا' فتح پور' اور رسول پور انگریزوں نے عطاء کئے جو ریاست مالیر کوٹلہ میں شامل ہوئے۔ 1809ء میں عطاء اللہ خان نے وفات پائی تو ان کے بڑے بھائی وزیر خان نواب ہوئے۔ اس خاندان کے آخری نواب سکندر علی خان تھے جو کہ 1871ء میں لا ولد فوت ہوئے۔ انہوں نے دلاور علی خان کے بڑے بیٹے ابراہیم علی خان کو جو عطاء اللہ خان کا پڑپوتا ہے اپنا وارث قرار دیا۔ اس خاندان کے افراد آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے اور اپنے تنازعات کمشنر انبالہ کے پاس لے جاتے۔ نئے انتظام کے تحت حدود ریاست میں نواب کو جوڈیشل اور پولیس کے اختیارات تفویض ہوئے۔

نواب ابراہیم علی خان کے تین بیٹے ہوئے۔ جن میں اسحاق علی خان 1884ء میں فوت ہوئے۔ جبکہ احمد علی خان کی ولادت 1881ء میں ہوئی اور وہ 1947ء میں فوت ہوئے۔ (شیخ بشیر حسن جو کہ میری والدہ امینہ خاتون کے دادا تھے۔ وہ نواب احمد علی خان کے پرائیویٹ

سیکرٹری تھے) تیسرے بیٹے محمد علی خان احمدی ہو گئے تھے جو کہ نواب شیروانی کوٹ کہلاتے تھے۔

نواب احمد علی خان کے بعد ان کے بیٹے افتخار علی خان نواب ہوئے۔ اور ان ہی کے عہد میں ریاست ثیں مالیر کوٹلہ تقسیم ہند کے بعد پٹیالہ اینڈ ایسٹ پنجاب اسٹیٹس یونین میں مدغم کر دی گئی اور افتخار علی خان کو ماہانہ گزارہ الاؤنس بھارت حکومت کی طرف سے دیا جانے لگا۔

مذکورہ الصدر شیخ بشیر حسن کے دادا مظفر نگر (یو پی) اور اب اتر پردیش بھارت کے ایک قصبہ بنت سے آکر مالیر کوٹلہ آباد ہوئے۔ آزادی کے بعد جب مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی اور مشرقی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کرنا شروع کیا اور مظلوم مسلمان اپنے آبائی علاقوں سے ہجرت پر مجبور ہوئے تو اس ریاست نے ان لٹے پٹے مہاجروں کو پناہ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس ریاست کی حدود میں سکھوں کو اپنے مذہبی گرو گوبندر سنگھ کی ہدایت کے بموجب اپنی کرپانیں نیام میں رکھنے کی ہدایت تھی۔ اسی وجہ سے جب مسلمان اس ریاست کی حدود میں داخل ہوتے تھے تو امن میں آ جاتے تھے۔

سکھوں کے متعلق اس تاریخی واقعہ کو ابوالا مان امرتسری نے اپنی کتاب سکھ مسلم تاریخ میں طویل بحث کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مختصراً واقعہ یہ ہے کہ سکھ گورو گوبند سنگھ کو قید کر دیا گیا تھا۔ حتی کہ ان کے بچے بھی سرہند کے دربار میں پیش کئے گئے اور وہاں ان معصوم بچوں کو بھی سزا دینے کا عندیہ دیا جانے لگا۔ تو نواب مالیر کوٹلہ نے صاف الفاظ میں کہا کہ ان بچوں کو کسی قسم کی سزا کا دیا جانا ایک غیر اسلامی فعل ہے۔ اس کے علاوہ اورنگزیب عالمگیر کے دربار میں چھٹی بھی لکھی۔ یہ واقعہ نواب شیر محمد کے عہد 1211ھ کا ہے۔ مذکورہ مصنف نے اس واقعہ پر کئی زاویوں سے تبصرہ کیا ہے اور دستاویزات کی مدد سے حوالے دیئے ہیں۔ چونکہ یہ بحث ہمارے موضوع سے خارج ہے لہٰذا مزید تحقیق کرنے والے اصل کتاب سے رجوع کرلیں۔

مندرجہ ذیل حالات شجرہ سے ملا کر پڑھیں

1 **نذیر حسن بن احمد حسن :-** آپ کی زوجہ کا نام صفیہ تھا۔ تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہوئے۔ سب سے بڑی بیٹی خدیجہ الکبری تھیں۔ جن کی شادی مولوی انیس احمد بن مولوی ادریس احمد سے ہوئی۔ مولوی انیس احمد عالم دین اور فارغ التحصیل دیوبند تھے۔ حیدر آباد کالج کے پرنسپل رہے اور لاہور میں آ کر وفات پائی۔ آپ نے انوار القرآن کے نام سے قرآن پاک کا اردو میں ترجمہ کیا جس کی ہندوستان بھر کے بڑے بڑے علماء نے تعریف کی آپ سیاست ، دین ودانش میں تمام عمر سرگرم رہے۔ اُن کے دو بیٹے نفیس احمد اور شاہد احمد اور تین بیٹیاں سلطان جہاں (جو کہ مولف کی نانی محترمہ تھیں۔) زوجہ منور حسن' دوسری بیٹی ہمایوں زوجہ ایم ڈی اظہر اور سب سے چھوٹی فرزانہ زوجہ رشید حسن سب نوت ہو چکی ہیں۔

مولوی انیس احمد کی اولاد کے مختصر حالات

(i نفیس احمد سب سے بڑے بیٹے تھے مالیر کوٹلہ سے تقسیم ہند کے بعد ہجرت کر کے گوالمنڈی راولپنڈی میں آباد ہوئے۔ بعد میں کراچی سکونت اختیار کی اور وہاں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ ان کے دو بیٹے عادل احمد سب سے بڑے اور فرید احمد ہوئے۔ عادل احمد راولپنڈی میں 1952ء میں پیدا ہوئے۔ کراچی بینک میں اعلی عہدہ پر فائز ہیں اور دستگیر سوسائٹی میں رہائش ہے۔ چار بیٹیوں میں رخشندہ زوجہ شمیل احمد لاہور' طاہرہ زوجہ سکندر رشید ساکن لاہور جودت زوجہ جاوید رشید ساکن اسلام آباد اور سب سے چھوٹی بیٹی کراچی میں مقیم ہیں۔ گوالمنڈی راولپنڈی کے جس مکان میں ان کی سکونت تھی اس میں مجھ سمیت میری ننھیال کے بہت سے بچوں کی پیدائش ہوئی اس طرح تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

(ii سلطان جہاں زوجہ منور حسن :- آپ مولف کتاب کی نانی محترمہ تھیں۔ آپ کے حالات وسیرت پر ایک الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ جوانی میں بیوگی کا دکھ سہا اور تینوں بچوں کی انتہائی حوصلہ مندی سے تعلیم وتربیت کی۔ آپ

انتہائی صابر، شفیق ، تہجد گزار، عابدہ و زاہدہ تھیں۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میرا بچپن ان کے پاس گزرا اور ابتدائی لکھنا پڑھنا انہوں نے ہی سکھایا۔ اور سکول میں داخل کرایا۔ آپ کی پیدائش 1913ء میں ہوئی اور 21 ستمبر 1977ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ گلبرگ کے قبرستان پشاور میں اپنی والدہ خدیجہ الکبریٰ کے پہلو میں دفن ہوئیں۔ آپ کے ایک بیٹے نیر حسن اور دو بیٹیاں امینہ زوجہ عزیز احمد صدیقی اور سب سے چھوٹی ثمینہ زوجہ محمود الحق صدیقی ہوئیں۔ جن کا تذکرہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

(iii **شاہد احمد** :- آپ بھی ہجرت کے بعد راولپنڈی تشریف لائے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل اور پی آئی ڈی سی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے پاکستان منرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن سے ریٹائر ہوئے۔ علمی اور ادبی شخصیت تھے۔ دین سے بہت لگاؤ تھا تاحیات گھر پر درس قرآن کراتے رہے۔ بہادر آباد کراچی میں فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے۔

آپ کی چار بیٹیاں صباحت زوجہ مصطفےٰ، نصرت زوجہ اسامہ صدیقی، وجاہت زوجہ ریحان الانبیاء اور ایک بیٹی کراچی میں ہیں۔ تین بیٹیوں کے بعد جنید احمد جنوری 1953ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے کینڈا سے پی ایچ ڈی کی اور آج کل کراچی میں فاران ہاؤسنگ سوسائٹی میں رہائش رکھتے ہیں۔ نیشنل مینجمنٹ کنسلٹنٹ کے نام سے فرم کے مالک ہیں ان کی زوجہ امینہ بنت قمر الدین ہیں اور تین بیٹے علی، اسد اور نادر ہیں اس کے بعد طاہر احمد ہیں جو انجینئر ہیں اور آدم جی انشورنس کمپنی میں مینجر ہیں۔ شادی شدہ ہیں اور کراچی میں رہائش رکھتے ہیں۔

(iv ہمایوں زوجہ ایم ڈی اظہر آپ دونوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ لاہور میں گزارا اور یہیں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ ان کی اولاد میں سب سے بڑے بیٹے ونگ کمانڈر زین الدین اختر سعودی عرب میں ملازم ہیں۔ بیٹی ثمین زوجہ طاہر، ایک بیٹی عائشہ شادی شدہ ہیں۔ سیف الدین کشور انجینئر ہیں۔ نسرین بھی شادی شدہ

ہیں سب سے چھوٹے بیٹے کا نام شاہین ہے جبکہ ایک بھائی عین الدین ارشد فوت ہو چکے ہیں۔

v) **فرزانہ زوجہ رشید حسن** ۔ اپنے بڑے بیٹے کے پاس رہائش رکھتی تھیں اور مئی 1995ء میں وفات پائی۔ اولاد میں سب سے بڑے جاوید رشید اس کے بعد بیٹی نویدہ پھر سکندر رشید اور امجد رشید شامل ہیں۔ جاوید رشید این ڈی ایف سی اسلام آباد میں **مینجر** ہیں۔ سکندر یونائیٹڈ بنک لاہور میں اور امجد سعودی عرب میں ملازم ہیں۔ نویدہ شادی شدہ ہیں اور ملتان میں سکونت رکھتی ہیں۔

مولوی انیس احمد جن کا ذکر ہوا ہے کے والد کا نام خان بہادر ادریس احمد تھا۔ ادریس احمد کے گیارہ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہوئیں۔ ترتیب اس طرح ہے۔ انیس احمد، عقیل احمد، سعید احمد جلیس احمد، رئیس احمد، سلیس احمد، رشید احمد، عارف احمد، بلقیس خدیجہ، ہاجرہ، زہرہ، قیصرہ (زوجہ زاہد حسین)، شائستہ، صالحہ، خجستہ، ملکہ (زوجہ تنویر حسن بشیر)

نذیر حسن ابن احمد حسن کی دوسری بیٹی کا نام قریشہ تھا۔ آپ کی شادی حسن احمد جان سے ہوئی۔ جن سے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں۔ بڑے ظفر احمد جان فوت ہو چکے ہیں۔ دوسرے بیٹے خضر احمد جان ہوئے۔ جو اپنی نام کی مناسبت سے واقعی خضر تھے۔ اعلی عادات و فضائل کے مالک تھے انتہائی ہمدرد شفیق اور ملنسار تھے۔ ایوان صدر سے ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن ریٹائر ہوئے اور 24 دسمبر 1994ء کو فوت ہو کر اسلام آباد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ خضر احمد جان کی شادی حورا بنت مفتاح الدین ظفر سے ہوئی جن سے ایک بیٹے طارق احمد جان جو انجینئر ہیں ہوئے۔ دو بیٹیاں ہیں ڈاکٹر فریحہ زوجہ خرم اور ایک بیٹی تعلیم حاصل کر رہی ہیں یہ خاندان اسلام آباد میں مقیم ہے۔

تیسرے بیٹے عمر احمد جان ہوئے۔ جوانی ہی میں وفات پا گئے ان کی شادی حمیرا بنت مفتاح الدین ظفر سے ہوئی ان کے چار بیٹے ہیں سب سے بڑے عامر احمد جان، ڈاکٹر عاطف احمد جان اور عاصم مئی 1995ء میں جوانی میں فوت ہو گئے۔

حسن احمد جان کی بڑی بیٹی شمسہ زوجہ نفیس احمد فوت ہو چکی ہیں۔ جبکہ دوسری بیٹی عذرا زوجہ شان احمد لاہور میں مقیم ہیں ان کے سب سے بڑے بیٹے بلال احمد پولی ٹیکنک گجرات میں انسٹرکٹر ہیں۔ دوسرے بیٹے ڈاکٹر معاذ احمد ہیں۔ پھر ایک بیٹی شگفتہ شادی شادہ ہیں ان کے ایک بیٹے جوانی میں فوت ہو چکے ہیں۔

حسن احمد جان کی اولاد نے بھی مالیر کوٹلہ سے آ کر راولپنڈی میں سکونت اختیار کی اور آج کل اسلام آباد میں آباد ہیں حسن احمد جان کے بھائی محمود احمد جان ہوئے۔ یہ خاندان، اصلاً عرب ہے اور خضر احمد جان نے جو شجرہ مجھے دیا اس کے مطابق 26 پشت قبل تک کا شجرہ موجود ہے جو ابو المعارف جہان المصری الصدقی یمنی پر منتہاء ہوتا ہے شجرہ اس طرح ہے خضر احمد جان بن حسن احمد بن احمد جان بن محمد اسحق (جنکی شادی گنگوہ میں دختر علی بخش سے ہوئی) بن پیر محمد عرف پیر بخش (کی شادی بنت ضلع مظفر نگر میں غلام شرف کی دختر سے ہوئی) بن محمد انور بن محمد احمد معروف بہ شیخ احمد سامانوی بن محمد حیدر سامانوی (گاؤں نزد سرہند) بن محمد مکرم سرہندی بن محمد اعظم سرہندی بن محمد اکرام سرہندی بن محمد باقر بن محمد ناظر بن محمد قاسم بن محسن بن زاہد بن ابوالحسن ہندی المعروف بہ ابوطبیب بن عبدالمالک بن ابوالقاسم بن عبدالرحمٰن معروف بہ ابوسعید بن احمد ابو الحسن بن یونس بن عبدالعلی بن موسیٰ بن میسرہ بن حفص بن ابوالمعارف جہان المصری الصدقی یمنی۔

مذکورہ حسن احمد جان کے بھائی محمود جان کے دو بیٹوں فاروق احمد اور صغیر احمد کے نام معلوم ہوئے۔

نذیر حسن بن احمد حسن کی تیسری بیٹی حفیظہ ہوئیں۔ ان کی شادی ریاض الانبیاد سے ہوئی - اب دونوں فوت ہو چکے ہیں ان کے دو بیٹے ڈاکٹر امتیاز الانبیاء' نور الانبیاء اور بیٹی ڈاکٹر کوثر اظہار جبد، آبا میں سکو: کھتے - ایک بیٹے ریحان الانبیاء انجینئر ہیں اور کراچی میں رہائش رکھتے ہیں۔

نذیر حسن بن احمد حسن کی اولاد میں ایک بیٹے ظاہر حسن ہوئے جن کی شادی سعیدہ بنت شیخ بشیر حسن سے ہوئی۔ ظاہر حسن جوانی میں ہی فوت ہو گئے ان کے تین بیٹے فیاض' فرخ حسن اور مبشر ہوئے۔ فرخ حسن سے اولاد چلی۔ جن کی شادی محمودہ بیگم سے ہوئی اور ان کے صلب سے ونگ کمانڈر مشہود فرخ ہوئے جو کہ صدر ضیاء الحق کے طیارے کے پائلٹ تھے اور ان کے ہمراہ بہاولپور کے نزدیک فضائی حادثہ میں شہید ہوئے اور میت کو دادی کے پہلو میں ماڈل ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ فرخ حسن کے دوسرے بیٹے ونگ کمانڈر نعمان فرخ اور تیسرے بیٹے سلمان فرخ اور چوتھے میجر عدنان فرخ ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی منزہ زوجہ سکندر مسعود آصف پشاور میں مقیم ہیں اور دوسری بیٹی کی شادی بابے والے میں ہوئی ہے۔

منظور حسن بن نذیر حسن لا ولد ہوئے جبکہ مظہر حسن بن نذیر حسن مشہور قانون دان ہیں اور ان کی لکھی ہوئی کتابیں پاکستان میں قانون کے کورس میں شامل ہیں۔ نام کے ساتھ نظامی کا اضافہ کرتے ہیں۔

(2) **شیخ بشیر حسن بن احمد حسن** :۔ آپ مالیر کوٹلہ ریاست میں اہم عہدہ پر فائز تھے تقسیم ہند کے کچھ عرصہ بعد پاکستان آئے اور سکھر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے آپ کی پہلی شادی فاطمہ سے ہوئی۔ (ان ہی فاطمہ کی ایک بہن کا نام حشی تھا جو کہ زاہد حسن گورنر سٹیٹ بنک کی والدہ تھیں) ان کے بطن سے ایک بیٹے منور حسن اور بیٹی سعیدہ متولد ہوئے۔

منور حسن کی شادی سلطان جہاں بنت مولوی انیس احمد سے ہوئی جن کے ایک بیٹے نیر حسن بشیر اور دو بیٹیاں امینہ زوجہ عزیز احمد صدیقی اور ثمینہ زوجہ محمود الحق صدیقی ہوئیں۔ منور حسن جوانی میں فوت ہو کر مالیر کوٹلہ میں دفن ہوئے۔

(i) **نیر حسین بشیر:۔** آپ کی پیدائش یکم اپریل 1933ء کو مالیر کوٹلہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد راولپنڈی میں سکونت اختیار کی اور گارڈن کالج راولپنڈی سے تعلیم حاصل کی پھر اعلیٰ عہدوں پر انٹر سروسز انٹیلی جنس میں خدمات انجام دیتے رہے اور وہاں سے ریٹائر ہو کر اسلام آباد میں اپنے مکان میں رہائش رکھتے ہیں۔ آپ کی شادی آصف بنت شیخ احسان الحق سے ہوئی جن کے صلب سے ایک بیٹے بشارت حسن جو پی ایچ ڈی ہیں اور سی ڈی اے میں انجینئر ہیں ان کے ایک بیٹا اسد اور ایک بیٹی ہے۔

دوسرے نمبر پر بیٹی عظمیٰ ہیں جن کی شادی ڈاکٹر معیز الدین سے ہوئی اور کراچی میں مقیم ہیں جبکہ تیسرے نمبر پر بیٹی ڈاکٹر لبنیٰ ہیں۔

(ii) **امینہ بنت منور حسن:۔** زوجہ عزیز احمد صدیقی ان کا تذکرہ شروع میں آ چکا ہے۔

(iii) **ثمینہ بنت منور حسن:۔** زوجہ محمود الحق صدیقی آپ منصور احمد صدیقی مؤلف کتاب کی خالہ اور خوش دامن ہیں۔ بچپن میں نے اپنی نانی محترمہ اور ماموں نیر حسن کے ساتھ آپ کے پاس گزارا بلکہ سکول میں اول داخلہ بھی آپ نے ہی کرایا تھا۔

آپ کی پیدائش 1935ء میں مالیر کوٹلہ میں ہوئی اور والد منور حسن پیدائش سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔ راولپنڈی میں اپنی والدہ کے ہمراہ گوالمنڈی میں رہائش اختیار کی اور یہاں آپ کی شادی محمود الحق صدیقی سے ہوئی آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں سب سے بڑے بیٹے فلائٹ **لیفٹیننٹ** افتخار محمود جو ایرونائیکل انجینئر ہیں آج کل بوسٹن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن سے میری ہمشیرہ شبانہ کی شادی ہوئی اور تذکرہ پہلے آ چکا ہے۔

دوسرے نمبر پر فرحانہ ہیں جو میری اہلیہ ہیں اور ان کا ذکر بھی پہلے ہو چکا ہے تیسرے نمبر پر وقار محمود انجینئر ہیں اور آج کل اٹلانٹا میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں چوتھے اور پانچویں نمبر پر کامران محمود اور عمران محمود ہیں جو طالب علم ہیں۔

محمود الحق صدیقی :- بن احسان الحق کے دادا سراج الحق کا تعلق گنگوہ سے تھا اور وہیں انتقال ہوا جبکہ والد احسان الحق گنگوہ سے ملازمت کے سلسلہ میں مختلف جگہوں پر تعینات رہے زیادہ عرصہ گنجنک کینال رڑکی میں تعیناتی رہی آپ محمود الحق صدیقی والد کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کے ہمراہ جبکہ وہ سیکرٹری میونسپل کمیٹی نگینہ رہے اور پھر بنت آئے۔ یہاں سے والد کو رام پور میں محمد ابراہیم جو کہ بعد میں منسٹر ہوئے کے توسط سے چیف منسٹر رام پور نے بلوایا یہاں ان کی ملاقات خواجہ احمد بزرگ سے ہوئی اور رام پور میں سکونت اختیار کی۔ ستمبر 1942ء میں رام پور سے فیروز پور تشریف لے آئے آپ کے والد احسان الحق نے مئی 1940ء کو رام پور میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے قیام پاکستان کے بعد 17 اگست 1947ء کو آخری ٹرین میں بہاولنگر پہنچے سیالکوٹ مرے کالج سے ایف اے اور بی کام 1949ء میں لاہور سے کیا۔

یہ خاندان بھی عربی النسل ہے اور ہمدان سے ہوتا ہوا مغلیہ دور میں آکر گنگوہ میں آباد ہوا ۔ مکمل شجرہ موجود نہیں ہے شائد ان کے خاندان کے کسی فرد کے پاس ہو۔

شیخ احسان الحق کی اولاد اس طرح ہے پہلی بیوی سے قدسیہ زوجہ محمد میاں جن کے بیٹے نسیم احمد ہیں۔ دوسری بیوی سے مقبول الحق صدیقی ، محمود الحق صدیقی' امتہ المنان زوجہ شیخ غیور احمد ساکن لاہور' رشیدہ زوجہ خورشید عالم مرحوم و نکاح ثانی عبدالرؤف ساکن فیصل آباد' آصف زوجہ نیر حسن بشیر ساکن اسلام آباد' ثریا زوجہ سلیم اختر عباسی حال مقیم کوئٹہ۔

شیخ احسان الحق ننھیالی شجرہ میں دیے گئے محمود حسن کی بیٹی کی اولاد میں سے ہیں جو کہ احمد حسن کی ہمشیرہ تھیں۔

شیخ بشیر حسن کی بیٹی سعیدہ زوجہ ظاہر حسن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے جبکہ شیخ بشیر حسن کی دوسری شادی خاقانی بنت زین العباء سے ہوئی جن کے بطن سے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

(i) شبیر حسن بن شیخ بشیر حسن :- آپ کی شادی مشاہدہ بنت ابو الفرح سے ہوئی آپ کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹے ہوئے ترتیب اس طرح ہے تبشیر حسن محکمہ پوسٹ آفس میں افسر ہیں، شگوفہ زوجہ ابو المعارج ہاشمی جو بنک میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں کراچی میں مستقل رہائش ہے آویزہ زوجہ صفی الدین نظر، صفی کالج میں لیکچرار ہیں تیسری بیٹی ڈاکٹر شامہ ہیں۔ یہ بھی کراچی میں رہائش رکھتی ہیں۔ شبیر حسن ریلوے میں اعلیٰ عہدہ پر ریٹائر ہو کر کراچی میں مستقل رہائش رکھتے ہیں۔

(ii) تنویر حسن بن بشیر حسن :- مالیر کوٹلہ سے ہجرت کے بعد آپ نے ایک طویل عرصہ تک فوج کی انجینئرنگ سروسز میں خدمات انجام دیں اور وہاں کرنل کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر گلشن اقبال کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی آئل اینڈ گیس کے علاوہ نیشنل کنسٹرکشن کمپنی میں پاکستان کے علاوہ بیرون ملک بھی خدمات انجام دیں آپ کی شادی ملکہ بنت خان بہادر ادریس سے ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے ڈاکٹر سعد نیورو سرجن ہیں اور برطانیہ میں ملازمت کر رہے ہیں دوسرے بیٹے طارق بھی برطانیہ میں ہیں دونوں بیٹے شادی شدہ ہیں۔

ان دونوں میاں بیوی کے مزاج میں دوسروں کیلئے ہمدردی، محبت اور اخلاص کی اتنی زیادہ یکسانیت ہے کہ آج کے دور میں قابل تقلید اور مثالی ہے۔ اس کے علاوہ دین و علم سے شغف رکھتے ہیں۔

(iii) صبیحہ بنت بشیر حسن :- آپ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی ہیں شادی ریاض الرحمٰن شریف سے ہوئی اور مستقل رہائش ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہے۔ ریاض الرحمٰن شریف انجینئر ہیں اور واپڈا کے محکمہ اریگیشن سے ریٹائر ہوئے ہیں اور ہارون آباد میں اپنی آبائی زمین پر کالونی آگنائز کر رہے ہیں۔ آپ کے والد خان بہادر فضل الرحمن شریف بھی محکمہ اریگیشن میں انجینئر تھے اور امرتسر میں محلّہ شریف پورہ ان کے نام سے موسوم اور مشہور تھا۔

تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں ایاز الرحمٰن شریف الیکٹریکل انجینئر ہیں۔ زبدہ زوجہ نبیل احمد ہیں ان کے بعد ڈاکٹر غیاث الرحمٰن ہیں اور سب سے چھوٹے معاذ الرحمٰن ہیں (خان بہادر فضل الرحمٰن کی زوجہ کا نام رومانی بنت زین العباء تھا۔)

میں نے اپنے ننھیالی خاندان کا مختصر خاکہ پیش کر دیا ہے۔ اور اب دلچسپی کیلئے اس برادری کے شائع شدہ رسالہ "پیام اتحاد" مارچ 1927ء سے اس انجمن کے باقاعدہ عہدیداروں کی تفصیل درج کی جاتی ہے اس سے اس برادری کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ عہدیداران اکثر فوت ہو چکے ہیں اور ان کی اولادیں ہجرت کے بعد پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں۔

صدر:- زین العباء ایم اے' ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جبن آباد لکھنؤ

نائب صدر:- شیخ منظور الحق رئیس باہیوالا چک 110 ڈاکخانہ جھمرہ ضلع لائل پور

نائب صدر:- شیخ احسان الحق پنشنر ڈپٹی ٹریفک **مینجر** نہر گنگ رڑکی

جنرل سیکرٹری:- شیخ فضل الرحمن شریف ایس ڈی او میکلوڈ گنج

جائنٹ سیکرٹری:- حافظ منظر حسن بنگلہ نمبر 128 فیروز پور چھاؤنی

اسسٹنٹ:- بابو عبدالقدوس بستی اڑانوالی فیروز پور چھاؤنی

اسسٹنٹ:- منشی مصباح الحق وکیل سر شتر سوائی مادھوپور ریاست جے پور

مشیر مال:- خان صاحب مولوی ادریس احمد بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شہر بریلی

مشیر تعلیم:- پروفیسر زبید احمد ایم اے نمبر 152 کٹڑہ الہ آباد

مینجر رسالہ:- مولوی مرتاض حسین اور شیخ محمود حسن' احمد منزل مظفر نگر (یو پی)

مقامی کمیٹیوں کے سیکرٹری اور ان کے پتہ

امر تسر:- بابو محمد فضل قدیر شریف لاج کٹڑہ مہاسنگھ

فیروز پور چھاؤنی:- بابو شریف' شریف حسن بنگلہ نمبر 128 فیروز پور چھاؤنی

لدھیانہ:- شیخ محمد اسحٰق گنگوہ ہاؤس نیا محلہ لدھیانہ

مالیر کوٹلہ:- ماسٹر عبدالرؤف محلہ شیخاں مالیر کوٹلہ

فرید کوٹ:- شیخ عزیز احمد' عزیز منزل

بیکانیر:- شیخ نثار احمد وکیل' آزاد منزل

سہارنپور:- شیخ محمد ذکی' آزاد منزل

مظفر نگر:- شیخ محمد متین احمد منزل

بریلی:- بابو عبدالقدیر محلہ بھوڑ

میرٹھ:- منشی نواز احمد' محلہ نوگزہ

ڈیرہ دون:- منشی عبدالرشید وکیل

جے پور:- ڈاکٹر آغا حسن نالہ نگراں

وغیرہ وغیرہ

تذکرہ مدرسہ ابوالحسن تربتی اور
شیخ حامد قاریؒ و حضرت خواجہ خاوند محمودؒ

مدرسہ ابوالحسن تربتی

نقوش لاہور نمبر کے مطابق یہ لاہور کا مشہور مدرسہ تھا اور سب سے خوبصورت امیر گزر مغلپورہ میں واقع تھا۔ نواب ابوالحسن خان دور جہانگیری کا امیر کبیر تھا۔ وہ وزارت عظمی کے عہدہ پر فائز ہوا اس کا لڑکا ظفر خان احسن کشمیر کا گورنر تھا۔ اس نے کئی حویلیاں، محل، باغ اور دیگر عمارتیں بنوائیں جب 1051ھ/1641ء میں فوت ہوا تو اس کی وصیت کے بموجب اسے ایک وسیع باغ میں دفن کیا گیا نواب کی بیوہ مخدومہ جہاں نے اپنی خاوند کی یاد گار میں یہ مدرسہ جاری کیا اور ایک ہزار حافظ اس کام کیلئے مقرر کئے کہ وہ باری باری اس کے خاوند کے مزار پر قرآن کریم پڑھیں۔ اس مدرسہ کے معلمین میں سب سے نمایاں نام شیخ حامد قاری کا ہے جو ایک مدت تک اس کے صدر مدرس اور مہتمم رہے۔ قاری حامد نہایت فصیح البیان واعظ اور فاضل اجل تھے۔ دور دور سے لوگ آپ کے یہاں استفادہ کی غرض سے آیا کرتے آپ کی وفات کے بعد حافظ رحمت اللہ اس مدرسہ کے پرنسپل مقرر ہوئے سکھا شاہی کے دور غارت گری میں ایک میگزین کا کام دینے لگا۔

مدرسہ کے موجودہ حالات:-

ویٹ مین روڈ مغلپورہ لاہور پر واقع ہے۔ لوکو ورکشاپ میں آجانے کی وجہ سے غیر آباد ہے ویٹ مین روڈ سے ایک راستہ جو آہنی جنگلہ سے ڈھکا ہوا ہے اور علی مردان خان کے مقبرہ کی طرف جاتا ہے اس میں دائیں طرف علی مردان خان کا مقبرہ اور بائیں ہاتھ یہ مدرسہ ہے۔ (ویٹ مین روڈ ریلوے کیرج شاپ اور سنگھ پورہ موڑ جہاں میاں معراج الدین ممبر اسمبلی کی کوٹھی ہے کے درمیان واقع ہے) ویٹ مین روڈ پر ہی آہنی دروازہ ہے جو ریلوے اپرنٹس ٹریننگ سنٹر کے بالمقابل ہے۔ اس مدرسہ کے باہر بھی آہنی گیٹ ہے جس کی چابی موجودہ متولی سعید الدین صدیقی کے پاس ہے۔

مدرسہ میں داخل ہوں تو چاروں طرف خوب سبزہ ہے بے شمار درخت اور پھولوں کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ قدیم مسجد اب بھی موجود ہے اس احاطہ کے عین وسط میں ایک چبوترہ پر کئی قبریں ہیں جن میں قاری حامدؒ کی قبر کے داہنے ہاتھ حافظ جان محمدؒ اور پائنتی کی طرف جمال الدین صدیقی، چبوترے سے متصل حافظ رحمت اللہ، محمد بخش صحاف اور بہت سی دیگر قبریں ہیں جن کی

تفصیل علیحدہ دی گئی ہے کنواں اب بھی موجود ہے قدیم برگد کا درخت ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ 500 سال قدیم ہے یہاں مزارات اور اس جگہ کے بارے میں طرح طرح کی روایات مشہو. ہیں۔ اور کئی پر اسرار کہانیاں مشہور ہیں ان سب کی تفصیل ہفت روزہ تصویر پاکستان کی یکم اکتوبر 1993ء کی اشاعت میں بیان کی گئی ہیں جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان مزارات پر صبح صبح سانپ مزارت پر حاضری دیتے ہیں اور ایک کالے رنگ کا اژدھا بھی پایا جاتا ہے جس کی لمبائی تقریباً 25 فٹ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ مضمون محسن جعفر نے تحریر کیا ہے اور اس میں قدیم برگد کی تصاویر اور مسجد و کنواں وغیرہ کی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ اس مضمون میں علامہ علاؤالدین صدیقی کو قاری حامدؒ کی اولاد میں سے بتایا گیا ہے جبکہ قاری حامدؒ لاولد تھے۔ اس مدرسہ کے اخراجات کیلئے محمد شاہ بادشاہ نے 50 بیگھہ زمین مزروعہ وقت کی ہوئی تھی اور ان کے بعد جو بھی حاکم آتا رہا اس معافی کو بحال رکھتا رہا سکھوں کے عہد میں یہ معافی ضبط ہوئی۔ اس میں قائم مسجد 1114ھ یا 1141ھ میں تعمیر ہوئی۔

شیخ حامد قاریؒ

اپ کی ولادت بعہد عالمگیر 1071ھ / 1660ء میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام حسن، علوم ظاہر و باطنی زہد و تقوی میں بے مثال تھے۔ اولیائے لاہور کے مطابق 1782ء میں آپ جہاں درس دیا کرتے تھے مسجد بنوائی جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کے ملفوظات اور رسالہ حرمت حقہ ہے (اس کا قلمی نسخہ وزیرالحسن عابدی ریڈر شعبہ فارسی پنجاب کے ذاتی کتب خانہ میں ہے) یہ سلسلہ سہروردی کے بزرگ تھے۔ شجرہ اس طرح بیان ہوتا ہے۔ مولوی تیمور لاہوری، شیخ عبدالکریم، مخدوم طیب، مخدوم برہان، مخدوم چنن، شیخ میلون، حسام الدین متقی، شیخ صدر الدین، شیخ بہاؤالدین ذکریا، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ محمد شاہ رنگیلا، کے عہد میں آپ کا فتوی لاہور میں چلتا تھا۔ بہت ناموری اور شہرت حاصل کی۔ وفات بعمر 95ء برس 1166ھ میں بعہد خان بہادر ناظم لاہور ہوئی۔ ایک زمانے میں آپ کی رہائش مزار حضرت علی ہجویری کے متصل رہی اور وہاں ہی حضرت شاہ محمد غوث جن کا نسب ستردیں پشت میں شاہ عبدالقادر جیلانیؒ سے مل جاتا ہے رسالہ غوثیہ میں اپنے لاہور آنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "پھر حضرت کے ارشاد غیبی کے مطابق آپ شیخ حامد پاس پہنچے جو مزار حضرت علی ہجویری کے متصل رہا کرتے تھے اور لاہور کے خدا رسیدہ بزرگ تھے"

کتابیات :- اولیائے لاہور، مدینہ اولیاء، تحقیقات چشتی، نقوش لاہور نمبر، حدیقتہ اولیاء میں آپ کی وفات 1655ء تحریر کی گئی ہے جو کہ شاہجہان کا عہد تھا۔ (مخدومہ بیگم و نواب ابوالحسن خان

کے سلسلہ میں دیکھئے تفصیلات نقوش لاہور نمبر صفحہ 291 تا 296)

حضرت خواجہ خاوند محمود حضرت ایشانؒ

971ھ/1563ء میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ بڑے بزرگ عابد، متقی اور زاہد تھے سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق تھا اپنے وقت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مدرسہ سلطانی میں تعلیم حاصل کی۔ علماء میں آپ کا فتویٰ منظور تھا۔ بادشاہ بخارا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ 12 برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا دو سال سمرقند میں رہے وہاں کے حاکم شاہ مرزا نے آپ کی بیعت کی وہاں سے ہرات، قندہار ہوتے ہوئے کابل آئے۔ حاکم کابل استقبال کیلئے 2 فرسنگ تک باہر آیا۔ اور اعزاز و اکرام کے ساتھ ٹھہرایا۔ دو سال وہاں رہنے کے بعد کشمیر روانہ ہوئے۔ وہاں ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور درس و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

کشمیر کے شیعہ آپ کے دشمن ہو گئے۔ رود کوثر کے مطابق ہندوستان میں شیعہ سنی مناقشات کے بانی آپ تھے جو شیخ سرہندی کے ہم عصر تھے۔ جب آپ کشمیر تشریف لائے تو شیعہ سنی سوال زوروں پر تھا دربار دہلی کی طرف سے نواب خان والی کشمیر تھا وہاں یہی جھگڑا ہوا تو قاضی نے اہل تشیع کو سزا دہی میں توقف کیا۔ اس سے اہل سنت ناراض ہو گئے اور آپ کی سرکردگی میں شہر چھوڑ کر ہفت چنار آ گئے ناظم صوبہ انہیں آ کر منا کر لے گئے ساتھ ہی شیعوں کے خلاف کارروائی بھی کی لیکن ساتھ ہی دربار شاہی میں شکایت بھی کر دی چنانچہ دربار بلائے گئے اور ان کے متعلق فیصلہ ہوا کہ شاہی لشکر کے ساتھ رہیں اور کشمیر واپس نہ جائیں اس کے بعد آپ مختلف مقامات پر لشکر شاہی کے ساتھ رہے اور 5 نومبر 1642ء / 1052ھ کو لاہور میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے جی ٹی روڈ لاہور میں بیگم پورہ کے متصل، یتیم خانہ دارالفرقان اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے متصل آپ کا مزار ہے۔

تذکرہ حضرت ایشانؒ میں آپ کے بیٹے خواجہ معین الدین نقشبندی کی کتب، کنز السعادت، مراۃ طیبہ، المرفقتہ القلوب سے حوالے دیئے گئے ہیں جبکہ دیگر تفصیلات اس طرح بیان کی گئی ہیں رسالہ محمودیہ آپ نے 1052ھ میں تحریک کیا اور اس کا ضمیمہ خواجہ محمد بن خواجہ وفائی نقشبندی نے 1126ھ میں تحریر کیا۔ لکھتے ہیں کہ آپ اعلیٰ درجے کے مبلغ و مناصر تھے شیعہ سے کامیاب مباحثے اور مناظرے کئے اور غالب رہے رد شیعت پر ایک رسالہ بھی تحریر کیا۔ خطاط بھی تھے اور کشف المحجوب اپنے ہاتھ سے لکھی جو غیر مصدقہ اطلاع کے مطابق دارالعلوم دیوبند میں ہے آپ نے چند قرآن پاک بھی نقل کئے۔ ایک قلمی نسخہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے خاندان میں موجود ہے۔

آپ کے چھ فرزند اور پانچ لڑکیاں ہوئیں۔

(1) خواجہ تاج الدین (2) خواجہ خاوند احمد آپ نے ماوراء النہر میں وفات پائی۔ (3) خواجہ محمد خاوند دکنی (4) خواجہ خاوند معین الدین آپ شیخ عبدالحق محدث دھلوی کے شاگرد تھے کشمیر میں رہے فتاوی نقشبندیہ کنز السعادت' کتاب رضوانی' مراۃ طیبہ/مقامات محمودیہ' مراۃ القلوب' سید خیر البشر' تفسیر بہ نام تشریح القرآن' المرفقتہ القلوب مشہور تصانیف ہیں (5) خواجہ خاوند قاسم (6) خواجہ بہاؤالدین

آپ کی اولاد میں سے خواجہ کمال الدین کشمیر میں گزرے ہیں جو کہ عالم با عمل اور اپنے آباء کی طرح رد رافضیت میں منفرد تھے آپ کو 1188ھ میں شہید کیا گیا اور مزار سری نگر کشمیر میں ہے۔ (خواجہ کمال الدین بن نور الدین بن نظام الدین بن شرف الدین بن معین الدین بن خواجہ خاوند محمود")

تذکرہ حضرت ایشاں میں خاندان صدیقی کے بارے میں تقریبا" وہی باتیں تحریر ہیں جو تحقیقات چشتی' تاریخ لاہور' و تاریخ العلماء وغیرہ میں درج ہیں۔ (صفحہ 48' 87 اور 111)

آپ خواجہ اسحاق کے مرید و خلیفہ تھے جو مخدوم اعظم خواجگی احمد کاشانی بن جلال الدین کے بیٹے اور دوست محمد کاشانی بن شیخ برہان الدین قلیچ کی اولاد میں سے اور نسبا" صدیقی تھے۔ حضرت خواجہ اسحاق ولی نے 1007ھ میں انتقال کیا اور مزار سمرقند میں ہے آپ کے حالات پر دو کتابیں ضیاء القلوب جو کہ محمد عوض متوفی 1027 ھ اور مقامات شیخ اسحاق دریافت ہو چکی ہیں۔ (صفحہ 53 اور صفحہ 60 تذکرہ حضرت ایشاں از اخلاق احمد)

مولوی نور احمد چشتی:-

پیدائش 1244ھ/1829ء کو ہوئی۔ والد کا نام مولوی احمد بخش یکدل تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ راجگان کے بیٹوں کو تعلیم دیتے رہے۔ پھر 1849ء میں ہندوستان کے انگریزوں کو اردو اور فارسی کی تعلیم دینی شروع کی آپ کی والدہ محمد بخش صحاف کی بیٹی تھیں کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں تحقیقات چشتی' یادگار چشتی کے اردو ترجمہ ہو چکے ہیں۔ چونکہ مولوی نور احمد چشتی کے خاندان کا تقریبا" ڈیڑھ صدی سے صدیقی خاندان کے ساتھ رشتوں کا لین دین ہے اس لئے یاد گار چشتی کے اردو مقدمہ کے ساتھ چشتی خاندان اور صدیقی خاندان کے شجرہ شائع کئے گئے ہیں۔

آپ کے بزرگ مولوی محمد عاقل ہمایوں کے ہمراہ ایران سے ہندوستان آئے اور مدت تک دکن میں بعہدہ ہائے جلیلہ پر سرفراز رہے۔ 1054ء میں مولانا عاقل کے صاحبزادہ مولوی عنایت

اللہ اور مولوی نظام ایران چلے گئے اور وہاں اولاد شاہ طماسپ کی اتالیقی کی خدمات انجام دیتے رہے نادر شاہ کے عہد میں مولوی ضیاء الحق و بہاء الحق خلف مولوی عنایت اللہ دوبارہ ہندوستان تشریف لائے اس وقت مولوی نظام الدین ان کے ہمراہ تھے یہ خاندان اپنی علمی فضیلت کی وجہ سے مشہور ہے اور اپنے علم کی وجہ سے ہمیشہ سرفراز رہا آپ کے والد احمد بخش یکدل کو دیوان دینا ناتھ سرکار میں خصوصیت حاصل تھی اور دیوان امرناتھ کے اتالیق مقرر ہوئے۔ 1279ھ میں وفات پائی نور احمد جب چھ سال کے تھے کہ ان کی والدہ وفات پا گئیں۔

کتابوں میں تحفہ چشتیہ' یاد گار چشتی' (یہ کتاب مطبع کرانیکل میں طبع ہو کر لندن اور فرانس بھیجی گئی) عجائبات چشتی' خیالات دانش' اور تحقیقات چشتی 1864ء میں لکھی گئی۔ تاریخ وفات 1284ء/1868ء بتائی جاتی ہے - آپ کی کتاب یاد گار چشتی کا ترجمہ مجلس ترقی ادب سے شائع ہوا ہے اس میں گوہر نوشاہی نے شجرہ جات دودھیال و ننھیال دیے ہیں اور دیگر تفصیلات خاندان بھی دی ہیں۔

(i) مولوی احمد بخش یکدل کے بیٹے اور بیٹیوں کی تفصیل جو یاد گار چشتی کے شجرہ میں شائع کی گئی ہے اس طرح ہے۔ فاطمہ بی بی' عطاء الحق' عطاء حسین' غلام محی الدین' محمد علی' فضل بخش' امتہ الزہرا' امتہ البتول' نور احمد چشتی' دختر' زیب النساء زوجہ سراج الدین صدیقی' اقبال النساء زوجہ ثانی امیر بخش صحاف' محمود علی' محرم علی (رفیق ہند اخبار جاری کیا) اور نور النساء

(ii) نوائے وقت 12 مارچ 1994ء کو عبداللہ ملک نے اپنے مضمون حدیث دل میں لکھا ہے کہ مولوی احمد بخش یکدل اور مولوی نور احمد چشتی کو چہ چابک سواراں لاہور میں رہائش رکھی۔

(iii) نوائے وقت 18 فروری 1994ء کو ایک مضمون آہ ڈاکٹر محمد اجمل شائع ہوا اس مضمون سے مختصر تعارف ڈاکٹر محمد اجمل اس طرح ہے۔ ایم اے نفسیات' کے بعد درس و تدریس کا شعبہ اختیار کیا طالب علمی کے زمانہ میں ان کی نظم مولانا ظفر علی خان نے روز نامہ زمیندار کے پہلے صفحہ پر شائع کی پاکستان ٹائمز کے ادارتی عملہ میں شامل رہے پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں دوبارہ ملازمت کی لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی پھر سیکرٹری تعلیم حکومت پاکستان کے عہدہ پر فائز رہے ڈاکٹر محمد اجمل کے والد کا نام محمد افضل اور دادا کا نام مخدوم محمدالدین۔ والدہ کا نام مسعودہ بنت حامد علی چشتی تھا۔ اس مضمون میں ابراہیم علی چشتی کو اس خاندان کا آخری فرد بتایا گیا ہے جو غلط ہے۔

ضیاء الدین احمد علوی صاحب مراۃ الانساب

یہ کتاب آپ نے جے پور میں 30 اپریل 1917ء کو مکمل کی۔ والد کا نام شاہ بہاؤالدین نقشبندی قادری چشتی سہروردی تھا جو کہ محمد الحنفیہ کی اولاد میں سے تھے اور علوی کہلاتے ہیں محمود احمد عباسی نے تحقیق الانساب میں امروہہ کے اس خاندان کا ذکر کیا ہے مراۃ الانساب رئیس بڑ ہانسی بلند شہر محمد عبدالواجد علی خان جاگیردار و سابق ممبر جوڈیشنل محکمہ بمحتشمہ عالیہ کونسل راج سوئی جے پور کی فرمائش کے مطابق تحریر کی اس کتاب کی خاص خاص باتیں یہ ہیں۔

اس میں جس قدر سلاسل دیئے گئے ہیں اس میں حتی الامکان ہر سلسلہ کو حضرت آدم سے موجودہ وقت تک ظاہر کرنا مقصود ہے جب عبدالواجد علی خان نے مئی 1909ء میں مدینہ حاضری دی تو وہاں ان کی ملاقات کتب خانہ سلطانی کے خوشنویس حاجی محمد اسماعیل بخاری سے ہوئی جنھوں نے اس کتب خانہ سے ایک شجرہ حضرت آدم سے رسول کریمؐ تک ان کو دیا جو اپریل 1910ء میں واپس آ کر ضیاء الدین احمد کو سونپ دیا۔

اس کتاب میں اصحابہ اکرامؓ ان کی اولاد اور دیگر بزرگان دین اور ان کے سلسلوں کا ذکر کیا گیا ہے تفصیل و تعداد دوائر مخصوصہ کتاب اس طرح ہے انبیاء علیہ السلام 58، خلفاء و صحابہ کبار 96، امہات المومنین و صحابیات 57، مشاہیر و بزرگان دین 170، میزانیکل دوائیر و دیگر سلاسل 4055۔

س کتاب میں ہمارے خاندان کا شجرہ نسب جو کہ لاہور میں آباد تھا کی امروہہ سے اشاعت کا سبب ان کا ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اہل علم و دین سے رابطہ، بسبب اشاعت و طباعت اور تجارت کتب تھا۔ ضیاء الدین احمد علوی سے بھی اسی وجہ سے رابطہ تھا اور جس دور میں وہ مراۃ الانساب کیلئے سرگرداں تھے اور شجرہ جات کی تحقیق کر رہے تھے انہوں نے بعد از تحقیق شجرہ اور دیگر تفصیلات شامل تصنیف کیں۔ بلکہ بعض دستاویزات بھی اس وقت ملاحظہ کیں جو اب نایاب ہیں۔

چند غلطیاں

(1) یادگار چشتی میں گوہر نوشاہی صاحب نے جو شجرہ ننھیالی مولوی نور احمد چشتی دیا ہے اس میں۔

(i) مولوی جان محمد سجادہ نشین و خادم حضرت حامد قاریؒ کو سہواً حامد قادری تحریر کیا ہے۔

(ii) دوسری جگہ شجرہ میں بشیر الدین تحریر کیا ہے جبکہ ان کا نام بشیر احمد صدیقی تھا۔ بشیر احمد بن محمد دین بن فیض بخش بن حافظ بخش بن محمد بخش صحاف بن رحمت اللہ ابن حافظ جان محمدؒ۔

(iii) مولوی فیروز الدین ولد فضل الدین بن محمد بخش صحاف کے شجرہ میں شاہ دین ولد فیروز دین کی اولاد میں ظہور الدین، سید احمد (لا ولد)، معین الدین، فخر الدین اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ یاد گار چشتی میں سید احمد جو کہ لا ولد تھے کی اولاد میں معین الدین اور فخر الدین کے نام لکھے ہیں جو غلط ہیں بلکہ وہ شاہ دین کے بیٹے تھے۔

(2) ہفت روزہ تصویر پاکستان (روز نامہ پاکستان لاہور کا جمعہ میگزین) (برگد کا 500 سالہ درخت از محسن جعفر)

(i) حضرت حامد قاریؒ لا ولد تھے لیکن علامہ علاؤالدین صدیقی کو انکی اولاد میں لکھا گیا ہے۔

(ii) علامہ علاؤالدین صدیقی کا شجرہ اس طرح ہے۔ علاؤ الدین بن مولوی فیروز الدین بن فضل الدین صحاف بن محمد بخش صحاف بن حافظ جان محمدؒ

(3) تذکرہ اولیائے جھنگ جو کہ جھنگ ادبی اکیڈمی نے شائع کی ہے۔ میں حضرت عبدالرحمٰن قریشی جو کہ موضع پیر عبدالرحمٰن تحصیل شور کوٹ میں دفن ہیں کہ تذکرہ میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جس کا ماخذ تحریر نہیں کیا اس میں پیر صاحب کے حالات نسب کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ آپ تابعین میں سے تھے اور مشہور اموی خلیفہ معاویہ بن یزید کے عہد میں براستہ سندھ ملتان اور پھر جھنگ وارد ہوئے اور یہاں سکونت پذیر ہوئے آگے تحریر

ہے کہ عربوں کے جس قافلہ پر کراچی کے راجہ داہر نے حملہ کیا تھا اس قافلہ میں آپ کی نواسی بھی شامل تھیں اور آپ نے ہی حجاج بن یوسف کے پاس راجہ کے خلاف شکایت بھیجی جس پر حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں نوجوان سالار محمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیقؓ خلیفہ الرسول کی قیادت میں فوج بھیجی اور آپ (یعنی پیر عبدالرحمٰن) محمد بن قاسم کے حملہ کے دوران واصل حق ہوئے۔ (صفحہ 234 مطبوعہ 1974ء)

(4) نوائے وقت 18 فروری 1994ء کی اشاعت میں بسلسلہ وفات ڈاکٹر محمد اجمل سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کے ضمن میں تحریر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر محمد اجمل مشہور چشتی خاندان سے ننھیالی طور پر متعلق تھے جس میں آخری فرد ابراہیم علی چشتی تھے۔ صحیح یہ ہے کہ

(i) مسعودہ بیگم بنت حامد علی چشتی زوجہ مخدوم محمد افضل آپ کی والدہ تھیں جو کہ عبدالحمید و عبدالمجید چشتی کی ہمشیرہ تھیں اس خاندان کے آخری فرد ابراہیم علی چشتی نہیں تھے بلکہ وہ محرم علی چشتی کے فرزند تھے اور لا ولد تھے۔ حامد علی چشتی کی آل اولاد اب بھی موجود ہے اور لاہور کے علاوہ بھی آباد ہے ملاحظہ ہو شجرہ خاندان چشتی اور دیگر تفصیل جو یادگار چشتی میں دیئے گئے ہیں۔

(1) احوال مدرسہ قاری حامدؒ بقلم مصنف تحقیقات چشتی

(2) احوال مسجد مقبرہ اور عمارات خواجہ خاوند محمود ایشاںؒ
بقلم مصنف تحقیقات چشتی

(3) مختصر تاریخ اصفہان، ترکستان، بخارا

(4) تذکرہ محمود غزنویؒ

احوال مدرسہ قاری حامدؒ بقلم مصنف تحقیقات چشتی

معلومات کیلئے مولوی نور احمد چشتی کی کتاب تحقیقات چشتی کے باب نقل کئے جا رہے ہیں جن سے اس زمانے کے حالات کے بارے میں اندازہ ہو سکے۔ یہ کتاب 1864ء میں مکمل ہوئی۔

یہ خانقاہ لاہور کے شرق رویہ بفاصلہ دو کوس شرق رویہ پڑاہہ بدھو و جنوب رویہ مقبرہ علی مردان خان ایک چار دیواری خشتی قد آدم بلند جس کا راستہ آمد و رفت جنوب رویہ مع چوکھٹ چوبی خشتی' بجائے طاق ایک تختہ کانہ بطور کھڑکی پھڑا ہوا ہے' موجود۔ جب اندر اس کے جاویں تو دیوار جنوبی کے شمال رویہ مائل بغرب ایک چاہ پختہ چرخی دار اس کے شمال کی طرف دو غسل خانہ پختہ اور ان غسل خانوں کی پشت کی (ص 358) طرف اور چار دیواری کے غرب رویہ ایک مسجد پختہ چونہ گچ ایک گنبد والی' جو اندر سے تمام سفید' بطرف غرب' اندر مسجد کے' ایک محراب کلاں ,رمیان اور شمال و جنوب اس سے خرد' میانہ کے اوپر افضل الذکر **لا الہ الا اللہ محمدالرسول اللہ** اور اس کے نیچے پھر دو طرف یا فتاح چونہ پر لکھا ہوا ہے۔ اور محراب شمالی خرد پر یہ لکھا ہوا ہے

محمد عربی کابروی ہر دو سراست
کسی کہ خاک درش نیست خاک برسراو

شرق رویہ باہر کی طرف تین دھن محرابی' ایک میانہ بلند جس کے نیچے اور محراب بطور دروازہ' اب بغلوں والی شمالی و جنوبی اینٹوں سے بند' فقط 'میانہ کشادہ محراب شمالی پر یہ تحریر ہے۔

خدا وند را شکر دارم بیاد
چہ خوش مسجد از دست مسکیں نہاد

اور میانہ دھن میں **اللہ' محمد و ابوبکر و عمر و عثمان و علی** لکھا ہے اور دھن جنوبی پر یہ بیت تحریر ہے۔ بیت

خرد گفت از . سال تاریخ آن
ز آفات دوران زوالش مباد سن 1114

اندر باہر فرش خشتی، شرق رویہ صحن مسجد کے ایک تالاب تین فٹ مرتفع جس کا طول آٹھ گز اور عرض ساڑھے چار گز۔ مگر اب سوکھا پڑا ہے۔ شمال مسجد میں جو کونہ جنوب رویہ ہے اس میں دم تحریر رجب علی نامی فقیر بیٹھایا ہوا ہے میاں احمد دین صاحب سجادہ نشیں درس میاں وڈا کا ہے۔ اس کونہ کے شرق رویہ زینہ اوپر جانے کا۔ فقط

مزار:- تالاب کے گوشہ شمالی و شرقی پر ایک درخت لسوڑا کھڑا ہے اور گوشہ ایساں کی طرف ایک گز بلند ایک چار دیواری ہے جس کے بنیرے۔ سفید، راہ آمد و رفت غرب رویہ۔ اندر شمال کی طرف چراغ دان پختہ خشتی جس میں زیر و بالا چار کھڈہ چراغ دان چار دیواری کے اندر میانہ میں تھڑہ خام پر قبر حضرت حامد قاری صاحب کی گرد سے خشتی اور بیچ میں سے گلی۔ اس کے شرق و غرب کی طرف اور دو قبریں اور متصل چار دیواری بطرف جنوب دو رخت کریر اور ایک ون کھڑا ہے۔

گرد و نواح اس مکان کے جو چار دیواری ہے اس میں لب بام تمام خرد خرد کھڈے چراغ دان، باہر جنوب رویہ نہر دو فٹ چوڑی جاری۔

اس چار دیواری کے باہر۔ غرب رویہ، ذرا فاصلہ سے اور دو چبوترہ پختہ چونہ گچ کھڑے ہیں۔ ایک چبوترہ پر دو قبریں اوردوسرے پر ایک نا معلوم الاسم اندر چار دیواری ہذا کے ایک درخت کریر و کیکر کلاں اور چار کیکر خرد اور پانچ درخت بہیاں سایہ فگن ہیں۔ چار دیواری بیرونی کے شمالی رویہ دیوار قدرے میانہ سے مسمار ہو گئی ہے حتی کہ وہاں سے آدمی اندر آ جا سکتا ہے۔ (تحقیقات چشتی صفحہ نمبر357)

احوال مسجد مقبرہ اور عمارات

خواجہ خاوند محمودؒ بقلم مصنف تحقیقات چشتی

مصنف تحقیقات چشتی نے اس زمانے کے جو حالات بیان کئے ہیں بہتر ہے کہ ان کو بھی تحریر کر دیا جائے تاکہ معلومات میں اضافہ کا سبب ہو لہٰذا کچھ حصہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

احوال روضہ حضرت خواجہ خاوند محمود المشہور بحضرت ایشاں قدس سرہ

یہ روضہ بہت قریب غرب رویہ بیگم پورہ کے واقع ہے۔ یہ مقبرہ تمام مقبروں سے بلند اور بڑا ہے عقل کام نہیں کرتی کہ کس طرح حال اس کا تحریر ہو۔ حال یہ ہے کہ عمارت جس کے ہشت پہلو تمام سفید استر کار اب کہیں کہیں سے استر کاری گر گئی ہے۔ دروازہ آمد و رفت غرب رویہ محرابی بنا ہوا ہے۔ اب اس میں چوکھٹ چوبی عرصہ دس سال سے احمد بیگ نبیرہ نواب خان بہادر نے مع طاق تختہ لگوائی ہے۔ گوشہ غربی و جنوبی میں زمین سے ایک گز بلند دوری خشتی اور اس دوری پر ایسا محراب کلاں کہ جس پر دس آدمی بفراغت بیٹھ جاویں۔ اس کلاں محراب کے اوپر اور محراب دروازہ جس میں ایک در جنوبی واقع ہے۔ اس میں سے زینہ اوپر جانے گنبد کا ہے مگر اب نیچے سے وہ زینہ مسمار ہو گیا ہے مگر آدمی اوپر جا سکتا ہے دس درجہ زینہ موجود چڑھیں تو اوپر غرب رویہ ایک اور در ہے جو محراب بالا کو جاتا ہے الغرض گنبد نہایت خوشنما اور عمارت عالی شان۔

جنوب رویہ گنبد کے ایک چار دیواری پختہ۔ اس میں دو قبریں خشتی نا معلوم الاسم اس چار دیواری کے پاس اور چار دیواری اس کے اندر دو قبریں پختہ چونہ گچ قدیمی۔ ایک نظام خوجہ محلی نواب خان بہادر اور دوسری اس کے بھائی رحیم داد خان کی کہ وہ بھی ملازم بیگم صاحبہ کا تھا اس چار دیواری کے دروازہ کے شرق رویہ ایک برجی خرد کھڑی ہے۔ اور اس چار دیواری کے جنوب رویہ بہت نزدیک ایک اور چار دیواری حجرہ مسجد جو بوسیدہ ہے اس کے غرب رویہ ایک قبر بلند چونہ گچ عبداللہ خان پسر داروغہ آبدار خانہ نواب شاہ نواز خان کی جو اس کے باپ داروغہ نظام خان نے مع مسجد ہذا سن گیارہ سو ساٹھ ہجری میں تیار کرائی۔ اب اس مسجد کی دیوار شرقی و جنوبی گر گئی ہے اور میانہ فرش قدرے موجود اور قدرے معدوم اب اس میں خرد کریر کھڑے ہیں۔

گنبد کے شرق رویہ بفاصلہ چار گز ایک اور چار دیواری پختہ قد آدم بلند چونہ گچ جو اب چاروں طرف سے بوسیدہ ہو گئی ہے دروازہ آمد و رفت اس کا جنوب رویہ اس میں دو قبریں پختہ چونا گچ ایک میاں علم الدین کی کہتے کہ بعد خان بہادر یہ شخص اولاد حضرت خواجہ محمود یعنی حضرت ایشاں سے یہاں آیا آدمی بہت متعبد تھا اور بعد خواجہ عبداللہ فوت ہوا۔ اور دوسری اس

کی زوجہ کی اور یہ عمارت خواجہ عبداللہ نے بنوا دی تھی۔ اس چار دیواری کے گوشہ شرقی و شمالی میں ایک اور چبوترہ پختہ خشتی، جس پر ایک قبر پختہ جناب حضرت مولوی عبدالحق کی ہے۔

اندر مقبرہ حضرت کے زمین پر تمام فرش چونہ گچ بوسیدہ اور چاروں طرف چار محراب جن میں پنجرے خشتی لگے ہوئے ہیں۔ گنبد اندر سے تمام منقش، رنگین، گلکار، میانہ میں ایک بالشت بلند چبوترہ جس کا طول سوا چار گز اور عرض سوا تین گز اس پر قبر مبارک حضرت ایشاں کی چونہ سے بنی ہوئی بے سفیدی اس کے نیچے گوشہ شرقی و جنوبی میں ایک اور مقبرہ پختہ چونہ گچ ان کے صاحب زادہ عالی شان مسمی بہاء الدین کی۔

دروازہ آمد و رفت کے باہر غرب رویہ مائل بجنوب بفاصلہ آٹھ قدم ایک چبوترہ تا بکمر بلند جس کے اوپر آدھ گز بلند دیوار اس پر دو قبریں دردانہ بیگم و موتیا بیگم کنیزگان ؟ عبدالصمد خان کی ہیں - اس چبوترہ کے غرب رویہ چھ قبور خام متفرقہ ان کے شمال رویہ قبور مفصلہ ذیل ہیں۔

سردار شاہ، مہر شاہ، امامی بیگم ، رحمت بیگم، پسر خضری کشمیری، یہ رشتہ داران اولاد نواب عبداللہ ہیں۔ اس کے گوشہ غربی و جنوبی میں ایک اور حجرہ مسجد خوشنما اس کے غرب رویہ ایک قد آدم بلند چبوترہ جس کا راہ شرق رویہ اس کے اوپر تعویذ قبر پختہ، بوسیدہ، چونہ گچ۔ کہتے ہیں کہ ایک خوجہ رحمت جو محلی خوجہ نواب خان بہادر کا تھا اس نے یہ قبر اپنے واسطے بنوائی تھی پھر بیت اللہ چلا گیا اور وہیں فوت ہوا تب سے یہ قبر خالی پڑی ہے اس کے غرب رویہ ایک اور تھڑہ قد آدم بلند اس پر قبر جس کا تعویز غرب رویہ سے گرا ہوا ہے اور تھڑہ بھی غرب و شرق سے بوسیدہ یہ قبر معصومہ خادمہ حضرت ایشاں کی ہے جو ایک سال بعد وفات ان کی کے فوت ہوئی۔

مسجد :- اور مقبرہ کے خاص غرب رویہ ایک مسجد عالیشان جو ہمراہ مقبرہ تیار ہوئی ہے موجودہ صورت اس کی یہ ہے کہ اوپر میانہ میں ایک گنبد کلاں اور یمین و یسار دو دو گنبد خرد، مقطع میانہ میں تین دھن۔ ایک میانہ بڑا دو اس سے خرد۔ اندر مسجد کے یمین و یسار دونوں طرف زینہ بوسیدہ بالائے مسجد جانے کو اور مسجد کے اوپر چار مینار۔ اب اندر مسجد کے فرش نہیں رہا مگر باہر صحن مسجد میں پختہ فرش موجود ہے صحن مسجد کے شرق رویہ ایک حوض جس کے چاروں گوشوں میں ایک ایک زینہ خشتی موجود ہے مربع طول و عرض تیرہ گز اور گوشہ شرقی و شمالی میں منبع آب مدود دکھائی دیتا ہے اس حوض کے چاروں طرف فرش خشتی موجود اور اس حوض کے

گوشہ شرقی و شمالی میں ایک چاہ چرخی دار رواں اس حوض کے شرق رویہ خاص راہ مقبرہ اس حوض سے لے کر تا در مقبرہ دونوں طرف تھڑے ہیں اور بیچ میں راہ چاہ کے گوشہ شرقی و جنوبی میں ایک قبر پختہ نا معلوم کھڑی ہے اور چاہ کے شمالی و شرق رویہ چار کیکر کھڑے ہیں۔

اس مسجد کے شمال رویہ دو در بوسیدہ بطور دریچہ ہیں لطف یہ ہے کہ زینہ سے چڑھ کے ان حجروں میں جاویں تو فیمابین حجرہ شرقی و غربی راہ قالبوتی اندر دیوار غربی کے ہے وہ راہ بطور دوری قالبوتی ہے جس میں سے آدمی جھک کر اس طرف جا سکتا ہے شمال و جنوب میں دو دریچہ مگر اب خشت فروش خراب کر رہے ہیں۔ فقط

بقیہ عمارات:۔ مسجد کے گوشہ غربی و شمالی میں ایک اور حجرہ چونہ گچ کھڑا ہے۔ اس کے جنوب رویہ تین زینہ چونہ گچ طرف زمین دکھائی دیتے ہیں اور زینہ کے اوپر گوشہ شمالی میں دو کریر کھڑے ہیں یہاں محراب حجرہ کے شرق رویہ ایک قبر مولوی برکت اللہ صاحب کی ہے یہ مولوی صاحب استاد شاہ نواز خان کے تھے دیوار شرقی و جنوبی اس کی مسمار ہو گئی ہے اس کے گوشہ غربی و شمالی میں ذرا دور ایک تھڑہ پختہ مع قبر پختہ ریختہ کار نا معلوم الاسم ہے اس کے خاص شمال رویہ اور بیگم پورہ کے غرب رویہ ٹیلہ پر ایک چار دیواری سفید جس کے بارہ در قالبوتی اور چاروں کونوں پر نشان برجیاں۔ دروازہ اس کا جنوب رویہ۔ اس کے گوشہ غربی و شمالی میں کریر کھڑا ہے۔ یہ چار دیواری زوجہ یحیٰی خان کی ہے اس میں اب چھ قبریں پختہ ہیں اور نام زوجہ یحیٰی خان کا الٰہی بیگم کہتے ہیں یعنی لوگ کہتے ہیں کہ یہ چار دیواری تسبیح خانہ تھا پھر مقبرہ بن گیا اصل میں خان بہادر نے یہ مکان بنایا تھا۔

شرق رویہ مقبرہ و غرب رویہ مسجد بیگم پورہ متصل ایک اور چار دیواری ہے راہ آمد و رفت قالبوتی محرابی غرب رویہ اب اس میں کوئی قبر معلوم نہیں ہوتی اس کے گوشہ غربی و جنوبی میں ایک چبوترہ دو فٹ بلند خشتی اس پر قبر حافظ نبی بخش معمار مسجد نواب صاحب کی ہے اس کے شمال میں غسل خانہ ہے اور نیچے اس کے تہ خانہ یہ جگہ حمام تھی اب ویران ہے۔

اور مقبرہ حضرت ایشاں کے جنوب میں تین تھڑہ پختہ نامعلوم الاسم ہیں۔ ایک ٹیلہ بلند جنوب رویہ مسجد و جنوب و غرب رویہ مقبرہ حضرت ایشان ہے۔ اس کے مشرق میں برسر زمین ایک حوض مدور خرد موجود ہے۔ یہاں مسجد مبینہ میر مومن خان تھی۔ اب عرصہ دس سال سے خشت

فروشاں ناخدا ترس نے گرا لی ہے۔

نواب خان بہادر کی عقیدت اور تولیت مزار

اور نواب خان بہادر مرحوم حضرت ایشان صاحب کا نہایت معتقد تھا۔ تمام فقرا اور علما لاہور کے یہاں بلائے جاتے تھے اور فاتحہ حضرت کا ہوتا تھا اور فی نفر دو دو نان اور آدھ سیر حلوہ اور ایک ایک روپیہ نقد ان کو تقسیم ہوتا تھا اور ختم خواجگان نقشبند پڑھوایا جاتا تھا۔ ماسوا اس کے یہاں کئی تسبیح خانے تھے کہ ہمیشہ ان میں عبادت الٰہی ہوتی تھی۔ بعد سکھاں سب کچھ برباد ہو گیا۔

حافظ جان محمد صاحب :- مرحوم خان بہادر کی صاحبزادیاں مسمات حیات النساء ولاڈلی بیگم اور وغیرہ صاحبزادوں کو تعلیم دیتے تھے۔ نواب صاحب نے بخیال دیانت وپارسائی ان کی کے ان کو متولی و مجاور اس خانقاہ کا کیا اور وہی خدمات کرتے رہے۔ بعد ان کے حافظ رحمت اللہ صاحبزادہ حافظ جان محمد کا بدستور اس خدمت پر مامور رہا۔ بعد ان کے میاں محمد بخش صحاف، جو نانا مجھ فقیر کے تھے اور تجارب صحف و کتب میں نامی و گرامی تاجر تھے، ان کی جگہ بدستور مجاور اس خانقاہ کے رہے۔ بعد ان کے صاحبزادہ یعنی راقم کے ماموں میاں حافظ بخش و خیر الدین و فضل الدین ہوئے۔ ان میں سے میاں حافظ بخش نے اس مکان کی کئی بار مرمت کرائی اور طاق و تختہ لگوائے۔ بعد وفات حافظ بخش کے فضل الدین و خیر الدین صاحب نے بھی مرمت کرائی بلکہ ایک کوٹھہ بھی بنوایا مگر خشت فروشان کشمیری نے نہ چھوڑا۔ وقت بوقت گرا کر لے گئے اور بعہد ریذیڈنٹی سر ہنری لارنس صاحب بہادر کے جب وہ کشمیر سے خاص اولاد حضرت ایشان خواجہ احد خان کو ہمراہ لائے تو اس وقت خواجہ احد صاحب، صاحبزادہ حضرت ایشاں کے، راقم کے ماموں کو ہمراہ لے گئے اور نیز سر ہنری لارنس صاحب بہادر مرحوم کو مقام خانقاہ پر لے گئے اور ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ شہنشاہ عالی جاہ ہیں، سرکار کی طرف سے مرمت اس مقبرہ کی کرائیں۔ اور صاحب بہادر نے منظور فرمایا لیکن چونکہ قدرت الٰہی سے خواجہ احد صاحب راستہ ہندوستان میں فوت ہو گئے اور پھر کوئی متحرک اس سلسلے کا نہ رہا اور ہونا مرمت کا ملتوی رہا اور متولیان بھی بسبب کم استطاعتی اپنی کے مرمت نہ کرا سکے۔ اس واسطے یہ مکان اب غیر آباد پڑا ہے۔

اور عہد نواب عبدالصمد خان صاحب مرحوم سے جد کلاں حافظ محمد بخش صحاف نانائے

راقم کو بجلدوی خدمت گذاری اس مقبرہ کے دو دھنہ چاہ عنایت ہوئے ہوئے تھے چنانچہ تا عہد میر منو وہ قابض رہے اور فرمان آج تک ان کے پاس موجود ہے' بعدہ جب عملداری متغیر ہوئی تو ضبط ہو گئے۔ اب پھر خواجہ نواب غازی مرحوم نے بمہر خود ایک سند لکھ کر ان کو دی جو موجود ہے۔ اور خواجہ احد صاحب بھی جب تشریف لائے تو انہوں نے دوبارہ تولیت نامہ اس مقبرہ کا ان کو لکھ کر دیا تھا جو اب خیر دین اور فضل الدین اپنے پاس رکھتے ہیں۔

(مزید تفصیلات کیلئے نقوش لاہور نمبر صفحہ 319 تا 323 اور تذکرہ ایشاں از اخلاق احمد ملاحظہ فرمایئے)

اصفہان

ایران کا ایک شہر جو اپنی حسین مسجدوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ ایک زمانے میں صفویوں کا دارالحکومت تھا۔ اسے بابل کے حکمران بنو کد نضر نے یہودیوں کو بسانے کے لئے آباد کیا تھا۔ مسلمانوں نے اسے حضرت عمرؓ کے دور میں 19ھ/940ء میں فتح کیا تھا۔ طبری کے نزدیک فتح کا سال 21ھ/642ء ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق ابو موسیٰ اشعریؓ نے نہاوند کے بعد اصفہان فتح کیا تھا۔ 301ھ/913ء میں یہ شہر سامانیوں کے قبضہ میں آیا۔ 421ھ/1030ء میں غزنویوں کی قلمرو میں شامل ہوا۔ مغلوں کے حملہ کے دوران میں شاہ خوارزم سلطان جلال الدین منگو کے زیر کمان اس شہر کی دیواروں تلے ایک بہت بڑی جنگ لڑی گئی۔ بعد میں یہ شہر مغلیہ سلطنت کا حصہ بن گیا۔ تیمور نے یہاں ستر ہزار شہریوں کا قتل کیا۔ اس کے بعد کئی حکمرانوں نے یہاں کے باشندوں کا قتل عام جاری رکھا۔ نادر شاہ کے عہد 1141ھ/1729ء میں کہیں جا کر امن ہوا۔

تاریخ میں پہلی بار اس شہر کو کسی حکومت کا مرکزی شہر بننے کا شرف عباس اول (1586ء تا 1628ء) کے عہد میں ہوا۔

ترکستان

چھٹی صدی میں جب ترک پہلے پہل نکلے تو دریائے آمو تک آ پہنچے۔ چنانچہ سامانی بادشاہوں کے زمانے میں ترکستان کی سرحد آمودریا کے ساتھ ہی شمال سے شروع ہو جاتی تھی۔ اہل ایران

کے لئے ترکستان کی جنوبی سرحد جو ایران کے سامنے تھی۔ خاص توجہ کا مرکز تھی۔

ایران اور ترکستان کے درمیاں سرحد کا تعین طبری کی ایک حکایت کے مطابق ایرش نے ایک تیر پھینک کر کر دیا تھا۔ اس کے مطابق آمو دریا کو سرحد قرار دے دیا گیا تھا۔

بقول مسبیوس ارمنی آمو دریا کا دہرڈٹ ترکستان میں تھا۔

عربوں نے ترکوں کو شمال کی سمت میں کافی دور تک دھکیل دیا تھا۔ چنانچہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے جغرافیہ دانوں نے ترکستان کی سرحد کا تعین ماوراء النہر سے کیا ہے۔ اور ترکستان میں ان علاقوں کو شمار کیا ہے جو ماوراء النہر کے شمال و مشرق میں تھے۔ یا قوت نے جند اور کند کے علاقوں کو ترکستان میں شمار کیا ہے۔ جو سیر دریا کے زیریں حصہ میں آباد تھے۔ اس نے ترکستان کی سرحد کی ابتداء فرغانہ کے شہر سان سے بتائی ہے۔ اور شہر ختن کو بھی ترکستان کا ایک شہر شمار کیا ہے۔

ازبکوں کی فتوحات نے سولہویں صدی میں آمو دریا کے جنوب میں ایک اور ترکستان پیدا کیا۔ بعض سیاحوں نے درہ آق رباط کو اس ترکستان کی جنوبی سرحد قرار دیا ہے۔ جبکہ دوسرے سیاح درہ حاجی گک کو اس کی سرحد شمار کرتے ہیں۔ سفرناموں اور ادبی کتب میں چینی، روسی اور افغانی ترکستان کو عام طور پر علیحدہ علیحدہ شمار کیا ہے۔ 1867ء میں روسی ترکستان میں گورنر جنرل کا عہدہ قائم کیا گیا اور اس کا صدر مقام تاشقند قرار دیا۔ اب کمیونسٹ روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد علیحدہ مسلمان مملکت کا حصہ ہے۔

ایک شہر بھی ترکستان کا نام سے ازبکوں کے عہد حکومت میں سیر دریا کے وسطی حصہ میں آباد تھا۔ لیکن آج کل اس شہر کے آثار نہیں ملتے۔ بارہویں صدی عیسوی میں اس شہر کو لیسی کا نام دیا جاتا ہے۔ بزرگ صوفی لیسوی اسی شہر سے تعلق رکھتے تھے۔ جن سے سلسلہ لیسویہ کا آغاز ہوا۔ تیمور نے آپ کا مقبرہ بنوایا۔

بخارا

اس شہر پر مسلمانوں نے سب سے پہلے 54ھ/647ء میں عبید اللہ بن زیاد کی سپہ سالاری میں حملہ کیا۔ 91ھ/710ء میں قتیبہ بن مسلم اپنے دشمنوں کو شکست دے کر شاہ بخارا کے قلب

سے تخت نشین ہوا۔ اور بخارا میں اسلامی حکومت کی بنیادیں مضبوط کیں۔ تیسری صدی ہجرہ (نویں صدی عیسوی) میں امرائے خرسان نے اپنا صدر مقام نیشاپور منتقل کر لیا۔ تو بخارا کا نظم و نسق ماوراء النہر کے باقی حصوں سے الگ ایک والی کی تحویل میں رہا جو طاہریوں کو براہ راست جواب دہ ہوتا تھا۔ اہل طاہر کے زوال کے بعد بخارا سامانیوں کی ماتحتی میں آگیا۔ اور نصر بن احمد سامانی (جو سمرقند پر حکومت کر رہا تھا) کا چھوٹا بھائی بخارا کا والی بن گیا۔ پھر اس کے بھائی نصر کی وفات پر ماوراء النہر کا سارا علاقہ بھی اسی کے قبضہ میں آگیا۔ اور خلیفہ نے بھی اسے امیر خراسان بنا دیا یوں بخارا ایک بہت بڑی سلطنت کا پایہ تخت ہو گیا۔ لیکن بخارا کے رقبہ میں کئی دفعہ توسیع کی گئی لیکن وہ جب نئے سرے سے تعمیر کیا گیا پرانے ہی محل وقوع پر تعمیر ہوا۔ بخارا کے جغرافیہ نویسوں نے تین بڑے حصہ کئے ہیں۔

(i) قلعہ۔ (ii) خاص شہر۔ (iii) مضافات شہر۔

قلعہ پرانے زمانے میں اسی جگہ واقع ہے جہاں اب ہے۔ بخارا خدات کا محل یہیں واقع تھا۔ اسی قلعہ میں قدیم ترین جامع مسجد تھی جو قلعہ کے دروازہ پر واقع تھی۔ یہ قلعہ چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں کئی مرتبہ تباہ ہو کر نئے سرے سے تعمیر ہوا۔

عربوں کی فتح کے وقت پورا شہر صرف شہرستان پر مشتمل تھا۔ 515ھ/1121ء میں ارسلان خان نے شہرستان میں ایک نئی جامع مسجد تعمیر کرائی تھی۔ چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) میں یہ شہر بہت گنجان آباد تھا۔ سامانیوں کے زوال کے بعد بخارا کی قدیم سیاسی حیثیت بھی بہت کم ہو گئی۔ چھٹی صدی ہجری (بارہویں صدی عیسوی) میں علماء کے ایک خاندان نے آل برہان کے نام سے ایک دینی حکومت قائم کی۔ قطوان کی جنگ 536ھ/1141ء کے بعد بخارا پر فراختائی فرما نروا سربراہ خاندان کے ذریعہ حکومت کرتے رہے۔ 603ھ/1207ء میں انہیں ایک عوامی بغاوت کی وجہ سے شہر سے نکلنا پڑا۔ اور یہ شہر محمد بن تکش خوارزم شاہ کے زیر حکومت آ گیا۔ 616ھ/1220ء میں چنگیز خان نے بخارا پر قبضہ کر لیا۔ شہر تباہ ہو کر پھر تعمیر ہوا۔

671ھ/1273ء میں ایران کے مغول ایلخان باآقا نے بخارا پر قبضہ کیا تو یہ شہر پھر برباد ہوا اور پھر تعمیر ہوا۔ 716ھ/1316ء میں بخارا پھر ایران کے صفویوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوا۔

905ھ/1500ء کے اختتام پر بخارا پر ازبکوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور روس کے انقلاب تک ان

ہی کا قبضہ رہا۔ ان کی بدولت بخارا دوبارہ سیاسی و فکری زندگی کا مرکز بن گیا۔ 1055ھ/1645ء تا 1091ھ/1680ء کا زمانہ اس شہر کے لئے عظیم الشان زمانہ تصور کیا جاتا ہے۔ 1153ھ/1740ء میں نادر شاہ نے قبضہ کیا۔ 1860ء تا 1885ء تک روسی اپنے قدم وہاں جما چکے تھے۔ یہاں کا آخری مسلمان فرمانروا میر عالم تھا جو اپنے باپ عبدالاحد کے بعد 1910ء میں جانشین بنا۔

محمود غزنوی

(971ء تا 1030ء) 2 اکتوبر 971ء کو پیدا ہوا۔ باپ کا نام ناصر الدین سبکتگین 20 اپریل 977ء میں سبکتگین کو غزنی کا بادشاہ منتخب کر لیا گیا۔ 994ء میں محمود کو سیف الدولہ کا خطاب دے کر خراسان کا گورنر بنا دیا گیا۔ اس کا باپ امیر سبکتگین اگست 997ء کو بلخ میں انتقال کر گیا۔ محمود 998ء میں غزنی کا حکمران بن گیا۔ عباسی خلیفہ نے محمود کو خراسان کی حکومت کا پروانہ اور خلعت بھیجا۔ یمین الدولہ اور امین الملت کا خطاب بھی دیا۔ آگے چل کر محمود کے خاندان نے یمینی خاندان کے نام سے شہرپائی۔ اپریل 1030ء کو اس کا انتقال ہوا۔

اسلامی دور سے قبل پنجاب پر راجہ جے پال برسر اقتدار تھا۔ اس نے غزنی پر حملہ کیا اور سبکتگین کے ہاتھوں اسے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ راجہ جے پال نے محمود کے زمانے میں بھی حملہ کیا لیکن منہ کی کھائی۔ راجہ جے پال کے بیٹے انندپال نے محمود پر حملہ کیا لیکن شکست کھائی۔ محمود نے باطنی حاکم ملتان ابوالفتح کی بیخ کنی کی۔ لیکن انندپال کے بیٹے جے پال ثانی کو لاہور کا حاکم بنا دیا۔ جے پال ثانی نے فتنہ و فساد برپا کیا تو محمود نے 1021ء میں اسے شکست دے کر لاہور پر قبضہ کر لیا۔ 1031ء میں محمود نے پنجاب کو باقاعدہ اپنی مملکت کا جزو قرار دے دیا۔ غزنوی دور میں پنجاب کی سرحد سرہند اور ہانسی تک تھی۔ دارالسلطنت میں دو حاکم تھے۔ ایک سپہ سالار اور دوسرا قاضی کہلاتا تھا۔ سپہ سالار کا کام فتوحات و دفاع تھا جبکہ قاضی کا کام مالی امور اور اندرونی معاملات کا جن میں محکمہ عدالت بھی شامل تھا ذمہ دار ہوتا تھا۔ دونوں کی حیثیت مستقل ہوتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے اثر سے آزاد اور صرف سلطان کے سامنے جواب دہ تھے۔

پنجاب 1100ء تک غزنوی سلاطین کے زیر سایہ رہا۔

غزنوی دور کی معارف پروری اور علم نوازی کی داستانیں زبان زد انام ہیں۔ اس عہد میں

غزنی علماء و فضلاء کا مسکن بن چکا تھا۔ غزنوی سلطنت کا دوسرا سنہرا اور صوبہ پنجاب کا صدر مقام ہونے کے سبب لاہور بھی علم و فضل کا مرکز بن گیا۔ یہاں کے حکام کے درباروں میں علماء کی کثیر تعداد نظر آنے لگی۔ اس زمانے میں بے شمار مسلمان خاندان تلاش معاش سرکاری ملازمت یا تبلیغ وغیرہ کے مقاصد کے لئے لاہور میں آباد ہو گئے۔

شیخ موسیٰ آھنگرؒ

آپ کا تعلق بودلہ نسل سے ہے۔ بودلہ قوم اپنے آپ کو نسبا" قریشی صدیقی کہتے ہیں۔ اور وسطی پنجاب میں کافی اثر و رسوخ کے حامل ہیں۔

ہفت روزہ تصویر پاکستان کی اشاعت میں آپ کے بارے میں جو مضمون شائع ہوا ہے اس میں ان کے بارے میں تفصیلات کے علاوہ مزار کے بیرونی دروازہ کی جو تصویر شائع ہوئی اس پر بھی شیخ موسیٰ آھنگرؒ کے نام کے نیچے صدیقی، قریشی، سہروردی اور ملتانی تحریر ہے۔ (5 نومبر 1993ء)

لاہور کی کچھ سڑکیں اور محلّہ جو خاندان سے منسوب ہیں

1- **کوچہ رحمتؒ اللہ**:- اندرون شہر خرادی محلّہ میں کوچہ رحمت اللہ مشہور رہا ہے۔ اس محلّہ کا نام حضرت رحمت اللہ بن حافظ جان محمدؒ کے نام پر رکھا گیا۔ تحقیقات کے چشتی میں بھی اس محلّہ کا ذکر ہے۔

2- **کوچہ شیخ و ساون**:- اندرون اکبری دروازہ اور جھوٹا مفتی باقر جہاں مطبع صحافی قائم تھا۔ اور چھاپہ خانہ کے علاوہ کاتب اور دیگر ہنر مند بیٹھا کرتے تھے۔ ایک زمانے میں اس کا پھیلاؤ جھوٹا مفتی باقر کے ایک بڑے حصہ پر تھا۔ کوچہ شیخ و ساون میں بہت سے اہل خاندان کی رہائش گاہ تھی۔ اور یہیں سے مطبع صحافی کے انتظامی امور کی دیکھ بھال ہوتی تھی۔ اب اس محلّہ میں گنتی کے چند گھرانے رہ گئے ہیں۔ اور اکثریت یہاں سے بیرون شہر جدید علاقوں میں آباد ہو چکی ہے۔ صدیقی سائنس کالج کے نام سے ایک ادارہ یہاں خاندان کے نوجوانوں نے کھولا ہوا ہے۔ یہیں ایک مسجد بھی خاندان کے بزرگوں سے منسوب ہے۔ اور مسجد کے بارے میں جو روایات مشہور ہیں وہ مستند نہ ہونے کے باعث شامل اشاعت نہیں کی جا رہیں۔

3- **صدیقی سٹریٹ**:- بیرون کشمیری دروازہ، عین کشمیری دروازہ کے بالمقابل یہ صدیقی سٹریٹ واقع ہے۔ عین سڑک پر فیروز سنز کا دفتر قائم ہے اور پوسٹ آفس بھی ہے۔ یہاں صدیقی خاندان کے چند گھرانے ہی رہ گئے ہیں۔ باقی افراد لاہور کے دوسرے علاقوں میں رہائش پذیر ہو چکے ہیں۔ سعید الدین صدیقی ولد جمال الدین صدیقی ابھی تک یہاں رہائش پذیر ہیں۔

4- **مولویاں سٹریٹ**:- مزنگ میں عین لٹن روڈ پر جنازگاہ کے نزدیک مولویاں سٹریٹ واقع ہے۔ یہاں سے بھی اہل خاندان کی اکثریت دیگر علاقوں میں آباد ہو چکی ہے۔ لیکن اب بھی کچھ خاندان آباد ہیں۔ جن میں مولوی ظہور الدین صدیقی کی اولاد، مولوی عبدالحمید چشتی کی اولاد جن میں سے عبدالقادر چشتی اور عبدالباسط چشتی بھی اب فوت ہو چکے ہیں

اور ان کی اولاد رہائش پذیر ہے۔ مولوی محمد دین صدیقی کی بیٹی قمر النساء کی اولاد بھی یہاں آباد ہے۔

5- **علامہ علاء الدین صدیقی روڈ** ملتان روڈ سے جو سڑک سمن آباد کی طرف مڑ جاتی ہے۔ اس سمن آباد کی طرف جانی والی سڑک کا نام علامہ علاء الدین صدیقی روڈ رکھ دیا گیا ہے۔ علامہ علاء الدین صدیقی نے اپنی زندگی کے بیشتر ایام یہاں اپنی رہائش گاہ 35 سمن آباد میں گزارے۔ اب یہاں ان کی اہلیہ اور دیگر لواحقین رہائش پذیر ہیں۔

حصہ دوئم

(انساب صدیقی و رجال بنی تیم)

شجرہ ہائے طیبہ

حصہ دوئم

انساب صدیقی و رجال بنی تیم

شجرہ ہائے طیبہ

1- حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک
2- حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک
3- شجرہ اولاد حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ
   i. عدنان تک
   ii. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تک
4- شجرہ اولاد عدنان
5- شجرہ قبیلہ قریش
6- خلفائے راشدین
7- خلفائے بنو امیہ
8- خلفائے عباسیہ
9- شجرہ بنی تیم بن مرہ
   i. اولاد کعب بن سعد بن تیم بن مرہ
   ii. اولاد ابوبکر صدیق بن ابو قحافہؓ
   iii. اولاد سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ
   (سیدنا احمد بن قاسم سے لیکر موجودہ دور 1993ء تک)
10- شجرہ چشتی خاندان
11- شجرہ ننھیالی منصور احمد صدیقی

شجرہ طیبہ حضرت آدم علیہ السلام تا ابراہیم علیہ السلام

	بمطابق لوقا	کل عمر بمطابق عہد عتیق تکوین
1-	آدم	900 برس
2-	شیت	912 برس
3-	انوش	905 برس
4-	قنان	910 برس
5-	مہلل ایل (محللی ایل)	895 برس
6-	یاود	962 برس
7-	حنوک	365 برس
8-	متو شالح	969 برس
9-	لامک	777 برس
10-	نوح	950 برس
11-	سام	600 برس
12-	ارفکشد	438 برس
13-	قینان (*)	--
14-	شالح	433 برس
15-	عابر	454 برس
16-	فالج	239 برس
17-	رطو (رعو)	239 برس
18-	سروج	230 برس
19-	ناحور	148 برس
20-	تارح (**)	205 برس (تارح کی اولاد : ابراہیم، ناحور، ہاران)
21-	ابراہیم	175 برس (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر 137 برس)

نوٹ (**) قران مجید نے حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آذر بتایا ہے۔

واذ قال ابراھیم لابیہ اٰذر...... (سورۃ الانعام آیت 76)

(*) بمطابق عہد عتیق **ارفکشد** سے شالح پیدا ہوئے۔ اور شالح سے عابر، عابر کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام فالج اور دوسرے کا یقطان۔ (حضرت سارہ کی عمر 127 برس)

(نوح کی عمر 500 برس تھی کہ سام، حام اور یافت پیدا ہوئے۔ نوح کی عمر 600 برس تھی جب طوفان کا پانی زمین پر آیا)

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

سام، حام اور یافت

سام کی اولاد:- عیلام، اشور، ارفکشد، لود اور ارام

حام کی اولاد:- کوش، مصر، فوط و کنعان

یافت کی اولاد:- جومر، ماجوج، مارائی، یاوان، توبال، ماشک اور تیراس۔

شجرہ طیبہ ابراہیم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

	بمطابق متی	بمطابق لوقا		بمطابق متی	بمطابق لوقا
1-	ابراہیم	ابراہیم	21-	عزی یاہ	یوسف
2-	اسحاق	اسحاق	22-	یوتام	یہودہ
3-	یعقوب	یعقوب	23-	آحاز	شمعون
4-	یہودہ	یہودہ	24-	حزقی یاہ	لاوی
5-	فارص	فارص	25-	منسے	متات
6-	حصرون	حصرون	26-	آمون	یودام
7-	ارام	ارام	27-	یوشی یاہ	الی عازرا
8-	عمی ناداب	عمی ناداب	28-	یکن یاہ	یشوع
9-	نحشون	نحشون	29-	شالتی ایل	عیر
10-	سلمون	سلمون	30-	زروب بابل	المودام
11-	بوعز راحاب	بوعز	31-	ابی ہود	تو سام
12-	عوبید داعوت	عوبید	32-	الیاقم	ادی
13-	لیسی	لیسی	33-	عازور	ملکی
14-	داؤد	داؤد	34-	صاروق	نیری
15-	سلیمان	ناتان	35-	اخیم	شالتی ایل
16-	رجعام	متتا	36-	الی ہود	زروب بابل
17-	الی یاہ	منا	37-	الی عازار	ریسا
18-	آسا	ملیا	38-	متان	یوحنا
19-	یوشافاط	الیاقم	39-	یعقوب	یہودہ
20-	یورام	یونان	40-	یوسف شوہر مریم (*)	یوسف

	بمطابق متی	بمطابق لوقا
-41	عیسیٰ	شمعی
-42	--	متت یاہ
-43	--	تات
-44	--	نجائی
-45	--	حسلی
-46	--	نحوم
-47	--	عاموس
-48	--	متت یاہ
-49	--	یوسف
-50	--	ینا
-51	--	ملکی
-52	--	لاوی
-53	--	متات
-54	--	عالی/یعقوب
-55	--	یوسف
-56	--	عیسیٰ

نوٹ (*) : قرآن مجید میں تو عیسیٰؑ ابن مریم کی پیدائش کے بارے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ لیکن انجیل متی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شادی یوسف سے ہو چکی تھی۔ جو کہ حضرت مریمؑ کے عمزاد تھے۔ بعض علمائے اسلام بھی حضرت عیسیٰ کی بن باپ ولادت کو تسلیم نہیں کرتے۔

شجرہ اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام

حصہ اول

	روایت الخطبات الاحمدیہ	روایت کلبی	روایت ابن سعد	
-1	ابوالانبیاء ابراہیم			(1916 قبل مسیح)
-2	اسماعیل			(1910 قبل مسیح)
-3	قیدار	قیدار	قیدار	(عہد نامہ عتیق کے مطابق اولاد
-4	عوام	عرام	عرام	اسماعیل :- نبایوت، قیدار، ادبئیل،
-5	عوص اول	عوض	عوص	مبسام، مشماع، دومہ، مسا اور
-6	مر	مزی	منری	حدد، تیما، یطور، نافیش اور قدمہ)
-7	سمائے	سمی	شمی	
-8	رزاخ	زارح	زارح	
-9	ناجب	ناحث	ناحث	
-10	معصر	مقصر	مقصی	
-11	ابہام	ایہام	ابہام	
-12	اقتاد	اقتاد	اقتاد	
-13	عیسیٰ	عیصر	عیصر	
-14	حسان	دیشان	دیشان	
-15	عنقا	عیضی	عیضی	
-16	ارعوا	ارعوے	ارعوے	
-17	بلخی	یلجن	یلجن	
-18	بحرے	یحزن	تحزن	
-19	ہری	یثربی	یثربی	
-20	یس	سنبر	سنبر	
-21	حمران	حمدان	حمدان	
-22	الرصا	الدعا	الدعا	

حصہ دوم

	بروایت الخطبات الاحمدیہ	بروایت طبری	بروایت ابن سعد	
-23	عبید	عبید	عبید	
-24	عنفد	عبقر	عبقر	
-25	عسقی	عیفی	عیفی	
-26	احی	ماخی	ماخی	
-27	ناحور	ناحش	ناحش	
-28	ناجم	جاحم	جاحم	
-29	کالح	طابخ	طابخ	
-30	بدلان	یدلاف	تدلاف	
-31	یلدرم	بلداس	بلداس	
-32	حزا	حزا	حزا	
-33	ناسل	ناشد	ناشد	
-34	ابی العوام	عوام	عوام	
-35	تساویل	ابی	ابی	
-36	برو	قموال	قموال	
-37	عوص دوم	بوز	بوز	
-38	سلامان اول	عوص	عوص	
-39	الیمسع اول	سلامان	سلامان	
-40	ادو اول	ہمیسع	ہمیسع	
-41	عدنان اول	ادو	ادو	(600 قبل مسیح)
-42	معد اول	--	--	(588 قبل مسیح ہمعصر ارمیا نبی)
-43	حمل	--	--	
-44	نابت	--	--	
-45	سلاماں دوم	--	--	
-46	الیمسع دوم	--	--	
-47	الیمسع	--	--	
-48	اورو دوم	--	--	
-49	ادو	--	--	

حصہ سوم

	الخطبات الاحمدیہ	رحمت اللعالمین آباء الکرام (اب)	امہات العظام (ام)	امہات کے دودھیال اور ننھیال (بنت)
50-	عدنان دوم	عدنان	مہدد	اب : لہم بن جلجب بن جدیس بن جلتر بن ادم
51-	معد ثانی	معد	معانہ	اب : جوشم بن جلہمہ بن عمر بن برہ بن جرہم ام : سلمیٰ بنت الحارث بن مالک بن غنم (من جرغم)
52-	نزار	نزار	سودہ	اب : عک بن الریث بن عدنان
53-	مضر	مضر	رباب	اب : حیدہ بن معد
54-	الیاس	الیاس	لیلیٰ (خندف)	اب : حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ام : ضمریہ بنت ربیعہ بن نزار
55-	مدرکہ	مدرکہ	سلمیٰ	اب : اسلم بن الحاف بن قضاعہ
56-	خزیمہ	خزیمہ	عوانہ (ہند)	اب : سعد بن قیس بن عیلان بن الیاس ام : وعد بنت الیاس
57-	کنانہ	کنانہ	برہ	اب : مر بن او بن طانجہ (اخت تمیم بن مر) طانجہ برادر مدرکہ
58-	النضر	نضر	عکرشہ	اب : عدنان (حارث) بن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر
59-	مالک	مالک	جندلہ	اب : عامر بن الحارث بن منصاض بن زید بن مالک جرہمی ام : ہندبنت الطلیم بن مالک بن الحارث (جرہمی)
60-	فہر	فہر (الملقب بہ قریش)	لیلےٰ	ام : سلمیٰ بنت طانجہ بن الیاس
61-	غالب	غالب	عاتکہ	اب : یخلد بن النضر بن کنانہ ام : اینہ بنت شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔
62-	لوے	لوی	مادیہ	اب : کعب بن القین (ہو النعمان) بن حسیر بن شیع اللہ بن اسعد بن وبرہ بن تغلب

			بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ام: عاتکہ بنت کاہل بن عذرہ
63- کعب	کعب	محشیہ	اب :شیبان بن محارب بن فہر ام: وحشیہ بنت وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن صعمی بن جدیلہ۔
64- مرہ	مرہ	ہند	اب: سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک ام: اسامہ بنت عبد مناۃ بن کنانہ

اولاد مرہ (مرہ کے دونوں بیٹوں کی نسل)

حصہ چہارم

بمطابق رحمت اللعالمین آباء الکرام	امہات العظام	امہات کے دودھیال و ننھیال	بمطابق طبقات ابن سعد آباء الکرام	امہات العظام	امہات کے دودھیال و ننھیال
کلاب	فاطمہ (زہرہ بروایت معارف)	اب : سعد بن سیل (جبر) بن عوف بن عامر الحادٔ ام : ظریفہ بنت قیس بن امیہ ذی الراسین بن جیشم بن کنانہ بن عمرو بن القین بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان بن الیاس۔	تیم		
قصی	حبی	اب : خلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ (وہو الخزاعی) ام : ہند بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر (من الخزاعہ)	سعد	نعم	(i) نعم بنت ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر۔ (ii) نعم کی والدہ کا نام ناہیہ تھا۔ ناہیہ بنت الحارث بن منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی۔ (iii) ناہیہ کی والدہ کا نام سلمی تھا۔ سلمی بنت ربیعہ بن رہیب بن جناب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی۔ (iv) سلمی کی ماں خدیجہ تھیں۔ خدیجہ بنت سعد بن سہم۔ (v) خدیجہ کی ماں عاتکہ تھیں۔ عاتکہ بنت عبدہ بن زکوان بن غاضرۃ بن معصعہ (طبقات ابن سعد) (vi) طلیق بن ابی طالب بن عبدالمطلب کی ماں .

آباء الکرام	امہات العظام	امہات کے دودھیال و ننھیال	آباء الکرام	امہات العظام	امہات کے دودھیال و ننھیال
					عکہ تھیں۔ اور ان کے ماں جائے بھائی حویرث تھے۔ حویرث ابن ابی زباب بن عبداللہ بن عامر بن الحارث ابن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ۔
عبدمناف	عاتکہ		کعب		(i) آپ کی والدہ کا نام نعم تھا۔ (ii) اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی ماں کانام حطبا تھاجن کے سلسلہ میں رسالتمابؐ پیدا ہوئے۔ اور ان کانام ریطہ تھا۔ ریطہ بنت کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ ریطہ کی والدہ نائلہ بنت حذافہ بن جمع بن عمرو بن ھصیص بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔ (صالحات وصحابیات ص 29)
ہاشم	سلمیٰ	ا ب : عمرو بن زید بن لبید بن خدا بخش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار (تیم اللہ) بن ثعلبہ خزرجی۔ ا م : عمیرہ بنت صخر بن حبیب ابن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار ساکن مدینہ	عمرو		ابولہب بن عبدالمطلب جن کا نام عبدالعزیٰ اور ابو عتبہ کنیت تھی۔ ان کی ماں لبنی تھیں۔ جن کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ لبنی بنت حاجر بن عبد مناف ابن ضاطر بن جیشہ بن سلول بن کعب بن عمرو جو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔ لبنی کی ماں ہند تھیں۔ ہند بنت عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ (ii) ہند کی ماں سوداء تھیں۔ سوداء بنت ندہرۃ بن کلاب۔

بمطابق رحمت اللعالمین			بمطابق طبقات ابن سعد		
آباء الکرام	امہات العظام	امہات کے دودھیال و ننھیال	آباء الکرام	امہات العظام	امہات کے دودھیال و ننھیال
عبدالمطلب	فاطمہ	ا ب : عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ۔ ا م : صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ۔ (ii) صخرہ کی ماں کا نام تخمر بنت عبد بن قصی۔ اور صخرہ کی نانی کا نام سلمٰی بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر۔	عامر	آمنہ	
عبداللہ	آمنہ	ا ب : وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب ا م : برہ بنت عبدالعزیٰ بن عبدالدار بن قصی	عثمانؓ (ابوقحافہ)	(i) ام الخیر سلمٰی (ii) ہند	سلمٰی بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہند بنت نقید بن بجیر بن عبد بن قصی۔
محمد رسول ﷺ			عبداللہ ابوبکر صدیقؓ خلیفتہ الرسول		

(باقی تفصیلات صفحہ 162 پر ملاحظہ کریں)

شجرہ اولاد عدنان

عدنان (۶۰۰ ق م)

(عدنان رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ کے اجداد میں اکیسویں پشت پر ہیں)

- معد (۵۸۸ ق م)
  - (i) نزار (کنیت ابو ایاد)
    - (ii) مضر
      - (v) الیاس (کنیت ابو عمرو)
        - مدرکہ (1) (vi) (عمرو)
        - طانجہ (2)
        - قیس عیلان (3)
    - (iii) ایاد
    - (ii) ربیعہ
    - (iv) انمار
  - قنص (اولاد قنصی کہلائی)
- عک

(1) شجرہ اولاد مدرکہ بن الیاس بن مضر بن زاد بن معد

مدرکہ

- خزیمہ (کنیت ابو الاسد)
  - کنانہ (کنیت ابو نصر)
    - نضیر (قیس)
      - مالک (کنیت ابو الحارث)
        - فہر (قریش)
        - حرف
    - مالک
    - عبد مناۃ
      - خزیمہ یا مصطلق
    - عمر
    - احابیش
    - عامر
  - ہون
    - قارہ
      - دیش
      - عضل
  - اسد
    - حملہ
    - کاہل
    - عمر
    - دودان (ام المومنین زینب کا نسب ان سے ملتا ہے)
- (vii) ہذیل (اولاد ہذیلی کہلائی)

(i) حضرت امام احمد بن جنبل کا نسب ملتا ہے۔

(ii) مضر و ربیعہ کی نسل وسط عرب میں آباد ہوئی مضر دین حنیف پر تھے اور مضر الحمراء کے لقب سے تاریخ میں مشہور ہیں

(iii) ایاد کی اولاد ثغور و اطراف میں پائی جاتی ہے۔

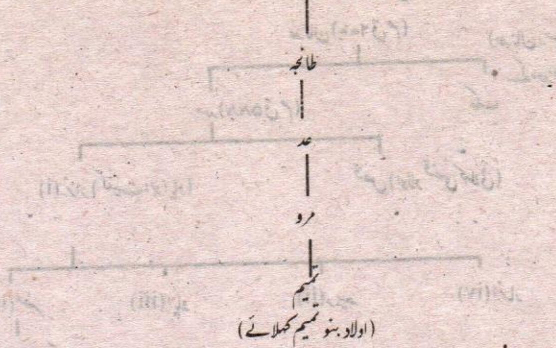
(iv) [illegible] ی اولاد نجد اور اطراف حجاز میں آباد ہوئی

(v) الیاس کا لقب کبیر قوم تھا۔

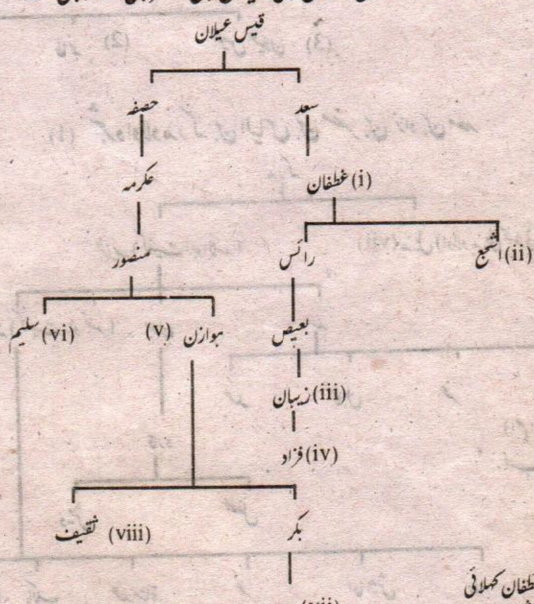
(vi) مدرکہ کی کنیت ابو ہذیل تھی

(vii) عبد اللہ ابن مسعود کا نسب ملتا ہے۔

(2) شجرہ اولاد طانجہ بن الیاس بن مضر بن نزاد بن معد



(3) شجرہ قیس عیلان بن الیاس بن مضر بن نزاد بن معد



(i) اولاد بنو غطفان کہلائی

(ii) اولاد بنو اشجع کہلائی

(iii) اولاد بنو زبیان کہلائی

(iv) اولاد بنو فزارہ کہلائی

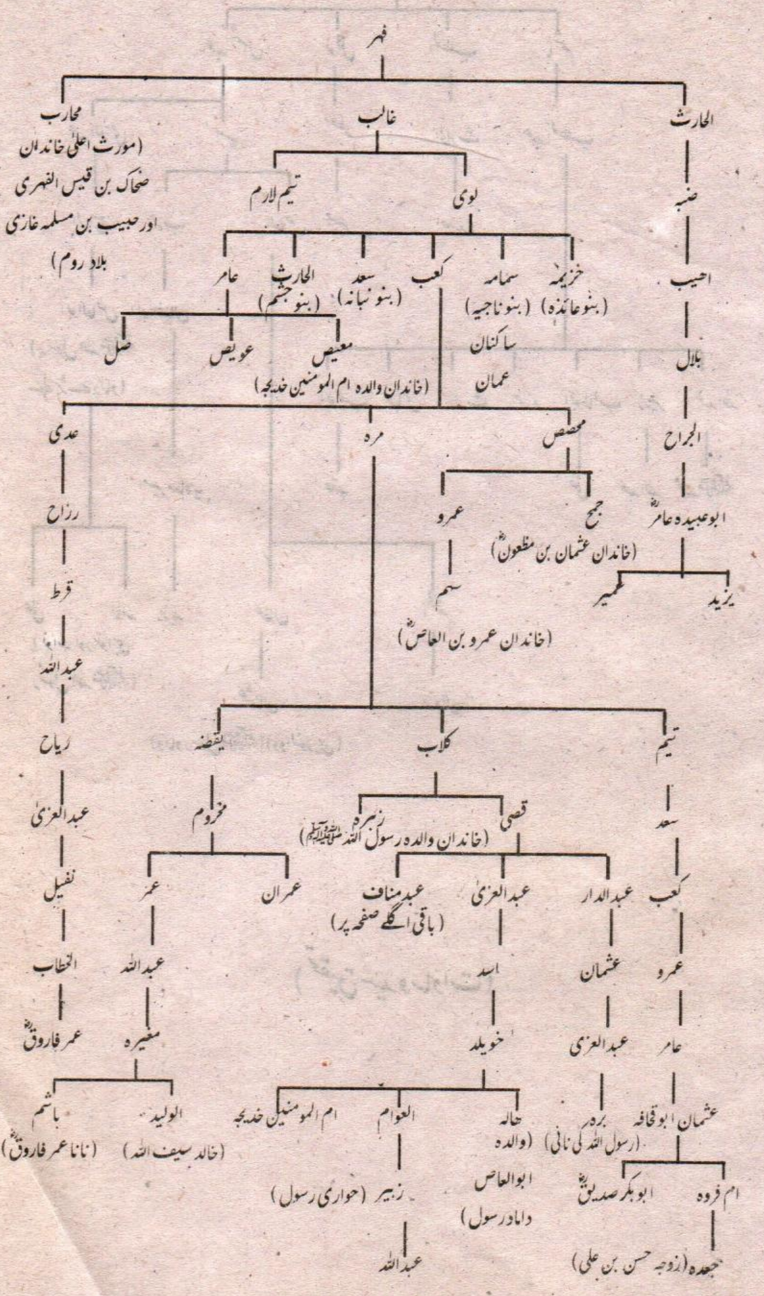
(v) اولاد بنو ہوازن کہلائی

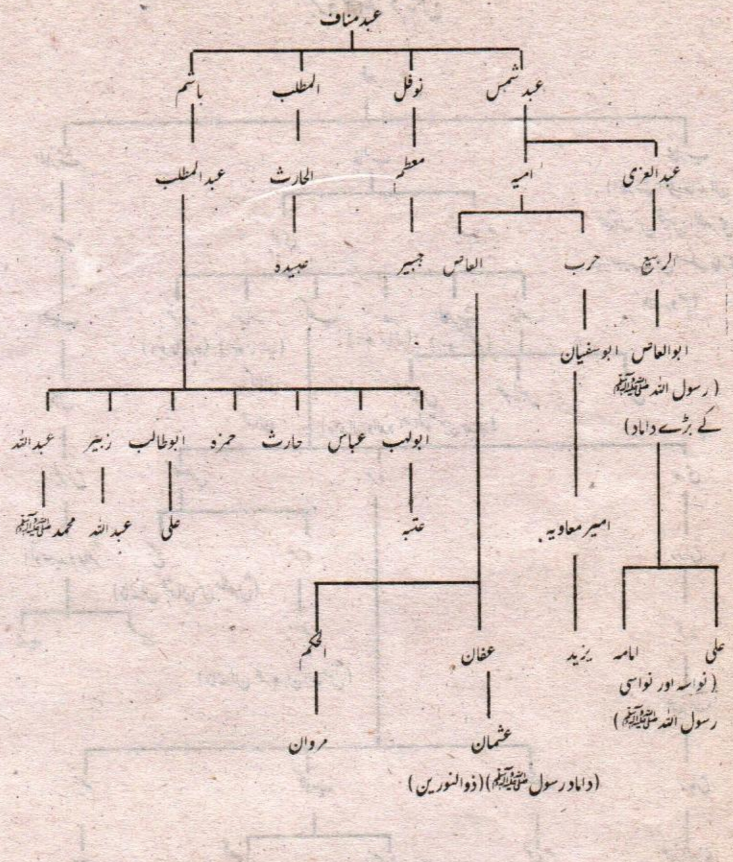
(vi) اولاد بنو سلیم کہلائی

(vii) بنو سعد حضرت حلیمہ [illegible] قبیلہ ہے

(viii) اولاد بنو ثقیف کہلائی

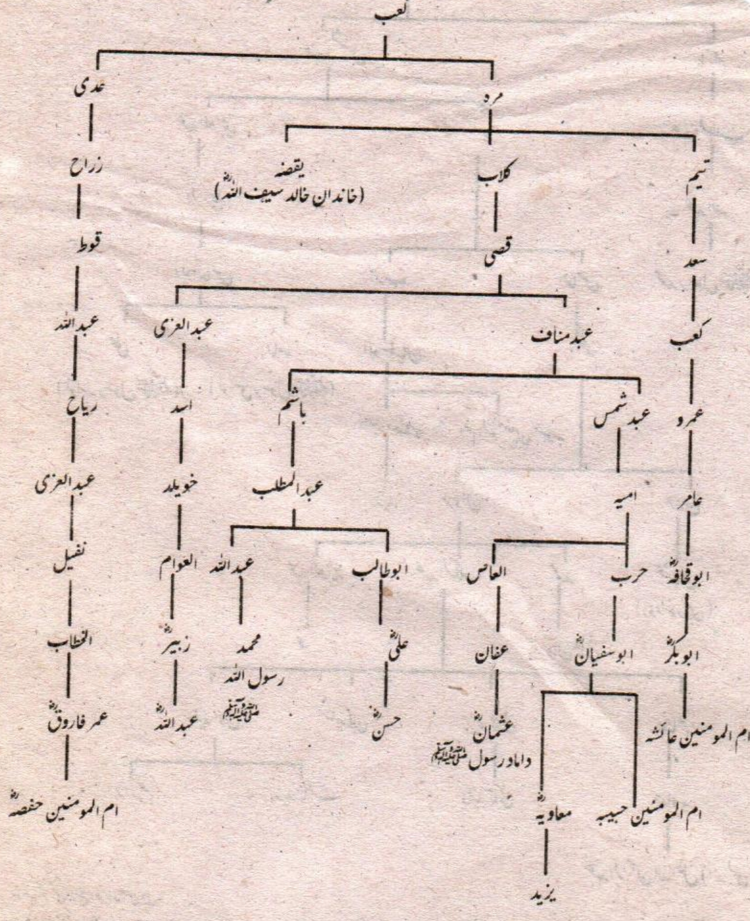
شجرہ قبیلہ قریش



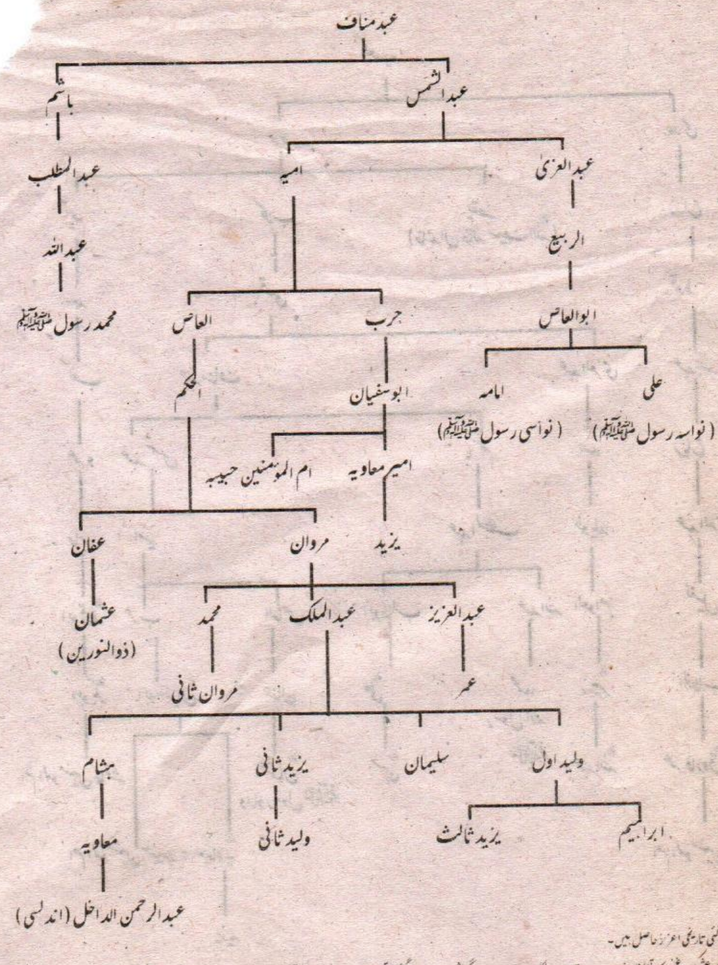


(تحقیق سید وسادات)

نسب نامہ خلفاء راشدینؓ (کعب بن لوی بن غالب بن فہر)



شجرہ نسب خلفائے بنو امیہ (عبد مناف بن قصی بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر)



بنو امیہ کو کئی تاریخی اعزاز حاصل ہیں۔

(i) حضرت عثمان غنی کا تعلق بنو امیہ سے تھا اور بالکل ابتدا ہیں حلقہ بگوش اسلام ہوگئے تھے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں سے ایک ام کلثوم اور دوسری رقیہ سے یکے بعد دیگرے ان سے شادی کی۔ اس لئے ذوالنورین کہلائے۔ ہجرت حبشہ کے وقت بھی حضرت رقیہ بنت رسول ان کے ہمراہ تھیں

(ii) بیعت رضوان کا واقعہ بہت اہم جس کا ذکر قرآن پاک میں سورہ فتح میں کیا گیا ہے۔ یہ بیعت صلح حدیبیہ ذیقعد ۶ ھ (فروری ۶۲۸ء) کے موقعہ پر پیش آیا جب رسول اللہ نے حضرت عثمان غنی کو مکہ میں مشرکین سے گفتگو کے لئے بھیجا۔ جب انہیں واپسی پر دیر ہوگئی تو مسلمانوں کو تشویش ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو بیعت کے لئے بلایا۔ آنحضرت نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی اسطرح کہ اپنا دایاں دست مبارک اپنے بائیں دست مبارک پر رکھ کر فرمایا اے میرے خدا یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ یہ بیعت عثمان کی شہادت سے متعلق ظاہری افواہ پھیل جانے پر مسلمانوں نے آپ کا بدلہ لینے اور خون کو اس جنگ میں ثابت قدم اور قوی رکھنے پر بیعت کی تھی۔ سورۃ فتح میں اس بیعت کا ذکر یوں ہے۔ حق تعالیٰ ان تمام مومنین سے راضی ہوگیا جو آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

(iii) ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ بہت پہلے اسلام لاچکی تھیں ہجرت حبشہ بھی کی۔ اور وہیں رسول اللہؐ نے وکیل کے ذریعہ سے انہیں حبالہ عقد میں لیا۔ یہ عقد خود شاہ حبشہ نے کیا۔

(IV) فتح مکہ کے وقت ۸ ھ میں رسول اللہ نے حضرت ابوسفیان کا گھر دارالامن قرار دیا۔

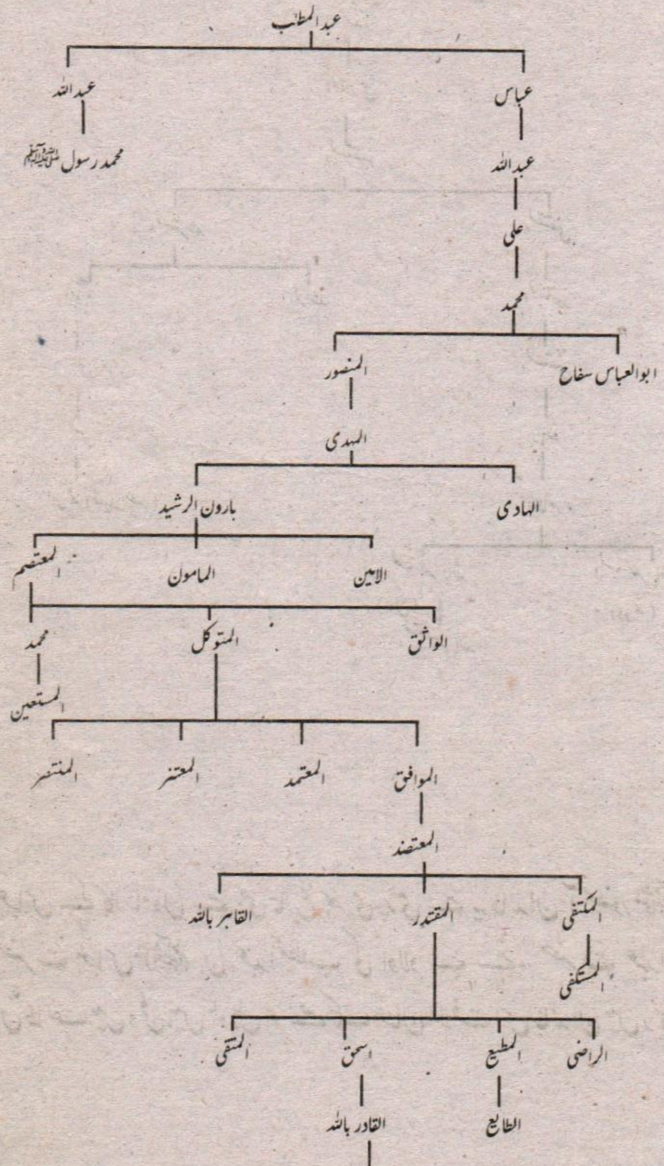
(V) حضرت امیر معاویہ کاتب وحی تھے اور اسلام کی فوج کے پہلے امیر البحر تھے۔

(Vi) حضرت ابوسفیانؓ کے دوسرے بیٹے یزید بن ابوسفیانؓ نے غزوات میں بہت کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

(vii) یزید بن معاویہؓ کے بیٹے خالد اپنے زمانے کے مشہور سائنسدان گزرے ہیں اور اولین مسلمان سائنسدان ہیں حضرت امیر معاویہ شام میں دفن ہیں۔

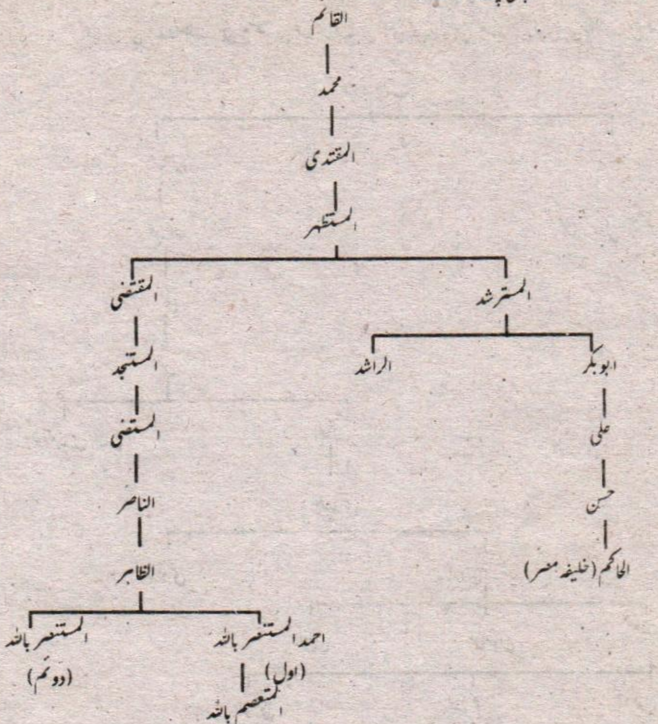
شجرہ نسب خلفائے عباسیہ

عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر



(باقی اگلے صفحہ پر)

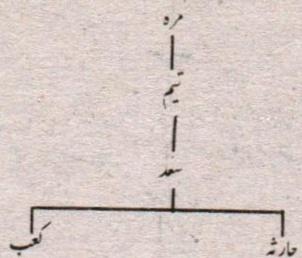
(باقی پچھلے صفحہ سے)



بنو عباس کے کارناموں سے بھی تاریخ بھری پڑی ہے یہ خاندان آنحضور ﷺ کے چچا حضرت عباس ﷺ بن عبدالمطلب کی اولاد سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ طائف میں دفن ہیں طویل عرصے تک عنان خلافت اس خاندان میں رہی

نسب نامہ بنی تیم بن مرہ

(بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر)



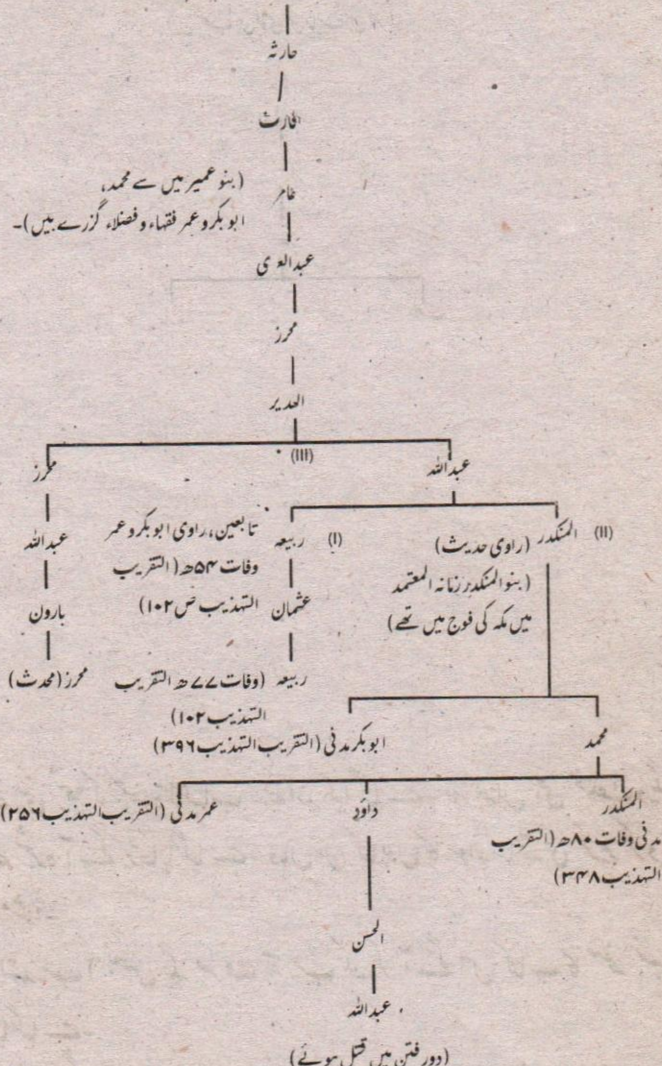
شجرہ بائے بنی تیم کو جمہرۃ الانساب سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور جہاں بھی مختلف دیگر کتب سے شجرہ آگے بڑھایا گیا ہے۔ وہاں ان کتابوں کا حوالہ ساتھ ہی تحریر کر دیا گیا ہے۔ مثلاً:۔

تقریب التہذیب (بعض جگہ صرف تقریب لکھ کر آگے اس کتاب کا صفحہ نمبر درج کر دیا گیا ہے۔

اسد الغابہ۔ آگے صفحہ نمبر اور جلد نمبر تحریر ہے۔ اسی طرح طبقات ابن سعد (صالحات وصحابیات) اسکے بعد صفحہ نمبر کتاب المعارف (ابن قتیبہ) وغیرہ

(تمام کتابوں کی تفصیلات جن کے حوالہ جات آئے ہیں فہرست کتب میں ملاحظہ فرمائیں جو اس کتاب کے آخری حصہ میں دئیے گئے ہیں۔

نسب نامہ حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ



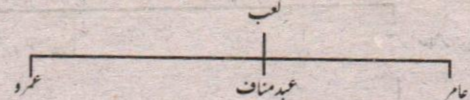
(i) سیدنا ربیعہ کا نسب اسد الغابہ میں اسطرح ہے ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم (ص ۲۳۵ جلد ۳) (اس میں محرز نہیں ہے)

(ii) سیدنا المنکدر کا نسب اسد الغابہ میں اس طرح ہے۔ منکدر بن عبداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ (ص ۲۳۹ جلد ۸)

(iii) سیدنا عثمان ابن عبیداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ (اسد الغابہ ص ۲۱۶ جلد ۶)

باقی اگلے صفحہ پر

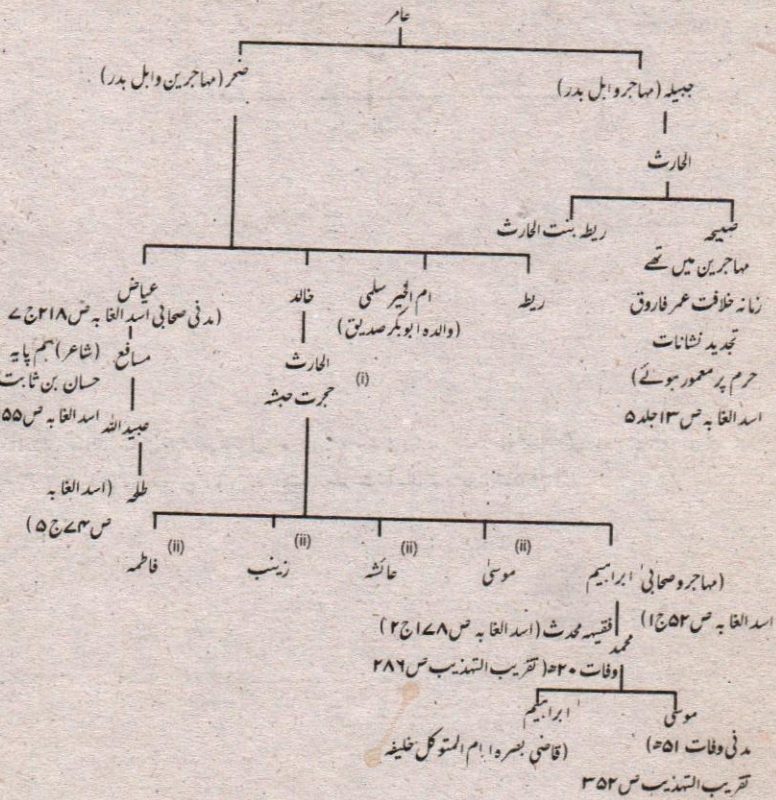
نسب نامہ کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



بقیہ اگلے صفحہ کا حاشیہ

(iv) ریطہ بنت الحارث بن جبیلہ بن عامر بن سعد بن تیم۔ ریطہ کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مشنوء بن عبد بن حبتر خزاعیہ ہیں ریطہ کی ایک بہن کا نام صبیحہ بنت حارث ہے۔ (صالحات وصحابیات ۳۳۵)

نسب نامہ عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



(i) حارث نے اپنی زوجہ ریطہ بنت الحارث بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کے ہمراہ ہجرت حبشہ کی تھی۔ مدینہ آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی شادی یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی سے کر دی۔

(ii) موسیٰ، عائشہ، زینب، فاطمہ حبشہ میں پیدا ہوئے ام ریطہ بنت الحارث کے بطن سے (اسد الغابہ ص ۲۴۵ جلد ۸)

(iii) ریطہ کی بیٹی کا نام سلمیٰ یا ام مسطح تھا جو ابو درہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔ اور سیدنا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن مناف بن قصی قریشی کی والدہ تھیں۔ (اسد الغابہ ص ۲۳ جلد ۷ اور ص ۲۷ جلد ۸) آپکے دو بچے مسطح اور ہند پیدا ہوئے (صحابیات و صحابیات ص ۳۱۰)

عبدمناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

کعب

عبدمناف

خالد

قیس

ابن سلیم

عتاب یمامہ میں شہید ہوئے صحابی۔

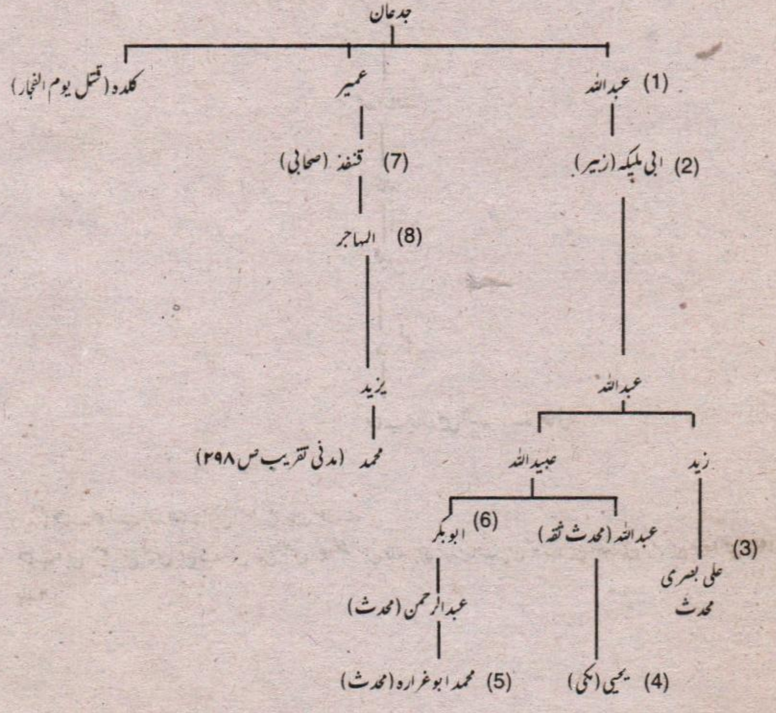
سیدنا عتاب کا نسب اسد الغابہ میں اسطرح بیان ہوا ہے
عتاب ابن سلیم بن قیس بن خالد بن مدلج یعنی ابوالحشر بن خالد بن عبدمناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ (ص ۱۹۳ جلد ۶)

عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

عمرو

جدعان — عامر — عثمان

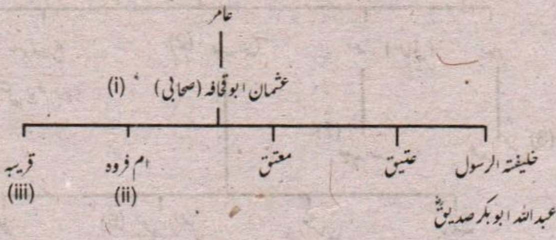
جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



(1) (سید القریش فی زمانہ)

(2) مدنی صحابی محدث حدیث عن ابوبکر صدیق (تقریب ۱۰۸ اسد الغابہ ۲۶۲ جلد ۱۱)
(3) (اصلاً حجازی المشہور علی بن زید بن جدعان وفات ۱۳۱ھ یا اس سے قبل)
(4) بمطابق تقریب التہذیب یحیی بن عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ وفات ۳۷ھ (5) کی نسب بمطابق تقریب التہذیب محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ص ۳۰۷، ۴۲۱
(6) ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ المکی (بمطابق تقریب التہذیب ۳۹۶)
(7) حاکم مکہ رہے (اسد الغابہ ۲۸۱ جلد ۷)
(8) صحابی نام عمرو بمطابق اسد الغابہ سیدنا عمرو ابن خلف بن عمیر بن جدعان (ص ۳۴۳ جلد ۸) اور بمطابق تقریب تہذیب (۳۴۹) وفات بصرہ اور عمرو بن خلف بن عمیر بن جدعان (اسد الغابہ ۱۳۸ ج ۷)

عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



(i) والدہ کا نام آمنہ بنت عبد العزیٰ بن حدثان بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب وفات ۱۴ھ لعمبر ۹۴ سال (اسد الغابہ ۲۱۴ جلد ٦) وفات ۱۴ محرم ۱۴ھ ۱۰ مارچ ۹۷ برس (۶۳۵ ماثر الاجداد)

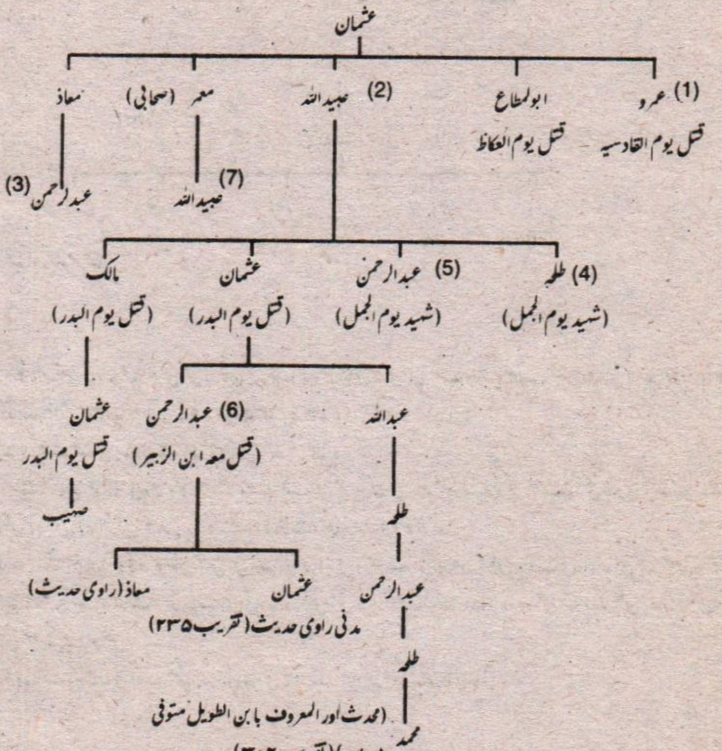
(ii) زوجہ الاشعث الکندی بعد وفات زوجہ قیس بن سعد بن عبادہ
ام فروہ بنت عثمان ابو قحافہ کی والدہ کا نام ہند تھا۔ اشعث بن قیس کندی سے حضرت ابو بکر علیہ السلام نے انکی شادی کی۔ جن سے چار بچے محمد، اسحق، اسماعیل، قریبہ پیدا ہوئے۔ (صالحات وصحابیات ۳۲۹)

(iii) قریبہ بنت عثمان ابو قحافہ کا نکاح قیس بن سعد بن عبادہ بن ولیم سے ہوا اور لاولد رہیں۔ آپ کی والدہ بھی ہند تھیں۔

(iv) طبقات ابن سعد، صالحات وصحابیات میں ایک اور بیٹی جن کا نام ام عامر لکھا ہے۔ اور وہ بھی ہند کے بطن سے ہوئیں۔ ایک بیٹی ضعیفہ پیدا ہوئیں۔

(v) ام فروہ بنت ابو قحافہ کی ایک بیٹی جعدہ کی شادی حضرت حسن بن علی سے بتائی جاتی ہے۔

عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



(1) آپ کی والدہ کا نام ہندہ بنت بیاع بن عبد یالیل بن غنزہ بن سعد بن لیث بن بکر تھا مہاجرین حبشہ میں سے تھے (اسد الغابہ ۱۶۳ جلد ۷) باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں (اسد الغابہ ۲۰ جلد ۸ اور ۱۷۱ جلد ۶)

(2) زوجہ صعبہ بنت الحضرمی تھیں۔

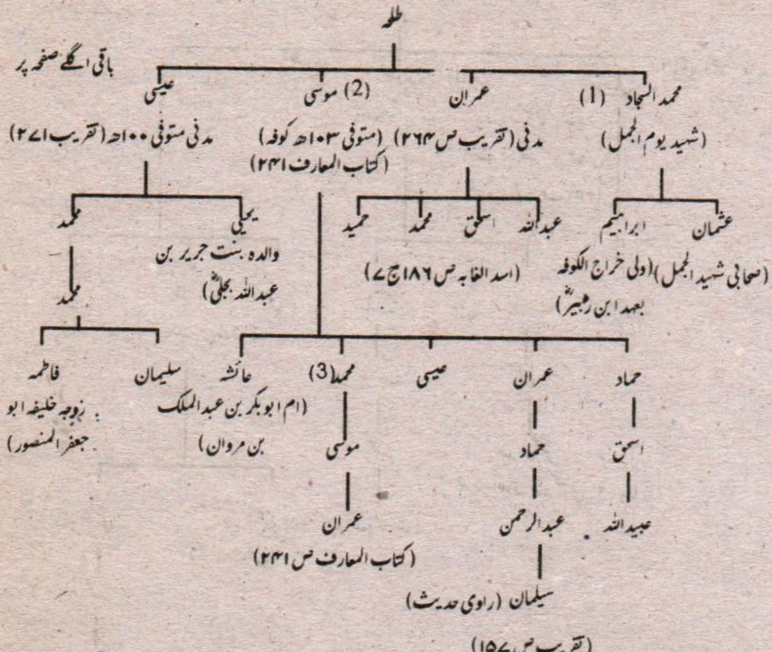
(3) صحابی راوی حدیث (اسد الغابہ ۱۳۹ جلد ۶)

(4) والدہ کا نام صعبہ بنت عبداللہ بن عمار الحضری (طبقات ابن سعد حصہ سوم) صعبہ سے ابوسفیانؓ نے نکاح کیا تھا جن سے سیدنا خزرج بن ابی صدف متولد ہوئے (اسد الغابہ ۷ جلد ۷) صعبہ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت وہب بن عبد بن قصی بن کلاب تھا۔ جبکہ وہب بن عبد صاحب الرفادہ تھے (طبقات ابن سعد حصہ دوم)

(5) جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوئی تھی جس میں حضرت طلحہؓ اور انکے بھائی عبدالرحمنؓ شہید ہوئے جبکہ یہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کی طرف سے جنگ لڑے تھے (اسد الغابہ ص ۱۱۷ جلد ۶)

(6) والدہ کا نام عمیرہ بنت جدعان تھا جو کہ عبداللہ بن جدعان کی بہن تھیں۔ (تقریب ۲۰۶ اور اسد الغابہ ۱۱۸ جلد ۶)

طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



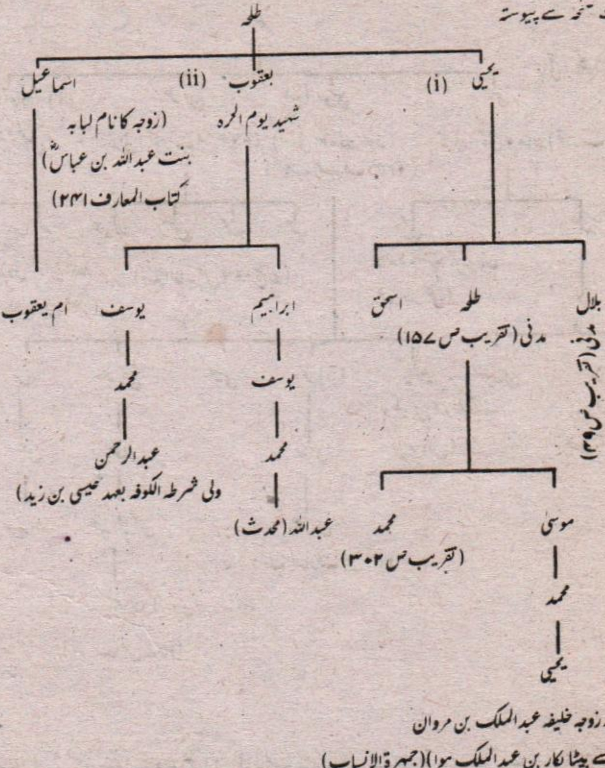
(۱) محمد السجاد کی میت دیکھ کر حسن نے اپنے والد علیؑ ابن ابی طالب سے کہا میں نے ادھر آنے سے آپ کو بار بار منع کیا لیکن فلاں فلاں کی باتوں میں آ گئے علیؑ نے کہا کہ میں آج یعنی یوم الجمل سے بیس برس پہلے ہی کیوں نہ مر گیا ہوتا محمد السجاد اور عمران کی ماں کا نام حمنۃ بنت الجحش اور انکی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب جو کہ رسول اللہ کی پھوپھی تھیں (کتاب المعارف ۲۳۸) (طبقات ابن سعد ج ۳) (صالحات وصحابیات ۳۲۳) آپ کے والد اور چچا بھی جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

(۲) موسی کی والدہ کا نام خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بن تمیم تھا (جمہرۃ الانساب) قعقاع کو سخاوت کیوجہ سے تیار الفرات یعنی موج دریائے فرات کہا جاتا تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۳) کمانڈر فوج بعہد خلیفہ عبدالملک بن مروان انکی والدہ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق کی بیٹی تھیں)

ت صفحہ سے پیوستہ

(باقی اگلے صفحہ پر)



(i) عیسی اور یحییٰ کی والدہ کا نام سعدی بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ تھا

(ii) یعقوب بن طلحہ اسماعیل و اسحق کی والدہ کا نام ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس (طبقات ابن سعد ج ۳)

(پچھلے صفحہ سے پیوستہ) (باقی اگلے صفحہ پر)

طلحہ
- (1) اسحق
  - عبداللہ — انکی والدہ بنت موسیٰ اشعری تھیں
    - موسیٰ (مدنی تقریب ۳۵۱)
  - یحیی (راوی حدیث)
  - معاویہ (راوی حدیث) نام معویہ ابوالازہر تقریب ۳۴۱
  - مصعب (راوی حدیث)
- (2) ذکریا
  - یحیی
    - محمد
      - قاسم (ولی شرطہ الکوفہ بعہد عیسیٰ ابن زید)
- (3) ام اسحق

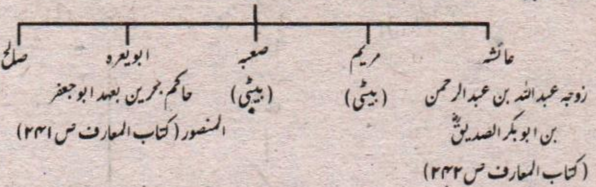
(1) حاکم خراسان بعہد امیر المومنین معاویہؓ (کتاب المعارف ص ۲۴۱)
(2) والدہ کا نام ام کلثوم بنت ابوبکر صدیقؓ (کتاب المعارف ۲۴۲)
(3) والدہ کا نام ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان الطائی (جمہرۃ الانساب)

ام اسحق کی پہلی شادی حسن بن علیؓ سے اور بعد میں حسین بن علیؓ سے ہوئی جن سے فاطمہ بنت حسین متولد ہوئیں اسکے بعد آپکی شادی عبداللہ بن محمد ابی عتیق سے ہوئی جس سے لڑکی امیہ متولد ہوئیں (کتاب المعارف ۲۴۱)

نوٹ:۔

(i) ذکریا یوسف اور عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیقؓ تھیں (طبقات ابن سعد ج ۳)
(ii) ام اسحق بنت طلحہ جن سے حسن بن علی ابن طالب نے نکاح کیا۔ ان سے طلحہ بن حسن پیدا ہوئے۔ ام اسحق کی والدہ الجرباء تھیں۔ جو ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان طے میں سے تھیں (طبقات ابن سعد ج ۳)

پچھلے صفحہ سے پیوستہ



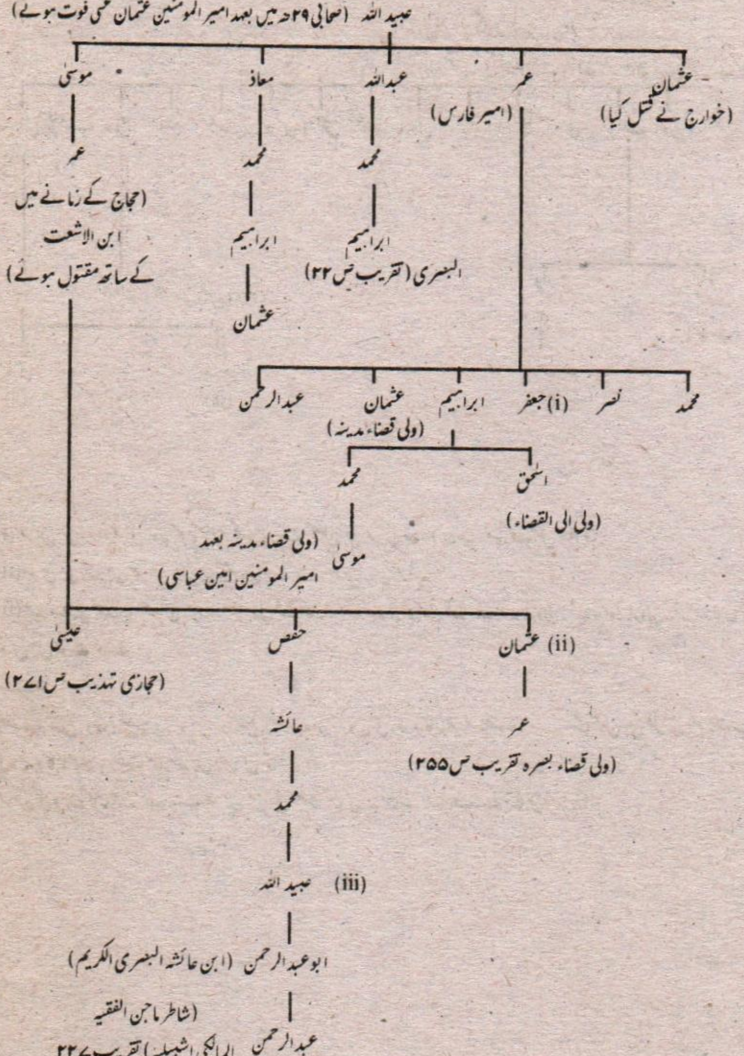
(i) صعبہ بنت طلحہؓ اور مریم بنت طلحہ کی والدہ ام ولد تھیں۔

(ii) صالح بن طلحہ لاولد تھے جنکی والدہ الفرعہ بنت علی تھیں جو بنی تغلب کے قیدیوں سے تھیں۔

(iii) عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ کی والدہ زین بنت حارث بن نعمان بن شراحیل بن خباب از بنو قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہے (صالحات وصحابیات ۴۸۶)

عائشہ بنت طلحہ نے تاریخ میں بڑا نام پایا۔

عبید اللہ بن معمر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

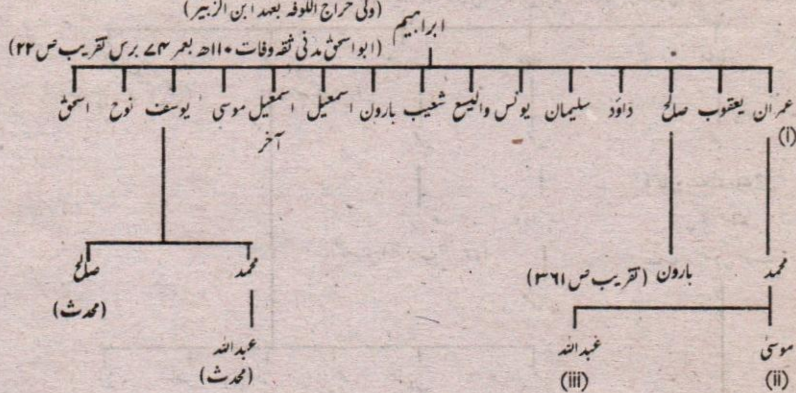


(i) جعفر بن عمر بن عبید اللہ کی والدہ فاطمہ بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب تھیں اور فاطمہ کی ماں کا نام ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر بن اطالب تھا جنھوں نے بعد میں حجاج بن یوسف سے شادی کی۔ ام کلثوم کی ماں کا نام زینب بنت علی بن ابی طالب اور ام کلثوم کی نانی فاطمہ بنت محمد رسول اللہ تھیں۔

(ii) عثمان بن عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ بعہد مروان بن محمد ولی قضاء مدینہ اور بعہد جعفر بن منصور ولی قضاء بغداد ہوئے

(iii) ابن عائشہ ھو عبید اللہ بن محمد بن حفص ابن عائشہ نسبت عائشہ بنت طلحہ۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



(i) عمران بن ابراہیم کی زوجہ کا نام ام کلثوم بنت فضل بن عباسؓ تھا۔ (کتاب المعارف ص ۲۴۰)

(ii) موسیٰ بن محمد بن عمران بن ابراہیم ولی قضاء مدینہ بعہد ہارون الرشید

(ii) عبداللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم ولی قضاء مدینہ بعہد مہدی اور ولی قضاء مکہ بعہد ہارون رشید۔ اور ہارون رشید کے ساتھ طوس میں فوت ہوئے

نوٹ:۔

یعقوب، صالح، داؤد، سلیمان، یونس، والیسع، شعیب اور ہارون کی والدہ کا نام ام یعقوب بنت اسماعیل بن طلحہ اور ام یعقوب کی والدہ کا نام لبابہ بنت عبداللہ بن العباس تھا۔

عمران کی والدہ کا نام زینب بنت عمران بن ابی سلمۃ مخزومی اور کتاب المعارف کے مطابق حمنہ تھا۔

عبداللہ (ابوبکر صدیقؓ) بن عثمان ابوقحافہؓ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

ابوبکر صدیق پیدائش ۵۷۳ عیسوی مکۃ المکرمہ خلیفہ الرسول ﷺ وفات مدینہ
۱۲ جمادی الثانی ۱۳ھ بمطابق پیر ۲۲ اگست ۶۳۴ عیسوی

عبداللہ

- عبداللہ (i) (صحابی) — اسمٰعیل
- اسماء (صحابیہ) (زوجہ زبیر بن العوامؓ عشرہ بشرہ)
- عبدالرحمٰن (ii) (صحابی)
- عائشہ (ام المومنین زوجہ محمد رسول ﷺ وفات ۵۹ھ)
- محمد (شہید بمقام مصر)
- ام کلثوم (iii) (زوجہ طلحہ بن عبیداللہ عشر بشرہ)

(i) عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی زوجہ کا نام سیدہ عاتکہ جو کہ بہن تھیں سیدنا سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن عدی بن کعب (اسد الغابہ)

(ii) عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق ﷺ مکہ مکرمہ میں ۵۳ھ یا ۵۸ھ میں فوت ہوئے آپکی ایک زوجہ کا نام لیلیٰ بنت الجودی جو کہ قبیلہ غسان سے تھیں۔

(iii) ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق زوجہ تھیں طلحہ بن عبیداللہ کی جن سے ذکریا اور عائشہ پیدا ہوئے۔ بعد شہادت حضرت طلحہؓ آپ کا نکاح عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی سے ہوا۔

نوٹ:۔

(1) عبداللہ بن ابوبکر اور اسماء بنت ابوبکر کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد بن سعد بن جابر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی تھا (جمہرۃ الانساب) اور طبقات ابن سعد جلد سوم کے مطابق قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد اسد بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھا۔

(2) عبدالرحمن بن ابوبکر اور عائشہ بنت ابوبکر صدیق کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عمیر بن ذہل بن دھمان بن الحارث بن تیم بن مالک بن کنانہ تھا (جمہرۃ الانساب) وفات ۶ھ بمطابق ۶۲۸ عیسوی

(3) محمد بن ابوبکر الصدیق ﷺ کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔ اسماء کے باقی دو بیٹوں کے نام عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور یحییٰ بن علی بن ابی طالب تھا۔

(4) ام کلثوم بنت ابوبکر کی والدہ کا نام بنت خارجہ بن زید الانصاری تھا (اور ابن سعد کی روایت کے مطابق طلحہ بن عبیداللہ سے آپکے تین بچے ذکریا یوسف اور عائشہ جبکہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے ابراہیم احول موسیٰ ام حمید اور ام عثمان چار بچے پیدا ہوئے (صالحات و صحابیات ۴۸۱)

عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق بن عثمان ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

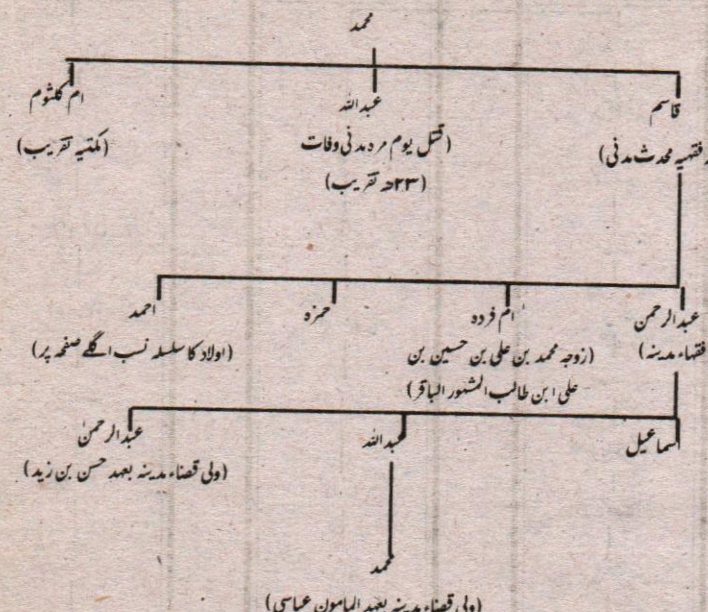
- عبدالرحمنؓ (صحابی)
  - ام حکیم (زوجہ موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی)
  - محمد (صحابی)
    - عبداللہ (ابن ابی عتیق)
  - (ii) اسماء (کتاب المعارف)
  - (i) عبداللہ
    - نفیسہ
    - طلحہ (مدنی)
      - شعیب (طبقات ابن سعد ج ۳)
      - محمد (عامل مکہ جنکی اولاد بکثرت مدینہ اور قرب وجوار میں آباد ہوئی کتاب المعارف)
    - ابوبکر (ثار بالسوس زمانہ امیر المومنین مروان بن محمد)
      - ہاشم (ولی قضاء مصر اور جنکی اولاد کوفہ میں آباد ہوئی)
    - عمران
      - موسیٰ (طبقات ابن سعد ج ۳)
    - عتبہ (کتاب المعارف)
    - عبدالرحمنؒ
    - اسماعیل (کتاب المعارف)
  - میمونہ (زوجہ امیر المومنین ہشام بن عبدالملک جمہرۃ الانساب)
  - قریبہ
  - (iii) حفصہ (بعض جگہ ابی حفصہ آیا ہے کتاب المعارف)

(i) عبداللہ بن عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیق کی زوجہ کا نام عائشہ بنت طلحہ تیمی تھا۔ اولاد میں نفیسہ طلحہ ابوبکر عمران اور عبدالرحمنؒ ہوئے اور ان سب کی والدہ آپ ہی تھیں۔ ایک اور روایت میں ابوبکر، طلحہ، عمران عبدالرحمنؒ اسمٰعیل اور عتبہ اور ایک لڑکی نقیبہ زوجہ امیر المومنین ولید بن عبدالملک ہوئیں۔

(ii) اسماء بنت عبدالرحمنؓ بن ابوبکر آپ حفصہ کی علاتی بہن ہیں آپکی والدہ ام ولد ہیں۔ آپ سے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق نے شادی کی۔ جن سے عبدالرحمن ام فروہ ام حکیم اور عبدہ چار بچے پیدا ہوئے۔ (ام فروہ جعفر الصادق کی والدہ ہیں صالحات وصحابیات ۴۸۷)

(ii) حفصہ بنت عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیق آپکی والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ ہیں۔ حفصہ کا نکاح منذر بن زبیر بن العوام سے ہوا۔ جن سے عبدالرحمنؒ ابراہیم اور قریبہ تین بچے پیدا ہوئے۔ منذر کے بعد آپ سے حسین بن علی بن ابی طالب نے نکاح کیا۔ ام المومنین سلمیٰ آپکی خالہ تھیں۔ (صالحات وصحابیات ۴۸۷)

محمد بن ابوبکر بن عثمان ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ



(i) مختلف روایات کے مطابق اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر دونوں کا آپکی زوجہ ہونے کا بتایا گیا ہے۔ شاید ایک کی وفات کے بعد دوسری بہن سے شادی کی ہو۔

(ii) تحقیق الانساب اور مراۃ الانساب کے مطابق حمزہ بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق کی اولاد میں قاضی نظام الدین قاضی نصر اللہ اور شاہ عبدالباری ہوئے۔ شاہ عبدالباری حضرت ابوبکر کی ۳۲ ویں پشت اور ۲۲ ویں پشت میں قاضی نصر اللہ اور ۲۱ ویں پشت میں قاضی نظام الدین ہوئے۔

(iii) سلسلہ سہروردیہ کے بانی ضیاالدین سہروردی حضرت ابوبکر کی ۱۲ ویں پشت اور شہاب الدین سہروردی تیرھویں پشت بواسطہ عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر ہوئے۔

(iv) نواب وقار الملک کا نسب شیخ عبدالجلیل بن حمزہ بن احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر سے ملتا ہے۔ (مراۃ الانساب)

(v) حیدر آباد دکن کے امیر محمد آصف جاہ نظام الملک کا سلسلہ نسب حضرت شہاب الدین سہروردی سے متصل ہوتا ہے اور وہ ابوبکر صدیقؓ کی ۳۶ ویں پشت میں ہوئے۔ (مراۃ الانساب) (روزنامہ ڈان کراچی ۲۸ نومبر ۱۹۹۲)

سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

سیدنا احمد
سیدنا عبداللہ
احمد ثانی
ابوبکر ثانی
یعقوب
ابوسعید
عمر
ایوب
عبیداللہ
عبدالباسط
ابواسحٰق
عبدالعزیز

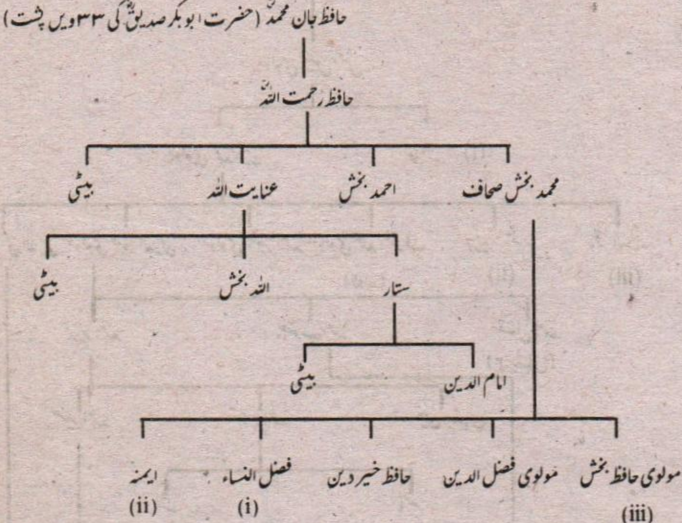
نعمت اللہ
قطب اللہ
محمد جمیل
محمد سلطان
لطف اللہ
محمد صالح
عبدالوحد
محمد قاسم
عبداللہ
عبدالواسع
احمد اللہ
ابوالقاسم

احمد سعید
عبداللطیف
محمد سید
عطااللہ
رزق اللہ
سعد اللہ
حافظ جان محمد
حافظ رحمت اللہ
حافظ محمد بخش صحاف
مولوی حافظ بخش
مولوی فیض بخش
مولوی محمد دین صدیقی
بشیر احمد صدیقی
عزیز احمد صدیقی
منصور احمد صدیقی
وہاب الرحمٰن صدیقی

آئندہ صفحات میں دیے گئے شجرہ جات کی تکمیل میں مختلف کتابوں کی مدد لی گئی ہے اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں کتاب کا حوالہ درج ہے۔ ان میں مراۃ الانساب تحقیقات چشتی، یادگار چشتی نقوش لاہور نمبر وغیرہ کے علاوہ شجروں کی تکمیل میں خاندان کے زندہ افراد سے معلومات جمع کرنے میں مصنف کی ذاتی جدوجہد شامل ہے۔

حافظ جان محمدؒ بن سعد اللہ بن عطاء اللہ

(آل سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیقؓ)

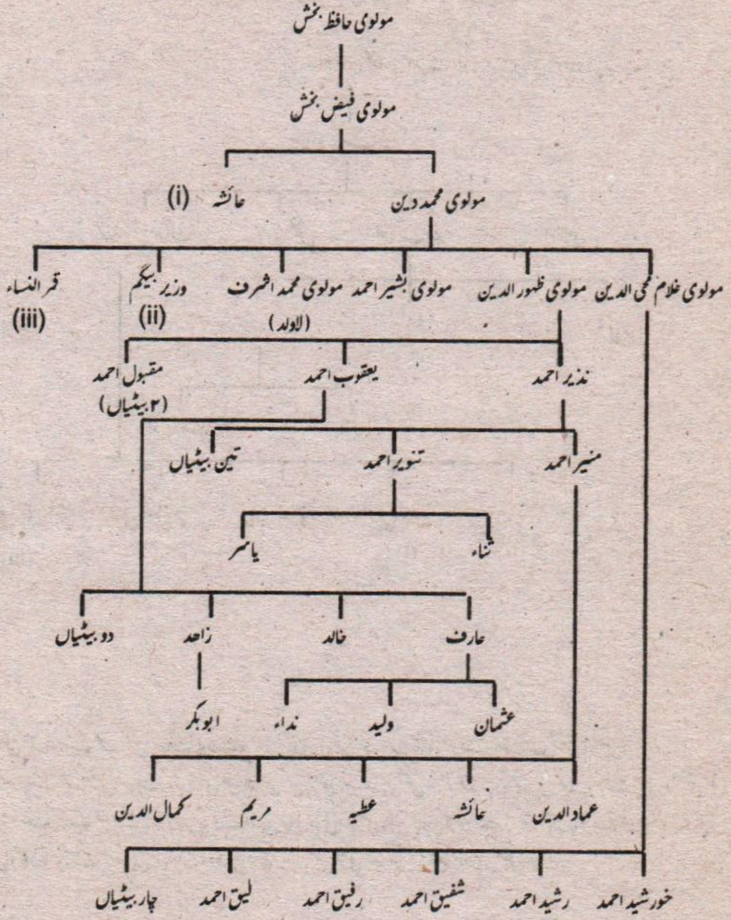


(i) فضل النساء بنت محمد بخش صحاف زوجہ احمد بخش یکدل (والدہ نور احمد چشتی مصنف تحقیقات چشتی) تھیں۔

(ii) ایمنہ بنت محمد بخش صحاف زوجہ مفتی علی الدین بن مفتی خیر الدین بن غلام محمد سادہ کار بن محمد یوسف تھیں (مفتی علی الدین مصنف کتاب عبرت نامہ (فارسی) جسے اب پنجابی ادبی اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور سے ڈاکٹر محمد باقر نے شائع کیا ہے)

(iii) یادگار چشتی کے شجرہ میں ترتیب اسطرح ہے حافظ بخش لڑکی خیر الدین خیر النساء فضل الدین

حافظ بخش بن محمد بخش صحاف بن حافظ رحمت اللہ بن حافظ جان محمدؒ

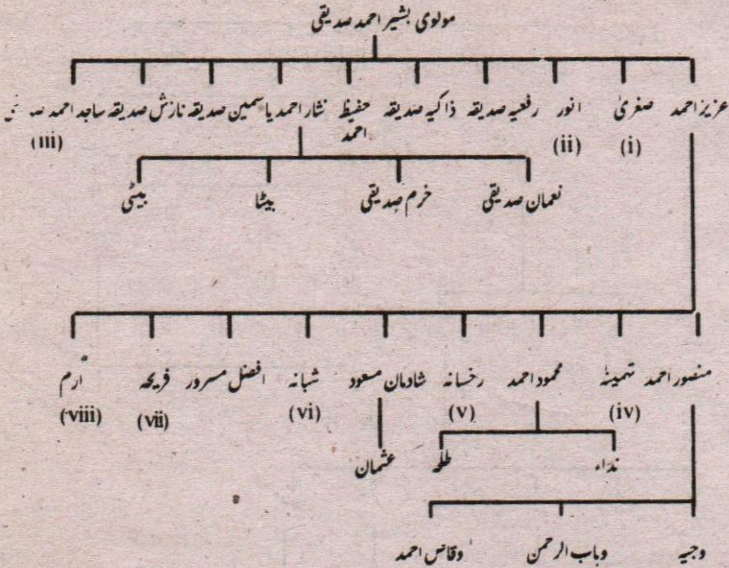


(i) عائشہ بنت مولوی فیض بخش بن مولوی حافظ بخش زوجہ حامد علی چشتی بن محمد علی بن احمد بخش یکدل۔

(ii) وزیر بیگم بنت مولوی محمد دین بن مولوی فیض بخش زوجہ عبدالحمید چشتی جن کے یہاں ۵ بیٹیاں اور دو بیٹے عبدالقادر چشتی اور عبدالباسط متولد ہوئے۔

(iii) قمر النساء بنت مولوی محمد دین زوجہ شیخ محمد دین۔

مولوی بشیر احمد صدیقی بن مولوی محمد دین بن مولوی فیض بخش بن مولوی حافظ بخش



(i) صغریٰ بنت مولوی بشیر احمد جوانی میں فوت ہوئیں۔

(ii) انور بنت مولوی بشیر احمد زوجہ عبد الباسط ولد عبد الحمید ولد حامد علی چشتی ان کے بیٹے کا نام جاوید باسط ہے۔

(iii) ساجد کمسنی میں ہی فوت ہوا۔

(iv) تہمینہ بنت عزیز احمد صدیقی، زوجہ ناصر احمد

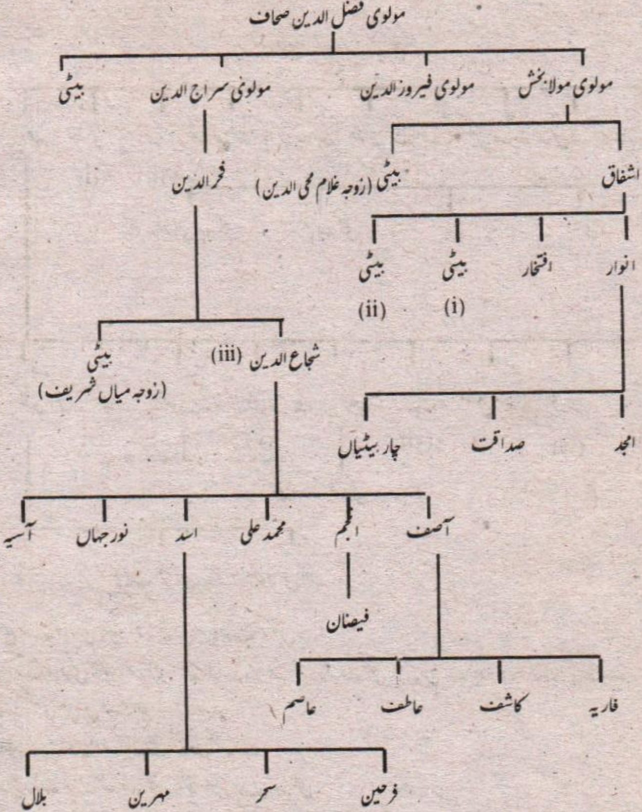
(v) رخسانہ بنت عزیز احمد صدیقی، زوجہ تمیز الدین صدیقی

(vi) شبانہ بنت عزیز احمد صدیقی، زوجہ فلائٹ لیفٹیننٹ افتخار محمود ولد محمود الحق صدیقی

(vii) فریحہ بنت عزیز احمد صدیقی زوجہ طارق محمود

(viii) ارم بنت عزیز احمد صدیقی زوجہ رضوان صادق

مولوی فضل الدین صحاف بن محمد بخش صحاف بن رحمت اللہ بن حافظ جان محمد

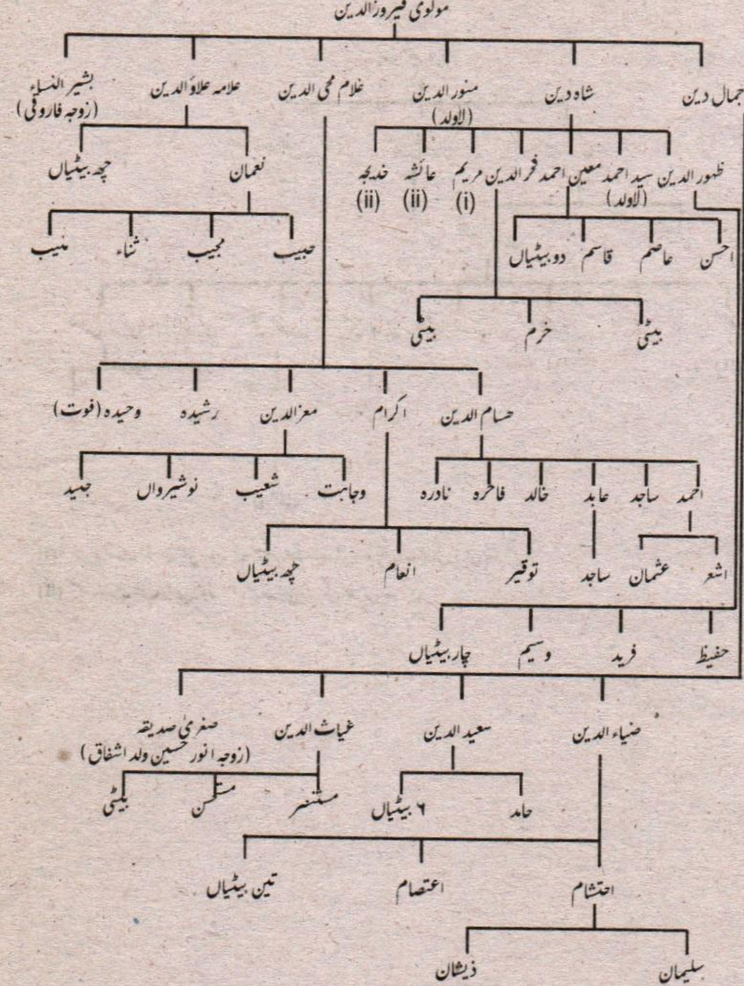


(i) زوجہ خلیل الرحمٰن ولد شیخ محمد دین

(ii) زوجہ مظفر عثمانی

(iii) شجاع الدین ولد فخر الدین کے بیٹوں کی ترتیب اسطرح ہے سب سے بڑے آصف اسکے بعد اسد، انجم اور محمد علی ہوئے۔

مولوی فیروز الدین ولد فضل الدین صحاف بن محمد بخش صحاف



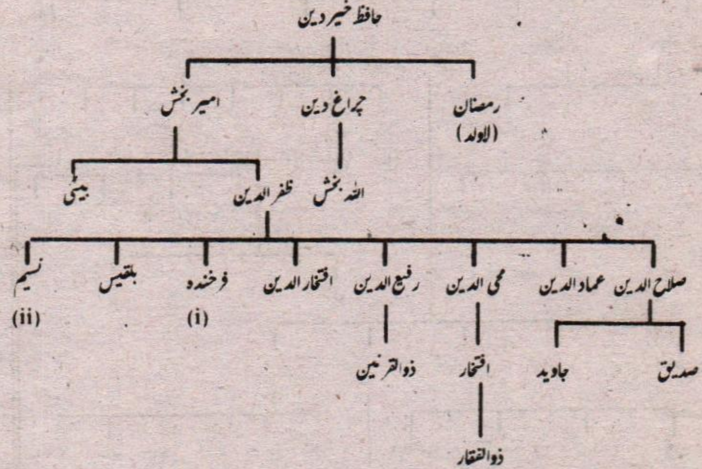
(i) مریم بنت شاہ دین ولد مولوی فیروز الدین زوجہ فاروق ہاشمی

(ii) عائشہ بنت شاہ دین زوجہ زبیر ہاشمی

(iii) خدیجہ بنت شاہ دین زوجہ طارق صدیقی

(iv) حسام الدین ولد غلام محی الدین کے بیٹوں کی ترتیب اسطرح ہے۔ سب سے بڑے احمد اسکے بعد عابد، ساجد اور پھر خالد

حافظ خیر دین بن محمد بخش صحاف بن رحمت اللہ بن حافظ جان محمد



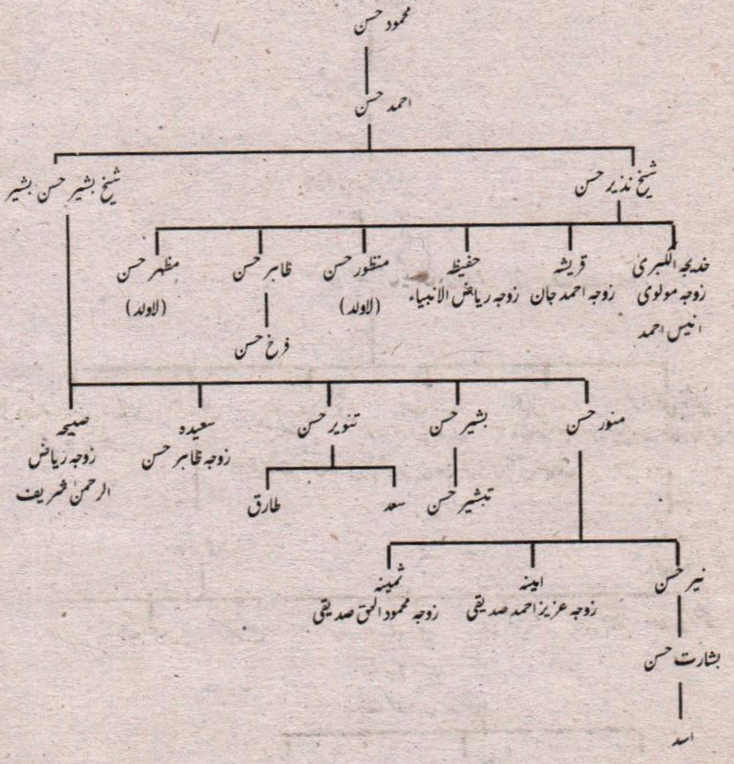
(i) فرخندہ بنت ظفر الدین زوجہ پروفیسر ضیاء الدین صدیقی ولد جمال دین صدیقی۔
(ii) نسیم نبت ظفر الدین زوجہ اکرام الدین ولد محی الدین صدیقی

شجرہ نسب چشتی خاندان

- مولوی ضیاء الحق
  - مولوی محمد ابراہیم
    - مولوی غلام حسین
      - مولوی احمد بخش یکدل (حافظ محمد بخش صحاف کے داماد)
        - باقی بیٹے اور بیٹوں کے نام حاشیہ میں دیکھیے
        - محمد علی
          - حامد علی
            - عبدالرحمن
            - عبدالمجید
            - احمد علی
            - عبدالرشید
            - عبدالحمید (زوجہ کا نام وزیر بیگم بنت محمد دین صدیقی)
              - پانچ بیٹیاں
              - عبدالقادر چشتی
                - عبدالحی
                - عبدالقدوس
              - عبدالباسط (زوجہ انور بیگم بنت بشیر احمد صدیقی)
                - جاوید باسط
                  - شاہ ریز
            - عبدالمجید
            - محمودہ بیگم
            - مسعودہ بیگم (i)
        - نور احمد چشتی مصنف (تحقیقات چشتی)
        - زیب النساء زوجہ سراج الدین (بیٹا فخر الدین صدیقی)
        - اقبال النساء (زوجہ امیر بخش صحاف)
        - محرم علی چشتی (رفیق ہند اخبار جاری کیا)
          - ابراہیم (لاولد)

(i) مسعودہ بیگم بنت حامد علی چشتی زوجہ مخدوم محمد افضل ان کے بیٹے ڈاکٹر محمد اجمل وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی رہے۔

شجرہ ننھیالی خاندان منصور احمد صدیقی



تاریخ طبری میں مزید تفصیلات اس طرح ہیں

(i) کلاب بن مرہ کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ، کلاب کے دو بھائی دوسری ماں سے تھے جن کا نام تیم اور یقظہ ہے۔ ہشام بن کلبی کے مطابق ان کی ماں کا نام اسماء بنت عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن یارق تھا۔ جبکہ ابن اسحاق کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارثہ البارقیہ ہیں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظہ کی ماں بھی ہند بنت سریر کلاب کی ماں ہیں۔

(ii) مرہ بن کعب کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ہے۔ مرہ کے حقیقی بھائی عدی اور ہصیص تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان ئب کی ماں فحشیہ ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور ہصیص کی ماں فحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔ اور عدی کی ماں رقاش بنت رکبہ بن نائلہ بن کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان تھیں۔

(iii) ابن اسحاق اور ابن الکلبی کے مطابق کعب بن لوی کی ماں ماریہ بنت کعب بن القین بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھیں۔ کعب کے دو حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے۔ یہی بنو ناجیہ ہیں۔ ان کا ایک دوسرا علاتی بھائی عوف تھا چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھیں اس لئے اس نے اپنا نسب انہیں سے شامل کیا تھا۔ اس کی ماں کا نام بارہ بنت عوف بن غنم بن عبداللہ بن غطفان تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ لوی بن غالب کے مرنے کے بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لے کر اپنی قوم میں چلی گئیں۔ وہاں سعد بن ذبیان بن بضیض نے ان سے شادی کی۔ اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اسی کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے شعر میں اشارہ کیا۔ ترجمہ :- اے لوی کے بیٹے میرے پاس آ جا تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اب کہیں تیرا گھر

نہیں۔

کعب کے دو علاتی بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہی عائذہ قریش ہیں۔ عائذہ اس کی ماں تھیں اور ان کا نام عائذہ بنت الخمس بن قحافہ ہے۔ جو خثعم سے تھیں۔ دوسرے بھائی سعد ہوئے۔ ان کو بنانہ کہتے ہیں کیونکہ ان کی ماں کا نام بنانہ تھا۔ اب ان میں جو بدوی ہیں۔ وہ بنی شیبان بن ثعلبہ کے بنی اسعد بن ہمام میں شامل ہیں۔ اور شہری قریش سے اپنی نسبت کرتے ہیں۔

(iv) ہشام کے قول کے مطابق لوی بن غالب کی ماں عاتکہ بنت یخلد بن النضر بن کنانہ ہیں۔ رسول اللہ کی امہات میں سب سے پہلی عاتکہ یہ ہیں۔ ابن لوی کے دو حقیقی بھائی اور تھے ایک کا نام تیم ہے یہی تیم الادرم ہے۔ دوسرا بھائی قیس تھا جس کا کوئی جانشین باقی نہیں رہا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوی اور اس کے بھائیوں کی ماں سلمی بنت عمرو بن ربیعہ تھیں۔ اور یہ ربیعہ لحی بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء بن عامر مار السما ہے۔ جو خزاعہ تھے۔

(v) غالب بن فہر کی ماں لیلیٰ بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھیں۔ غالب کے حقیقی بھائی حارث' محارب' اسد عوف' جون اور ذئب تھے۔ چونکہ محارب اور حارث قریش ظواھر تھے اس لئے حارث ابطح میں داخل ہو گئے۔

(vi) ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر بن مالک جامع القریش تھے۔ ان کی ماں جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مقاض الجرہمی تھیں۔ ابن اسحاق کے مطابق ان کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مقاض بن عمر الجرہمی تھیں۔ ابو عبید بن معمر المثنی کے مطابق ان کی ماں سلمی بنت اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر تھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی ماں جیلہ بنت عدوان قبیلہ اذر کے خاندان بارق کی تھیں۔

(vii) مالک بن نضر کی ماں عکرشہ بنت عدوان تھیں۔ ہشام کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے۔ ابن اسحاق کے مطابق ان کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا اصل نام تو عاتکہ تھا البتہ لقب عکرشہ تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی ماں ہند بنت فہم بن عمرو

بن قیس بن عیلان ہیں۔ مالک کے دو بھائی تھے۔ ایک یخلد اور دوسرا الصلت۔

طبقات ابن سعد کے مطابق قصی بن کلاب نے اپنے بیٹے عبدالدار کو حجابہ ولواء' رفادہ اور سقایہ و ندوہ دے دیئے۔ فرزندان عبد مناف نے انہیں اولاد عبدالدار کے ہاتھ سے لینا چاہا۔ اس میں ایک طرف ہاشم عبدمناف تھے اور دوسری طرف عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار تھے۔ اس طرح دونوں کا ساتھ دینے کے لئے قبائل کی تقسیم اس طرح ہوئی۔

(i) **عبد مناف بن قصی کے ساتھی** :- بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' بنی زہرہ بن کلاب' بنی تیم بن مرہ' اور بنی حارث بن فہر۔

(ii) **بنی عبدالدار کے ساتھ** :- بنی مخزوم' سہم اور جحمع اور بنی عدی بن کعب ہوئے۔

(iii) **غیر جانبدار** :- بنی عامر بن لوی اور محارب بن فہر۔

اس واقعہ کے بعد مصالحت ہوئی اور سقایہ و رفادہ بنی عبد مناف بن قصی کو ملا اور حجابہ و دارالندوہ بنی عبدالدار کے پاس رہے۔ بعد میں دارالندوہ حضرت معاویہ بن ابو سفیانؓ کو مل گیا اور خلفاء کے تصرف میں رہا۔

حضرت، ابن عباسؓ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب آیت و انذر عشیر تک الاقربین نازل فرمائی تو رسول اللہ مروہ پر چڑھ گئے اور وہاں سے آواز دی یال فہر (اے خاندان فہر کے لوگو کہاں ہو)۔ تو آواز دیتے ہی تمام قریش حاضر ہو گئے۔ اسی طرح انہوں نے قریش کی تمام خاندانوں کی شاخوں کو آواز دی۔ جب رسول اللہ نے کہا یال کلاب بن مرہ اس آواز پر مخزوم بن یقظہ بن مرہ اور تیم بن مرہ کی اولاد واپس آ گئی۔

حصہ سوئم

انساب صدیقی و رجال بنی تیم

قبائل عرب کی تاریخ و نسب نامہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام

آپ کے والد کا نام تورات میں تارخ لکھا ہے۔ لیکن قرآن میں انہیں بت تراشی کی وجہ سے آذر کہا گیا ہے۔ آپ کی زوجہ حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے جبکہ حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے مل کے کعبے کی بنیادوں کو از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا تو یہ دعا مانگی۔ اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا۔ اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا (سورۃ ابراہیم 35)

آگے ایک جگہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی۔ "اے پروردگار میں نے ایک آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصہ کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے" (سورۃ ابراہیم 37)

سورۃ بقرۃ آیت 128 میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی دعا ہے۔ "اے رب ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو۔"

سورۃ النساء آیت 54 میں ارشاد پاک ہے۔ "اگر یہ بات ہے تو انہیں معلوم ہو کہ ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخش دیا۔"

سورۃ ابراہیم آیت 39، 40 میں ارشاد پاک ہے "شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق جیسے بیٹے دیئے۔" آگے دعا فرمائی "اے میرے پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد پاک ہے۔ "اور اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو وہ وعدے کا سچا اور رسول نبی تھا۔" (سورۃ ابراہیم 54)

سورۃ الحج آیت 78 میں ارشاد پاک ہے کہ "قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر۔ آگے ارشاد ہوتا ہے (ابراہیم نے کہا) اے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا کر جو

صالحوں میں سے ہو۔" (الصفت 100)

مندرجہ بالا آیات ربانی کسی بیان کی محتاج نہیں اور ان کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد حضرت ابراہیمؑ کا اپنی اولاد کے حق میں دعاؤں سے اس خواہش کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ اس تسلسل کو قائم رکھنے کے خواہش مند تھے جس پر وہ خود قائم تھے۔ سورۃ الصفت 83 میں ارشاد ربانی ہے کہ "اور نوح ہی کے طریقہ پر چلنے والا ابراہیم تھا"

مکتہ المکرمہ کی حرمت، خانہ کعبہ کی تعمیر، حج اور دیگر احکامات دین ابراہیمی اور اس کے متعلق تمام تفصیلات قرآن پاک میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ تقریباً" قرآن مجید کی 22 سورتوں میں حضرت ابراہیم کا ذکر آتا ہے۔

اسی سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے "یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیم کے لئے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی۔ اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھو اور لوگوں کو حج کے لئے اذن عام دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدہ دیکھیں جو ان کے لئے یہاں رکھے گئے ہیں۔ اور چند مقررہ دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔ خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں ... اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔

مسلمان نہ صرف امت محمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ ملت ابراہیمہ سے بھی متعلق ہیں۔ آپ رسول مقبول ﷺ کے جد امجد ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ تمام قریش، بشمول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھی جد امجد ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے مذہبی و تمدنی حالات

تفہیم القرآن میں سر لیو نارڈ وولی کی کتاب "ابراہام" سے جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ مختصراً" اس طرح ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ سن 2100 قبل مسیح کے لگ بھگ زمانہ میں جسے اب عام طور پر محققین حضرت ابراہیمؑ کے ظہور کا زمانہ تسلیم کرتے ہیں۔ شہر ار کی آبادی ڈھائی لاکھ کے قریب تھی اور بعید نہیں کہ پانچ لاکھ ہو۔ بڑا صنعتی و تجارتی مرکز تھا اور جس ریاست کا یہ صدر مقام تھا اس کی حدود موجودہ حکومت عراق سے شمال میں کچھ کم اور مغرب میں کچھ زیادہ تھے۔ ملک کی بیشتر آبادی صنعت و تجارت پیشہ تھی۔ اس عہد کی جو تحریرات آثار قدیمہ کے کھنڈروں میں دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت مادیت پرست تھے۔ آبادی تین طبقوں پر مشتمل تھی۔

1- **عمیلو:-** یہ اونچے طبقہ کے لوگ تھے جن میں پجاری، حکومت کے عہدہ دار اور فوجی افسر وغیرہ شامل تھے۔

2- **مشکنو:-** یہ تجار، اہل صنعت اور زراعت پیشہ لوگ تھے۔

3- اردو:- یعنی غلام۔

یہ شہر اور معاشرہ تھا جہاں حضرت ابراہیم نے آنکھیں کھولیں۔ ان کا اور ان کے خاندان کا تعلق عمیلو طبقہ سے تھا۔ اور ان کے والد ریاست کے سب سے بڑے عہدیدار تھے۔ ار کے کتبات میں تقریباً" پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص محافظ ہوتا تھا جو رب البلد، مہا دیو، یا رئیس الالٰہ سمجھا جاتا تھا۔ ار کا رب البلد "ننار" (چاند دیوتا) تھا۔ اسی مناسبت سے اسے قمرینہ بھی کہا گیا۔

دوسرا بڑا شہر لرسہ تھا جو بعد میں ار کی بجائے مرکز سلطنت ہوا۔ اس کا رب البلد "شماش" سورج دیوتا تھا۔ ان بڑے خداؤں کے ماتحت بہت سے چھوٹے خدا بھی تھے جو زیادہ تر آسمانی تاروں اور سیاروں میں سے اور کم تر زمین سے منتخب کئے گئے تھے۔

لوگ اپنی مختلف فروعی ضروریات ان سے متعلق سمجھتے تھے۔ ان آسمانی اور زمینی دیوتاؤں

اور دیویوں کی شبیہیں بتوں کی شکل میں بنائی گئی تھیں اور تمام مراسم عبادت انہی کے آگے بجائے لائے جاتے تھے۔ "ننار" کا بت اور اسی کے قریب ننار کی بیوی "نن گل" کے معبد تھے۔

ار کا شاہی خاندان جو حضرت ابراہیم کے زمانہ میں حکمران تھا۔ اس کے بانی اول کا نام ادنمو تھا۔ جس نے سن 2300 ق م میں ایک وسیع سلطنت قائم کی تھی۔ اسی سے اس خاندان کو "نمو" کا نام ملا جو عربی میں جا کر نمرود ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد اس خاندان اور قوم پر مسلسل تباہی نازل ہونا شروع ہوئی۔

تعین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ بعد کے ادوار میں حضرت ابراہیم کی تعلیمات کا اثر اس ملک کے لوگوں نے کہا تک قبول کیا۔ لیکن سن 1910 قبل مسیح کے بادشاہ حمورابی (بائیبل کے امرافیل) نے جو قوانین مرتب کئے تھے وہ شہادت دیتے ہیں کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کی تدوین میں مشکواۃ نبوت سے حاصل کی ہوئی روشنی کسی حد تک ضرور کارفرما تھی۔ ان قوانین کا مفصل کتبہ سن 1902 بعد مسیح میں ایک فرانسیسی منقش آثار قدیمہ کو ملا۔ اس ضابطہ قوانین کے بہت سے اصول اور فروع موسوی شریعت سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 554)

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "اور نوحؑ کے طریقہ پر چلنے والا ابراہیم تھا" (سورۃ الصفت 83)

انساب العرب

طوفان نوحؑ کے بعد عرب سب سے قدیم قوم ہے اور وہ یقطان یا قحطان کی طرف منسوب ہے۔ عرب مورخین نے ان کو تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔

(i) عرب بائدہ۔ (ii) عرب عاربہ۔ (iii) عرب مستعربہ۔

عرب البائدہ یا خانہ بدوش صحرائی عرب :-

عرب البائدہ میں سات مخصوص کی اولاد کے سات مختلف گروہ شامل ہیں۔

1- کوش بن حام بن نوح کی اولاد

2- عیلام بن سام بن نوح کی اولاد

3- لود بن سام بن نوح کی اولاد

4- عوص بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد

5- حول بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد

6- جدیس بن گثر بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد

7- ثمود بن گثر بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد

کوش کی اولاد خلیج فارس کے کنارہ پر اور اس کے قرب و جوار میں آباد ہوئی۔

جرہم بن عیلام بھی اسی طرف جا کر رود فرات کے جنوبی کناروں پر سکونت پذیر ہوا۔

لود جو ان میں سے تیسرا مورث اعلیٰ ہے کے تین بیٹے طسم، عملیق اور امیم تھے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو تمام مشرقی حصہ عرب میں یابیہ سے لے کر بحرین اور اس کے گرد و نواح تک پھیلا دیا۔

عوص بن عاد اور حول دونوں نے ایک ہی سمت اختیار کی اور جنوب میں بہت دور جا کر حضرموت اور اس کے قرب و جوار کے میدانوں میں اقامت اختیار کی۔

جدیس بن گثر بن ارم بن سام عرب الوادی میں آباد ہوئی۔

ثمود بن گثر بن ارم بن سام نے عرب الحجر میں اس میدان میں جو وادی القریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ اور ملک شام کی جنوبی اور ملک عرب کی شمالی حد ہے نے رہنا اور قبضہ کرنا پسند کیا۔

مشہور قبائل

عاد، ثمود، طلسم، جدیس اور جرہم اولیٰ کے نام سے موسوم ہیں۔

(i) قوم عاد :- یمن اور عمان کے درمیان حضرموت و شحر تک پھیلے ہوئے ریگستان میں آباد تھے۔ جب وہ لوگ بتوں کو پوجنے لگے تو حق تعالیٰ نے انہیں برباد کر دیا۔

(ii) **قوم ثمود** :- ان کی آبادی حجاز و شام کے درمیانی علاقے وادی القریٰ اور حجر میں تھی۔ یہ لوگ پہاڑوں میں تراش کر اپنے گھر تیار کرتے تھے۔ یہ کافر اور سرکش تھے۔

(iii) جدیس :- ان کا وطن یمامہ تھا۔ یہ جگہ سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور بہت آباد تھی۔ یہاں پھل کے باغات اور محلات بکثرت تھے۔

(iv) جرہم اولیٰ :- ان کا وطن یمن تھا اور عبرانی زبان بولتے تھے۔ یہ قوم عاد کے زمانہ میں موجود تھی۔ پھر فنا ہو گئی۔

(vii) جرہم ثانی :- یہ قحطان کی اولاد میں سے ہیں۔ ان میں ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ بنو قحطان کی آبادی حجاز میں تھی۔ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے حضرت اسمائیلؑ کو مکہ میں آباد کیا تھا تو انہوں نے بنو قحطان میں ہی پرورش پائی۔ اور ان ہی میں ازدواجی تعلق قائم کیا۔ ان ہی کی اولاد کو عرب مستعربہ کہا جانے لگا۔ اس لئے حضرت اسمائیل کی اصل اور ان کی زبان عبرانی تھی اس لئے ان کو اور ان کی اولاد کو عرب کہا جانے لگا۔

عرب العاربہ یعنی ٹھیٹ عرب

عرب العاربہ یقطان بن عبیر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد میں ہیں۔ بعض مورخوں کا یہ قول ہے کہ عرب البائدہ اور عرب العاربہ دونوں یقطان کی اولاد ہیں۔ اس لئے عربوں کو وہ بجائے تین قوموں کے صرف دو قوموں پر منقسم کرتے ہیں۔ یعنی عرب العاربہ اور عرب المستعربہ۔

قریباً تمام مورخوں کی رائے ہے کہ کتب خمسہ موسیٰ میں جو یقطان نام آیا ہے۔ وہی نام ہے جسے عرب قحطان کہتے ہیں اور یونانی انجیلوں میں اس کو "قطان" لکھا ہے۔ اور اسی شخص کی اولاد عرب میں آباد ہوئی۔

یقطان کے 13 بیٹے ہوئے۔ الموداد، شلف، حضرماوث، یرح، ہدورام، اوزال، وقلاہ، عوبال، ابیمائل، شبا، اوفر، حویلا اور یوباب۔

(i) **الموداو**:- انکا خاندان یمن یا عرب المعمور میں اور اس ضلع میں بحرین تک چلا گیا ہے، آباد ہوا۔

(ii) **شلف**:- یہ شخص کوہ ذامس کے مغربی حصہ میں اس وسیع میدان میں جو کاظم اور مدینہ کے مابین واقع ہے آباد ہوا۔ عربوں میں یہ قوم بنی سالف مشہور ہے۔

(iii) **حضرمارث**:- اس قوم نے اپنی سکونت اس زرخیز قطعہ میں جو خلیج عرب کے برابر پھیلا ہوا ہے۔ اور جو اس قوم کے نام پر حضرموت سے آج تک مشہور ہے میں سکونت اختیار کی۔

(iv) **ہدورام - یرح**:- ہدورام کی اولاد نے مشرقی سمت اختیار کی اور اسی نواح میں آباد ہوئی۔ قصبہ ہدرمہ اس قوم کی بہت سی یادگاروں میں سے موجود ہے۔

ابوالفداء کا بیان ہے کہ صوبہ وارقرا مطاب کی بنا اسی قوم سے ہوئی۔ عرب کے جغرافیہ دان یقطان کے بے شمار لڑکوں میں سے صرف دو اشخاص کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی یعرب اور جرہم۔ چند مورخوں کی رائے ہے کہ یعرب اور یرح سے ایک ہی شخص مراد ہے۔ جمہور کی رائے ہے کہ یعرب اور جرہم دونوں یرح کے بیٹے تھے۔ لیکن ابوالفداء اپنی کتاب میں یعرب اور جرہم کو دو مختلف اشخاص

بیان کرتا ہے۔ اور دوسرے مقام پر جرہم کو تنہا مورث اعلیٰ تمام فرقوں کا بتاتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ یعرب اور جرہم سے ایک شخص مراد ہے۔ اور اولاد یعرب کی مختلف شاخیں بنی جرہم میں شامل ہیں۔ بقول سیرت المحمدیہ عرب العاربہ کے شجرہ انساب میں ان کو کوئی ایک شخص قرار دے کر یعنی یرح یا یعرب یا جرہہ یا جرہم ان کا شجرہ لکھا گیا ہے۔

(v) اوزال :- یہ خاندان اوزال میں جس کو اب صنعاء کہتے ہیں اور جو سرسبز اور شاداب صوبہ یمن میں واقع ہے آباد ہوا۔

(vi) وقلاہ :- یہ قوم بھی یمن میں آباد ہوئی۔ اور ذوالخلاعہ جو یمن کی ایک قوم ہے اسی کی اولاد ہے۔

(vii) عوبال :- اس کا نشان عرب میں نہیں پایا جاتا۔ ایک روایت کے مطابق افریقہ چلے گئے۔

(viii) ابیمائیل :- بہت سے آثار جو مختلف اشخاص نے بیان کئے ہیں اس قوم کے بنی سالف اور حجاز کے قرب و جوار میں متوطن ہونے کے شاہد ہیں۔

(ix) شبا :- اگرچہ یہ بھی جنوب کی جانب گیا۔ اور یمن میں سکونت پذیر ہوا۔ مگر یہ وہ شبا نہیں ہے جس نے یمن میں خاندان شبا کی سلطنت قائم کی تھی اور شہر مارب اور شہر سبا کو بنایا۔

(x) اوفر :- یہ قوم صوبہ عمان میں سبا کے مشرق میں آباد ہوئی جہاں شہر اوفر میں ان کے نشانات اب تک پائے جاتے ہیں۔

(xi) حویلاہ :- یہ شخص مارب کے ٹھیک شمال میں بسا۔

(xii) یوباب :- یہ بھی مارب کی جانب روانہ ہو کر اسی نواح میں آباد ہوا۔ قوم جو بارٹی جس کو عرب بنی جوباد کہتے ہیں اسی کی اولاد میں ہونے کا دعویٰ ہے۔

قحطان اول و شخص تھا جو عرب میں بادشاہ ہوا۔ اور اپنی دارالسلطنت زرخیز و شاداب صوبہ یمن میں مقرر کی جو کہ قحطان فالغ کا بھائی تھا۔ اس واسطے اس کی تاریخ ولادت فالغ کی تاریخ ولادت ہے۔ بہت بعید نہ ہو گی اور اس لئے وہ تاریخ قریب سن 1757 دیثوی یا سن 2200 قبل مسیح کے قرار پاتی ہے۔ اس کے مرنے پر یعرب یا جرہم اپنے باپ کا جانشین

ہوا۔ اس کے قبضہ میں یمن اور حجاز کے صوبے تھے۔ جو اس وقت میں بنی جرہم کے نام سے مشہور تھے۔ جرہم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یشحب تخت پر بیٹھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالشمس ملقب بہ سبا اکبر تخت نشین ہوا۔ یہ سلطنت سبا کا بانی ہوا۔ اسی نے شہر سبا اور شہر مارب بنایا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے حمیر نے حکومت کی۔ اب چونکہ حمیر یقطان سے چوتھی پشت میں تھا۔ اور ترح بھی فالغ کی چوتھی پشت میں تھا۔ اس لئے غالباً" حمیر کی ولادت ترح کی پیدائش سے بہت دور نہیں ہو گی۔ یعنی سن 1848 دینوی یا سن 2126 قبل مسیح میں ولادت ہوئی ہو گی۔

ترح کے تین بیٹے تھے۔ ابرام' ناحور اور حاران اور حمیر کے بھی تین بیٹے تھے۔ وائل' عوف اور مالک' اس لئے ترح اور حمیر کی اولاد بھی ہم عصر خیال کرنا چاہیے یعنی سن 1948 دینوی یا سن 2056 قبل مسیح کے تھے۔

وائل کا بیٹا سکسک اور عوف کا بیٹا فاران ہوا۔ اور ان کی تاریخ ولادت سن 1778 دینوی یا سن 2126 قبل مسیح یعنی تیس برس قبل ولادت حضرت ابراہیم خیال کی جاتی ہے۔

وائل اپنے باپ کا جانشین ہوا اور عوف کسی جگہ حجاز و نجد کے مابین آباد ہوا۔ اور وہاں پہاڑ عوف کے نام سے مشہور ہوا۔ مگر جس جگہ فاران آباد ہوا اس مقام نے بیت الحرام کے نام سے شہرت پائی۔

عرب العاربہ دراصل بنو سبا ہیں اور سبا کا نام عبد شمس تھا۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ سبا یعنی یشحب بن یعرب بن قحطان۔ سبا کی متعدد اولادیں تھیں۔ جن کے نام حمیر' کہلان' عمر' اشعر' عاملہ اور بنو سبا تھے۔

یمن کے تمام عرب قبائل اور وہاں کے تبابعہ بادشاہ اسی سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یمن کے تمام تبابعہ حمیر بن سبا کی اولاد سے ہیں۔ بجز عمران اور اس کے بھائی موزیقیاء کے کہ وہ دونوں عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلب بن مازن بن ازد کی اولاد سے ہیں۔ اور "ازد" کہلان بن سبا کی اولاد سے ہے۔ ان کو عاربہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عرب بائدہ کے ساتھ ان کی بستیوں میں رہنے سہنے لگے تھے۔ اور ان کی عادات و اطوار اختیار کر لیتے تھے۔

تمام تبابعہ قبیلہ بنو حمیر سے تھے۔ انہیں تبابعہ اس لئے کہا گیا کہ وہ بالترتیب ایک

دوسرے کے بعد حاکم بنتے تھے۔ جن میں سے ایک ہلاک ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا لے لیتا۔ وہ اپنے بادشاہ کو "شاہ تبع" اس وقت تک نہ کہتے تھے جب تک کہ وہ بلاد یمن، شحر اور حضرموت کا حاکم نہ بن جاتا۔ حمیر کے بعد بھی بادشاہت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ حتیٰ کہ سن 480ء میں ذونواس بادشاہ بن گیا۔ اس کا نام زرعہ تھا۔ بعد میں اپنا نام یوسف رکھا اور یہودی مذہب اختیار کر لیا۔ اور یمنی قبائل کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا۔ چنانچہ حمیر نے بھی اس کی اتباع میں یہودی مذہب اختیار کر لیا۔ شاہ حبشہ نے ذونواس کو شکست دی۔ اور سن 529ء میں تبابعہ کی حکومت ختم ہوئی۔ پھر اہل حبشہ نے ابرہہ کو یمن کا بادشاہ بنا دیا۔ ابرہہ کے بعد اس کا فرزند یکسوم سن 571ء میں تخت نشین ہوا۔

عرب العاربہ کے قبیلوں کی تقسیم

1-	بنو جرہم	یعرب یا جرہم سے
2-	بنو سباء	عبدالشمس بن یشحب سے
3-	بنو حمیر	حمیرا بن سبا
4-	بنو کہلان	کہلان ابن سبا سے
5-	اشعری	اشعر ابن سبا سے
6-	بنو انمار	انمار ابن سبا سے
7-	عاملی	عاملہ بن سبا سے
8-	بنو عدی	عدی بن انمار بن سبا سے
9-	لخمی	لخم بن عدی سے
10-	بنو جذام	جذام ابن عدی سے
11-	بنو حدس	حدس ابن لخم سے
12-	بنو غنم	غنم ابن لخم سے
13-	داری	بنو الدار بن ہانی بن لخم سے
14-	بنو غطفان	غطفان ابن حرام ابن جذام سے

قبائل بنو غطفان کی نسل میں سے

15- بنو نضلتہ

16- بنو احنف

17- بنو الضبیب

18- بنو ہداله

19- بنو نفاتہ

20- بنو ضنیع

21- بنو اعایزہ

22- بنو شیرہ

23- بنو عبداللہ

24- بنو الخضرہ

25- بنو سلیم

26- بنو بحالہ

27- بنو غنم

28- بنو القالہ

29- سعد بن مالک بن حیرام سے بنو سعد

30- وائل بن مالک سے بنو وائل

قبائل بنو سعد کی نسل میں سے

31- بنو عوف

32- بنو عایزہ

33- بنو ضیرہ

34- بنو صبحہ

35- بنو الاخنس

36- بنو حی

37- حشم بن جذام سے حشمی

38- حطمہ بن جذام سے بنو حطمہ

قبائل بنو انمار کی نسل میں سے

39- خثعمی

40- بجیلی

41- قسری

42- بنو احمس

43- دہمان بن عامر بن حمیر سے دہمانی

44- یحصب بن دہمان سے یحصبی

45- اسلف بن سعد بن حمیر سے سلفی

46- اسلم بن سعد سے اسلمی

47- رعین بن حرث بن عمرو بن حمیر سے آل ذی رعین

48- قضاعہ بن مالک بن حمیر سے بنو قضاعہ

قبائل بنو قضاعہ کی نسل میں سے

49- کلب بن دبرہ سے بنو کلب

50- عدی بن احیاب سے بنو عدی

51- علیم بن احیاب سے بنو علیم

52- بنو العبید

53- بنو رفیدہ

54- بنو مصر

55- بنو القین

56- بنو سلیح

57- بنو تنوخ

58- جرم بن ربان سے بنو جرم

59- راسب بن جرم سے راسبی

60- بنو بہراء

61- بنو بلی

62- بنو مہرہ

63- بنو عذرہ

64- بنو سعد

65- بنو ہذیم عبد حبشی

66- خنہ ابن سعد سے خنی

67- سلاماں ابن سعد سے سلامانی

68- بنو جہنیہ

69- بنو نہد

70- التبابعہ

قبائل بنو التبابعہ کی نسل سے

71- زد قلاع

72- ذو نواس

73- دوامبح

74- ذوجدن

75- ذو قایش

76- لو ویزن

77- ذو جوش

78- بنو اشحول

79- وائلہ ابن حمیر سے بنو اوائل

80- سکاسک بن وائلہ سے بنو سکاسک

81- عوف بن حمیر سے بنو عوف

82- فاران ابن عوف سے بنو فاران

83- طے بن ادو کہلانی سے طائی

84- غوث بن ادو سے غوثی

قبائل بنو طائی کی نسل سے

85- بنو بنہان

86- بنو ثعل

87- حاتمی

88- بنو النبس

89- بنو تمیم

90- ثوربن مالک بن مرۃ کہلانی سے ثوری

91- کندہ بن ثور سے کندی

92- سکون بن کندہ سے سکونی

93- اوسلہ بن ربیعہ بن خیار بن مالک کہلانی سے اوسلی

94- ہمدانی

95- سبیعی

96- وداعہ

97- مذحج بن یھابر بن مالک کہلانی سے مذحج

98- مراد بن مذحج سے مرادی

99- سعد بن مذحج سے سعدی یا سعد الشعیرہ

100- خالد بن مذحج سے بنو خالد

101- عنس بن مذحج سے عنسی

102- جعفی بن سعد سے جعفی

103- جنب بن سعد سے جنبی

104- حکم بن سعد سے حکمی

105- عایذ اللہ بن سعد سے عایذی

106- جمل بن سعد سے جملی

107- مروان بن جعفی سے مروانی

108- حریم بن جعفی سے حریمی

109- زبید بن سعد سے زبیدی

110- جدیلہ بن حارجہ بن سعد سے جدیلی

111- ابوخولان بن عمرو بن سعد سے خولانی

112- انعم بن مرادبن مزحج سے انعمی

113- نخع بن جسر بن اولہ بن خالد بن مزحج سے نخعی

114- کعب بن عمرو سے بنو النار

115- کعب بن عمرو سے بنو لحماس

116- بنو قنان

117- الازد بن غوث کہلانی سے ازدی

118- مازو بن ازد سے مازنی یا غسانی

119- دوس بن ازد سے دوسی

120- ہنو بن ازد سے ہنوئی

121- جفنہ بن ازد مازنی سے جفنی

122- آل عنقا

123- آل محرق

124- جبلی

125- سلامان ابن میدعن بن ازد سے سلامانی

126- دوس بن عدثان بن زہران الازدی سے دوس عدثی

127- جذیمہ بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس سے جذیمی

128- جہاضم بن مالک سے جہاضمی

129- سلیمہ بن مالک سے سلیمی

130- ہنابہ مالک سے بنو ہنابہ

131- معین بن مالک سے معینی

132- یحمد بن معین سے بنو یحمد

قبائل ازد کی نسل سے

133- المعطریف

134- بنو یشکر

135- بنو الجدرہ

136- لہب بن عامر سے بنو لہب

137- غامد بن عامر سے غامدی

قبائل عبداللہ بن ازد کی نسل سے

138- قسالی
139- بنو عتیک
140- بنو بارق
141- بنو عوف
142- شہران بن عوف سے بنو شہران
143- طاحیہ بن سود سے بنو طاحیہ
144- بنو ہداد
145- خزاعی
146- قمیری
147- بنو حلیل
148- بنو المصطلق
149- بنو الکعب
150- بنو الملیح
151- بنو عدی
152- بنو سعد
153- اسلمی
154- جشمی
155- خزارج بن سالبتہ العنقا سے خزرجی

قبائل خزرج کی نسل سے

156- جشمی
157- بنو تزید
158- سلمی
159- بنو بیاضہ
160- بنو سالم
161- بنو الجلیلی
162- القرانل
163- بنو النجار
164- بنو ساعدہ

قبائل بنی اوس کی اولاد سے

165- اشہلی
166- بنو ظفر
167- بنو الحارثہ
168- اہل قبا
169- جحجبی
170- جعادرہ
171- بنو واقف
172- سلمی
173- بنو حطمہ

عرب المستعوبہ یعنی پردیسی عرب

عرب المستعوبہ کے تمام قبیلے ایک ہی نسل سے نکلے ہیں۔ ان کا نسب ترح بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن فالغ بن عیبر بن شالح بن ارفخشد بن سام تک پہنچتا ہے۔ ترح کی اولاد جو عرب میں آباد ہوئی پانچ شاخوں میں منقسم تھی۔ اور اسی وجہ سے عرب المستعربہ بھی پانچ شاخوں میں منقسم ہیں۔

1- **اسماعیلی** یا بنی اسماعیل بن ابراہیم بن ترح

2- **ابراہیمی** یا بنی قطورہ - یعنی ابراہیم بن ترح کی اولاد قطورہ کے سلسلہ میں سے

3- **ادومی** یا بنی عیسو یعنی اولاد ادوم بن اسحاق بن ابراہیم بن ترح

4- **ناحوری** یا بنی ناحور یعنی اولاد ناحور برادر ابراہیم بن ترح

5- **ہارانی** یا بنی ہاران یعنی اولاد مواب وعمان بن لود بن ہاران بن ترح۔ یہ قبیلہ کبھی تو موابی کہلاتا ہے کبھی عمانی اور ہارانی بھی کہا جاتا ہے۔

(i) اسماعیلی :-

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد عرب میں آباد ہوئی۔ اور ملک عرب کا بڑا حصہ ان کے بارہ بیٹوں کی اولاد سے معمور ہو گیا۔

قرآن کی آیات مبارکہ کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام اس مقام پر سکونت پذیر ہوئے جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اور اب مکہ شہر آباد ہے۔ توریت کے مطابق فاران میں سکونت اختیار کی۔ فاران سے مراد وہ پہاڑ ہیں جو مکہ کے اردگرد ہیں۔

(ii) ابراہیمی یا بنی قطورہ :-

یہ سب لوگ عرب کو چلے گئے۔ اور اس قطعہ میں آباد ہوئے جو حدود حجاز سے خلیج فارس تک منتہی ہوتا ہے۔ ان ہی ابراہیمیوں میں سے حضرت شعیبؑ نبی کو

مبعوث فرمایا گیا تھا۔

(iii) **ادومی یا بنی عیسو :-**

عیسو یعنی ادوم کی تین بیویاں تھیں۔ عاداہ' اہلیباماہ' باسمٹ بنت حضرت اسماعیل و بہن نبایوث' پہلی بیوی سے الی فز پیدا ہوا۔ دوسری بیوی سے یعوش' یعلام اور قورح پیدا ہوئے۔ تیسری بیوی سے رعوئیل پیدا ہوئے۔

الی فز کے بیٹے تیماں' اومر' سفو' گعتم' قنز اور عمالیق تھے۔

رعوئیل کے بیٹے نحث' زرح' شماۃ' مزاہ پیدا ہوئے۔

عیسو کی اولاد قریبا" قریبا" کوہ سیعیر کے قرب و جوار میں آباد ہوئی۔ اور چند نے عرب الحجرا اور حجاز کی شمالی سرحد اختیار کی۔

(iv) **بنی ناحور :-**

اولاد ناحور برادر ابراہیم شمالی عرب کی بے شمار قوموں کے مورث تھے۔

(v) **بنی ہاران :-**

یہ قوم بہ نسبت دیگر اقوام متذکرہ بالا کے سب سے زیادہ شمال کی جانب رہتی تھی۔ ان کے نہایت جنوبی مقامات بحرلوط (ڈ ڈسی) کے مشرق میں واقع تھے۔ اور ان میں بلکار اور کرک شامل تھے۔ ہاران کے بیٹے حضرت لوطؑ تھے۔ حضرت لوط کے بیٹے مواب اور بنی عمی تھے۔

تمام عرب **المستعربہ** میں جو ترح کی نسل سے ہیں صرف بنی اسماعیل ہی کی کثرت ہوئی۔ اور کچھ عرصے بعد مختلف قوموں اور شعبوں میں تقسیم ہو گئے۔ مگر ان کے مقابل کی قومیں ایک سکون اور غیر مبدل حالت میں رہیں۔

فہرست اقوام جو سکون اور غیر مبدل حالت میں رہیں

1- بنی ناحور ابن ترح سے بنی ناحور
2- ہاران ابن ترح سے بنو ہاران
3- مواب ابن لوط ابن ہاران ابن ترح سے بنی مواب
4- عمان ابن لوط سے بنو عمان
5- اولاد ابراہیم سوائے اولاد اسماعیل سے بنو ابراہیم
6- اولاد ابراہیم بطن قطورہ سے بنو قطورہ
7- عیسو عرف اودم ابن اسحاق ابن ابراہیم سے بنو اودم

مندرجہ ذیل قومیں اسماعیل کی اولاد میں ہیں جو بمقابل اور قوموں کے بہت جلد بڑھ گئیں اور عرب کے تمام ممالک میں پھیل گئیں۔

8- اسماعیل بن ابراہیم سے بنو اسماعیل، مگر اسماعیل کے بارہ بیٹوں کے ناموں سے علیحدہ علیحدہ بارہ قومیں چلیں۔
9 نبایوث سے بنو نبایوث
10- قیدار سے بنو قیدار
11- اوئبیل سے بنو اوئبیل
12- مبسام سے بنو مبسام
13- مشماع سے بنو مشماع
14- دوماہ سے بنو دوماہ
15- مسا سے بنو مسا
16- حدر سے بنو حدر
17- تیما سے بنو تیما
18- یطور سے بنو یطور
19- نافش سے بنو نافش
20- قید ماہ سے بنو قیدماہ

حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے قیدار کی اولاد نے ایک عرصہ بعد شہرت حاصل کی اور مختلف شاخوں میں تقسیم ہو گئی۔ مگر بہت صدیوں بعد بھی اپنی اصلی حالت پر رہی۔ قیدار کی اولاد میں سے حمل، نابت، سلامان، الہمیسع، الیسع، ادد، او، عدنان نے شہرت پائی۔ عدنان کا بیٹا ملک یمن کا بادشاہ ہوا۔

قبائل عدنان کی اولاد میں سے

21- ایاد ابن معد ابن عدنان سے ایادی

22- قنض ابن سعد سے قنصی

23- مضر بن نضر ابن معد سے بنو مضر

24- ربیع ابن نضر ابن معد سے بنو ربیعہ

25- اسد بن ربیع سے بنو اسد

26- صبیعہ بن ربیعہ سے بنو صبیعہ

قبائل صبیعہ کی اولاد میں سے

27- بنو ابو الکلب

28- بنو شخنہ

29- جدیلہ ابن اسدابن ربیعہ سے بنوجدیلہ

30- غزہ ابن اسد سے بنو غزہ

31- عمیر ابن اسد سے بنو عمیر

32- عبدالقیس ابن اقصی ابن دومی
ابن جدیلہ سے عبدالقیس

33- الدیل ابن شن ابن اقصی ابن
عبدالقیس سے بنو الدیل شنی

قبائل الدیل کی اولاد

34- بنو بحشہ

35- ضوحان ابن وادیہ ابن نکیر ابن اقصی
ابن عبدالقیس وائلہ سے بنو وائلہ

36- انمار ابن عمرو ابن وادیہ سے بنوانمار

37- عجل ابن عمرو سے بنو عجل قیسی

38- محارب ابن عمرو سے بنو المحارب

39- الدیل ابن عمرو سے بنو الدیل

قبائل الدیل کی شاخ میں سے قبائل

40- بنو صوحان

41- العوق ابن عمرو ابن وادیہ سے بنو العوق
یا عوقی

42- اولاد بکر ابن ہیبت ابن عمرو ابن غنم
ابن تغلب ابن وایل ابن قاست
ابن حنب ابن اقصی ابن دومی
ابن جدیلہ سے الارقم

43- بکر ابن وایل ابن قاست سے بنوبکر

44- ثعلب ابن وایل ابن قاست سے
بنو ثعلب

قبائل ثعلب کی اولاد میں سے

45- بنو عکب

46- بنو عدی

47- بنو کنانہ یا قریش ثعلب

48- بنو ازہیر

49- بنو عتاب

50- غنم ابن ہبیب ابن کعب ابن یشکر
ابن وایل سے بنو غنم

51- لجیم ابن صعب ابن علی ابن بکر
سے بنو لجیم

قبائل بنو لجیم کی اولاد میں سے

52- بنو ہقان
53- بنو عجل
54- اولاد مالک ابن صعب سے بنو ازمان
55- ذہل ابن ثعلبہ ابن عقبہ ابن صعب
سے بنو ذہل
56- شیبان ابن ثعلبہ سے بنو شیبان

قبائل شیبان کی اولاد میں سے

57- بنو الورثہ
58- بنو الجدرہ
59- بنو الشقیقہ
60- اولادتیم اللات ابن ثعلبہ سے اللہازم
61- سدوس ابن شیبان اہل ذیل سے سدوسی
62- قمعہ عرف قیس عیلان ابن الیاس
ابن مضر سے قیس عیلانی یا بنو قیس
63- عمرو ابن قیس عیلان سے بنو عمرو

قبائل عمرو کی اولاد میں سے

64- بنو اخارجہ
65- بنو اوابش
66- بنو یشکر
67- بنو عوف
68- بنو رہم
69- بنو رباح
70- سعد ابن قیس عیلان سے بنو سعد
71- غطفان ابن سعد سے بنو غطفان
72- معن ابن عسر ابن سعد سے بنو معن
73- غنی ابن عسر سے بنو غنی

قبائل غنی کی اولاد

74- بنو ضبنیہ
75- بنو بہشہ
76- بنو عبید
77- مبنہہ ابن عسر سے بنو مبنہہ

قبائل مبنہہ کی اولاد

78- بنو حسر
79- بنو سنان
80- اشجع ابن غطفان ابن صعب سے بنو اشجع

بنو اشجع کی شاخ سے

81- بنو دہمان
82- دیبان ابن بغیض ابن رالیس ابن
غطفان

بنو ذبیان

قبائل ذبیان کی اولاد

83- بنو فزارہ

84- بنو العشراء

85- عبس ابن بغیض سے بنو عبس

86- سعد ابن ذبیان ابن بغیض سے
بنو سعد

قبائل سعد کی اولاد میں سے

87- بنو محاش

88- بنو شبیع

89- بنو حشور

90- خصفہ ابن قیس عیلان سے بنوخصفہ

قبائل بنو خصفہ کی اولاد میں سے

91- بنو جسر

92- ابو مالک بن عکرمہ خصفہ سے
بنو ابو مالک

93- منصور ابن عکرمہ سے بنو سلیم

قبائل منصور کی اولاد میں سے

94- بنو حرام

95- بنو خفاف

96- بنو سمان

97- بنو رعل

98- بنو ذکوان

99- بنی مطرود

100- بنو بہز

101- بنو قنفد

102- بنو رفاعہ

103- بنو شرید

104- بنو قتبہ

105- سلامان ابن عکرمہ سے سلامانی

106- ہوازن ابن منصور سے بنو ہوازن

107- مازن ابن منصور سے بنو مازن

108- سعد ابن بکر ابن ہوازن سے بنوسعد

109- نصر ابن معاویہ ابن بکر سے بنونصر

110- مرہ ابن صعصعہ ابن معاویہ سے بنو مرہ
یا بنی اسلول

111- نمیر ابن عامر بن صعصعہ سے نمیری

112- ہلال ابن عامر سے بنو ہلال

113- ربیعہ ابن عامر سے بنو مجد

114- اولاد عمرو ابن عامر سے بنو البکا

115- معاویہ ابن کلاب ابن ربیعہ سے
بنو معاویہ

116- جعفر ابن کلاب سے بنو جعفر

117- اولاد عمرو ابن کلاب سے بنو دوان

118- اولاد عبداللہ ابن کعب ابن ربیعہ سے بنو الجلان

119- اولاد قشیر ابن کعب سے بنو ضمرہ

120- اولاد منبہ ابن ہوازن سے ابو ثقیف

قبائل ابو ثقیف کی اولاد میں سے

121- بنو مالک

122- بنو احلاف

123- طانجہ ابن الیاس ابن مضر سے بنو طانجہ یا بنو خندف

124- تیم ابن عبدمنات ابن عد ابن طانجہ سے بنو تیم

125- عدی ابن عبد منات سے بنو عدی

126- ثور ابن عبدمنات سے ثوری

قبائل عبدمنات کی اولاد میں سے

127- الرباب

128- بنو نصر

129- بنو مازن

130- بنو ایسل

131- بنو عائذہ

132- بنو تیم الات

133- بنو زبان

134- بنو عوف

135- بنو شیشم

136- بنو الزحل

137- بنو بجالہ

138- مزینہ ابن عد ابن طانجہ سے مزنی

139- مر ابن عد سے بنو ظاعنہ

قبائل ظاعنہ کی شاخ میں سے

140- بنو صوفہ

141- تمیم ابن مر سے بنو تمیم

قبائل تمیم کی اولاد میں سے

142- حبطات

143- بنو عصیہ

144- البراجم

145- بنو کلیب

146- بنو ریاح

147- بنو مرہ

148- بنو مقرہ

149- بنو حمان

150- بنو حنظلہ

151- بنو دارم

152- بنو عدویہ

153- بنو لطیہہ

154- آل صفوان

155- آل عطارد

156- بنو عوف

157- مدرکہ ابن الیاس ابن مضر سے
بنو مدرکہ یا بنو خندف

158- حذیل ابن مدرکہ سے بنو حذیل یا
حذیلی یا بنو خندف

159- تمیم ابن سعد ابن حذیلؒ سے بنو تمیم

160- حریب ابن سعد سے بنو حریب

161- مناعہ ابن سعد سے بنو مناعہ

162- خناعہ ابن سعد سے بنو خناعہ

163- جہم ابن سعد سے جہمی

164- غنم ابن سعد سے غنمی

165- حرث ابن سعد سے حرثی

166- خزیمہ ابن مدرکہ سے بنو خزیمہ

167- الہون ابن خزیمہ سے بنو الہون

قبائل الہون کی اولاد میں سے

168- بنو القارہ

169- عضلی

170- الدلیشی

171- اسد ابن خزیمہ سے بنو اسد

172- دو دان ابن اسد سے دو دانی

173- کاہل ابن اسد سے کاہلی

174- حملہ ابن اسد سے حملی

175- عمرو ابن اسد سے عمری

قبائل عمرو کی اولاد میں سے

176- بنو فقعس

177- بنو الصیدا

178- بنو نصر

179- بنو الزنیہ

180- بنو عاضرہ

181- بنو لغالہ

182- کنانہ ابن خزیمہ سے بنو کنانہ

183- مالک ابن کنانہ سے ابو مالک

قبائل مالک کی اولاد میں سے

184- بنو فقین

185- بنو فراس

186- بنو بجر

187- ملکان ابن کنانہ سے بنو ملکان

188- عبدمنات ابن کنانہ سے بنو عبدمنات

قبائل عبدمنات کی اولاد میں سے

189- بنو مدلج

190- بنو جزیمہ

191- بنو لیث

192- بنو الدیل

193- بنو ضمرہ

194- بنو غفار

195- بنو عریج

196- عمرو ابن کنانہ سے عمریون

197- عامر ابن کنانہ سے عامریون

قبائل کنانہ کی شاخ

198- الاحابیش

199- نضر ابن کنانہ سے بنو النضر

200- مالک ابن نضر سے بنو مالک

201- الحرث ابن مالک سے مطبین

قبائل الحرث کی شاخ

202- بنو الخلج

203- فہر ابن مالک سے بنو فہر یا قریش

204- محارب ابن فہر سے بنو محارب

205- غالب ابن فہر سے بنو غالب

206- تیم ابن غالب سے بنوتیم یا بنوالادرم

207- لوی ابن غالب سے بنو لوی

208- عامر ابن لوی سے بنو عامر

قبائل عامر کی اولاد میں سے

209- حسل

210- معیض

211- سامہ ابن لوی سے بنو سامہ

212- سعد ابن لوی سے بنو سعد

قبائل سعد کی شاخ

213- بنانہ

214- خزیمہ ابن لوی سے بنو خزیمہ

قبائل خزیمہ کی شاخ

215- بنو عایذہ

216- کعب ابن لوی سے بنو الحرث

217- عوف ابن لوی سے بنو العوف

218- کعب ابن لوی سے بنو کعب

219- عدی ابن کعب سے بنو عدی

220- عمر ابن خطاب سے فاروقی

221- ھصیص ابن کعب سے بنوھصیص

قبائل ھصیص کی اولاد میں

222- بنو سہم

223- بنو جمح

224- مرہ ابن کعب سے نبوہ

225- تیم بن مرہ سے بنو مرہ

226- مخزوم ابن مرہ سے بنو مخزوم

227- کلاب ابن مرہ سے بنو کلاب

228- زہرہ ابن کلاب سے بنو زہرہ

229- قصی ابن کلاب سے بنو قصی یا مجمع

قبائل تیم سے

230- بنی تیم

231- ابوبکر صدیق سے صدیقی

232- طلحہ بن عبیداللہ سے طلحی

قبائل کلاب کی اولاد میں

233- نوفلیون

234- عبدالدار بن قصی سے داری

قبائل عبدالدار کی شاخ

235- شیبی

بنو امیہ سے

236- امیہ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف
ابن قصی سے بنو امیہ

237- عثمان بن عفان سے عثمانی

بنو ہاشم سے

238- ہاشم ابن عبدمناف سے بنو ہاشم

239- عبدالمطلب ابن ہاشم سے مطلبی
اور ہاشمی

240- عباس بن عبدالمطلب سے عباسی

241- ابوطالب بن عبدالمطلب سے طالبی

242- علی ابن طالب سے علوی

بنو مخزوم سے

243- خالد بن ولید سے سیفی یا خالدی

عرب والوں کا حافظہ بہت قوی تھا اسی قوت حافظہ کے سبب وہ اپنی قوموں کی تمام نسلوں کو یاد رکھتے تھے۔ اور نسلوں کو یاد رکھنے کو نہایت فخر سمجھتے تھے۔ جو رفتہ رفتہ ایک علم ہو گیا۔ اور علم الانساب اس کا نام پڑ گیا۔ اہل عرب کی عادت تھی کہ اپنے نسب پر بہت فخر کرتے تھے۔ اور ہر موقع پر اس کا ذکر کرنے اور اس پر شیخی بگھارنے سے نہ چوکتے تھے۔ اور اس سبب سے ان کو صرف اپنا ہی نسب نامہ بھی یاد رکھنا کافی نہ تھا۔ بلکہ اپنے مخالفین اور رقیبوں اور ہمسایوں کا نسب نامہ یاد رکھنا بھی ضروری تھا۔ تاکہ اپنی شیخی کے سامنے دوسرے کی شیخی نہ چلنے دیں۔ ان کے نسب نامے لکھے ہوئے نہ تھے جہاں تک یاد تھی یا جو باتیں یاد رکھنے کے قابل تھیں وہ سب بر زبان یاد تھیں۔ ان کا حافظہ ہی ان کے لئے لوح محفوظ تھا۔ حضرت اسماعیل 2094 دعوی بمطابق سن 1910 قبل مسیح میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت اسماعیل کے بعد بیت اللہ پر بنو جرہم جو آپ کی سسرال تھے قبضہ ہو گیا اور صدیوں تک انہی کی حکومت مکہ پر اور بیت اللہ پر قبضہ رہا۔ عمرو بن لحی خزاعی نے جو بنو جرہم کا ہمشیرزاد تھا ان کو مکہ سے نکال دیا۔ اسی نے سن 207 عیسوی میں بت پرستی کو رائج کیا۔ ہبل بت خانہ کعبہ پر نصب کر دیا۔ اولاد اسماعیلؑ میں سے قصی کے وقت سن 440ء میں تولیت خانہ کعبہ ان کے پاس آئی۔

یرمیاہ نبی کا زمانہ سن 588 قبل مسیح ہے چونکہ معد بن عدنان حضرت یرمیاہ کے معاصر تھے اس لئے نبی اکرم اور عدنان کے درمیان 1158 سال کا زمانہ ہے۔

نسب پر فخر کرنے کا جنون ایام جاہلیت میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ مشہور بازار عکاظ تو اس کا مرکز تھا۔ لیکن اسلام نے تفاخر نسب اور نسبی عصبیت کو مٹا دیا۔ تاہم قبیلوں کی پہچان کے لئے یہ علم باقی رہا۔ عرب دنیا بھر میں پھیل گئے لیکن اپنے تعارف کے لئے انساب محفوظ رکھنے کا اہتمام رہا۔ حضرت ابراہیم کی نسل اب بڑے مذاہب عالم' اسلام' عیسائیت' یہودیت وغیرہ کے پیروکار ہیں۔

مشرکین قریش رسول اللہ کی ہجو کیا کرتے تھے۔ مسلمان اس بات سے بہت آزردہ ہوا کرتے تھے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت نے ان کا جواب دینے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم مشرکین کی ہجو کس طرح کرو گے میں بھی تو اسی خاندان سے

ہوں۔ تم ابو سفیانؓ کی ہجو کس طرح کرو گے وہ تو میرے، چچا کے بیٹے ہیں تو حضرت حسانؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ کو ان میں سے ایسے نکال لوں گا جس طرح خمیر میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ تو آنحضور نے فرمایا کہ تم ابوبکرؓ کے پاس جاؤ وہ قریش کا نسب تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حسانؓ انساب قریش کی تعلیم کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے پاس جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ان سے فرماتے کہ فلان فلان کا ذکر نہ کرنا اور فلان فلان کا ذکر کرنا۔ بس حضرت حسانؓ کفار کی ہجو کرنے لگے جب کفار قریش نے حسانؓ کے اشعار سنے تو کہنے لگے کہ یہ اشعار ایسے ہیں کہ ابن قحافہؓ (ابوبکرؓ) کے مشورے کے بغیر نہیں کہے جا سکتے۔

مکہ شہر کی انتظامی حالت

ظہور اسلام کے بہت پہلے قبیلہ قریش کے چھوٹے بڑے بیس خاندان تھے جو اپنے مورثوں کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں بنی ہاشم' بنی امیہ' بنی تیم' بنی نوفل' بنو عبدالدار' بنو اسد' بنو مخزوم' بنو عدی' بنو جمح اور بنو سہم۔ بقیہ دس گھرانے عامر بن لوی اور اس کے بھائیوں بنو لعم کی اولاد میں سے تھے۔

مکہ کی شہری حالت انتظامی معاملات جن میں مذہبی' عدالتی اور جنگی معاملات شامل تھے چودہ عہدے تھے۔ جو دس قریشی خاندانوں میں تقسیم تھے۔ تفصیل اس طرح ہے۔

1- **بنی ہاشم :-** کے سپرد سقایہ و عمارہ یعنی حاجیوں کو آب رسانی' خانہ کعبہ کی درستگی و آراستگی۔ اور ظہور اسلام کے وقت حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب ان خدمات کو انجام دیتے تھے۔

2- **بنو عدی :-** کے ذمہ نزاعی معاملات کے تصفیہ' سفارت' خارجی امور۔ سفارت کے فرائض حضرت عمر بن خطابؓ اسلام کے زمانے تک انجام دیتے رہے۔

3- **بنی تیم :-** کے پاس اشناق کا عہدہ تھا۔ یعنی خون بہا اور مالی تاوان جو اس زمانے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ انجام دیتے تھے۔

4- **بنی امیہ :-** کے پاس جنگی امور کی سپہ سالاری یا سربراہی تھی۔ اور وہ قریش کے قومی نقاب عقاب کے علمبردار تھے۔ اور حالت جنگ میں سب اسی نشان تلے جمع ہوتے تھے۔ حضرت ابو سفیانؓ یہ خدمات انجام دیتے تھے۔

یہ سب قریشی خاندان تعلقات' مناکحت و مصاہرت میں ایک دوسرے کے ساتھ اس درجہ مربوط و منسلک تھے کہ رشتہ ناطہ قدیم الایام سے ہوتے چلے آ رہے تھے۔ کتاب نسب قریش میں ان کی تفصیل دی گئی ہے۔ بنو تیم میں یعنی خاندان ابوبکر صدیقؓ میں عبداللہ بن جدعان جو رشتہ میں حضرت صدیقؓ کے چچا ہوتے تھے۔ اپنے زمانے میں قریش کے بڑے دریا دل اور ہر دلعزیز سردار تھے۔ کتاب نسب قریش میں تحریر ہے۔ عبداللہ بن جدعان زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے۔ ان ہی عبداللہ ابن جدعان کے گھر رسول اللہ کے تایا زبیر

بن عبدالمطلب کی تحریک پر حلف الفضول کا مشہور تاریخی معاہدہ ہوا۔

انتظامی عہدے اور ان کی تفصیل

1- افادہ :- مسافروں اور محتاجوں کو کھانا کھلانے والا۔

2- میزان :- عرفات واپسی کے وقت تاریکی شب میں روشنی کا انتظام کرنے والا۔

3- لوا :- جنگی پرچم' رایتہ العقاب' اہل قریش کا جنگی نشان۔

4- دارلندوہ :- مجلس مشاورت کا مقام۔

5- حجابتہ :- اس خدمت کا والی کعبہ کا حاجب اور متولی ہوتا تھا۔ خانہ کعبہ کی کنجی اسی کے پاس رہتی تھی۔ وہی لوگوں کے لئے کعبہ کا دروازہ کھولتا اور پھر قفل لگا دیتا۔

6- سقایتہ :- حاجیوں کے لئے پانی کا اہتمام۔

7- رفادہ :- وہ رقم جو قریش ہر موسم میں اپنے مالوں سے نکال کر صاحب افادہ کے پاس جمع کر دیتے تھے۔ اسی آمدنی سے وہ کھانے پکوا کر محتاجوں کو کھلائے جاتے تھے۔

8- اشناق :- خون بہاء اور تاوان کی وصولی' بطور حکم ان امور کی انجام دہی۔

9- سفارۃ :- جنگ و صلح کے سلسلہ میں عہد و پیاں و شرائط بذریعہ سفیر طے ہوتیں۔ خاندانی فخر و مفاخرت کا اظہار بھی سفیر کے ذریعہ ہی ہوتا۔ اور بوقت ضرورت سفیر کو ہی حکم تسلیم کیا جاتا۔

10- ایسار :- تیروں پر فال ڈال کر صورت یا شگن لینے کا منصب۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں کے عقائد

عربوں کے عقائد کے لحاظ سے کئی گروہ تھے۔

(i) خالق کائنات کے منکر۔ ان کے خیال تھا کہ کائنات کا وجود بغیر کسی خالق کی تخلیق کے خود بخود وجود میں آیا ہے۔ اسی طرح وہ قیامت کے بھی منکر تھے۔

(ii) دوسرا گروہ خالق کائنات کا اقرار اور آخرت کا انکار کرتے تھے۔

(iii) ایک گروہ ایسا تھا کہ جو خالق کائنات اللہ کا اقرار تو کرتا تھا لیکن بتوں کو اس کا وسیلہ مانتا تھا۔ ان کے بتوں کے نام اس طرح تھے۔

"ود" بمقام دومۃ الجندل اور قبیلہ کلب کا بت تھا۔ "سواع" قبیلہ ہذیل کا بت تھا۔ "یغوث" و "یعوق" قبیلہ مذحج کے بت تھے اور دیگر یمنی قبائل بھی ان کی پرستش کرتے تھے۔ "نسر" نامی بت شہر حمیر میں قبیلہ ذوالکلاع کا بت تھا۔ "یعوق" قبیلہ ہمدان کا بت تھا۔ "لات" نامی طائف میں قبیلہ ثقیف کا تھا۔ "عزیٰ" نامی بت قبائل قریش و بنو کنانہ کا تھا۔ "منات" نامی بت اوس و خزرج کا تھا۔ ہبل بت خانہ کعبہ میں نصب تھا اور سب سے بڑا بت تھا۔ اساف اور نائلہ صفا اور مروہ کے درمیان نصب تھے۔

یہ عقائد میں یہودیت' نصرانیت یا صابیہ کی طرف مائل تھے۔ ستاروں' فرشتوں اور جنات کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔

عہد جاہلیت کے بعض اچھے کام شریعت اسلامی میں بھی روا رکھے گئے۔ مثلاً دو حقیقی بہنوں کا ایک نکاح میں جمع نہ ہونا' اس کے علاوہ حج بیت اللہ' عمرہ' طواف' احرام' صفا و مروہ کے درمیان سعی' مقررہ مقامات پر وقوف' منیٰ میں شیطان پر کنکریاں مارتے تھے۔ ہر تین سال بعد ایک ماہ کا اضافہ اور غسل جنابت وغیرہ۔

ذونواس سن 480ء میں بادشاہ بنا۔ جب اسے اپنے آباؤ اجداد تبابعہ کی حکومت مل گئی تو اس نے اپنا نام زرعہ سے بدل کر یوسف رکھ لیا اور یہودی مذہب اختیار کیا۔ چنانچہ حمیر اس کے اتباع میں یہودی ہو گئے۔ اہل نجران عیسائیت کے پیروکار تھے۔

تبابعہ کی حکومت سن 529ء میں ختم ہوئی تو اس کے کچھ عرصے کے بعد حبشہ کا ایک

رئیس یمن پر حملہ آور ہوا۔ اور وہاں کے سردار کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد اہل حبشہ نے ابرہہ کو یمن کا بادشاہ بنا دیا۔ جس کے دور میں اصحاب الفیل کا واقعہ ہوا۔ ابرہہ کا فرزند یکسوم سن 571ء میں تخت نشین ہوا۔

زمانہ جاہلیت میں بتوں کی پرستش اور ان کو وسیلہ مانا جاتا تھا۔ وہ ذہنی طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل نہ تھے۔ اور آنحضورؐ نے جب کفار کو شرک سے منع فرمایا تو یہ بات ان کے حلق سے نہیں اتری۔ کفار کے بت مختلف طاقتوں کے حامل تھے اور وہ انہی کاموں کے لئے انہیں وسیلہ بناتے تھے۔ حتیٰ کہ خانہ کعبہ تک میں بتوں کے سامنے زچگی کے مراحل طے ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے جنگ بدر میں جب مسلمانوں احد کا نعرہ لگاتے تھے تو اس کا مطلب تھا کہ اللہ ایک ہے۔ جس کو کفار ماننے کو تیار نہ تھے۔ لیکن ان ہی لوگوں نے جب دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا' شرک سے توبہ کی تو یہ قوم پوری دنیا پر چھا گئی۔ ورنہ حج تو پہلے بھی ہوتا تھا۔ خانہ کعبہ بھی وہیں موجود تھا۔ منیٰ و عرفات بھی وہیں تھے۔ سعی بھی کرتے تھے۔ لیکن دل سے توحید کے منکر تھے۔ اور وسیلوں کی تلاش میں دربدر تھے۔

مقام عبرت یہ ہے کہ جب حضرت ہند زوجہ ابوسفیانؓ آنحضور کے دست حق پرست پر ایمان لے آئیں تو واپس اپنے گھر تشریف لے گئیں اور اپنے گھر میں نصب شدہ بت کے پاس پہنچیں اور اپنے پیروں سے اسے ٹھوکریں مار کر کہنے لگیں "اے بت اب تک ہم تیری وجہ سے بڑے دھوکے میں رہے۔"

فتح مکہ وہ نیک دن تھا جب مشرکوں کے نصب کردہ بت گرائے گئے۔ یہ واقعہ 20 رمضان (جنوری سن 630ء) کا ہے جب حضور مکہ میں داخل ہوئے۔ تو وہاں تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ ان بتوں کے پیر سیسہ سے مضبوطی سے جمائے ہوئے تھے۔ آپ اس وقت فرماتے جاتے تھے۔ جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ○ (حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل تو مٹنے ہی والا تھا۔)

آپؐ نے ہبل بت توڑنے کا حکم دیا۔ کعبہ کے اندر جتنی تصویریں بنی ہوئی تھیں وہ سب کھرچ کر مٹا دی گئیں۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کی دو مورتیاں تھیں جن کے ہاتھوں میں فال نکالنے والے تیر تھے۔ جن سے کفار اپنے کاموں کی انجام دہی کے لئے

فال لیا کرتے تھے۔ باہر نکال دی گئیں۔ مکہ میں گھروں میں جتنے بت تھے توڑ ڈالے گئے۔ مکہ کے مضافات میں لوگوں نے اپنے الگ الگ بت بنا رکھے تھے۔ ان کے لئے خاص گھر بنائے گئے تھے اور ان کا خانہ کعبہ کی طرح طواف کرتے تھے۔ مثلاً عزیٰ' منات' سواع' بوانہ' ذوالکفین' وغیرہ اور مشرکین اپنے نام ایسے رکھا کرتے تھے اور اپنے آپ کو بتوں کا بندہ کہا کرتے تھے۔ مثلاً عبدالعزیٰ' عبدمنات وغیرہ۔ اسلام نے جہاں رہبانیت اور تصویریوں کو ممنوع قرار دیا وہاں نام بھی شرک سے پاک رکھ دیئے گئے۔ مثلاً عبداللہ اور عبدالرحمٰن وغیرہ۔

خلفائے اسلام جو بنو قریش سے ہوئے

	نام اور لقب		تاریخ بیعت	دارالخلافہ
-1	حضرت ابوبکرصدیق بن ابوقحافہؓ	خلیفۃ الرسول	632ء	مدینہ
-2	حضرت عمرفاروق بن خطابؓ	امیرالمومنین	634ء	"
-3	حضرت عثمانؓ بن عفانؓ	"	644ء	"
-4	حضرت علی ابن ابی طالبؓ	"	656ء	کوفہ
-5	حسن بن علیؓ	"	661ء	"
-6	معاویہ بن ابی سفیانؓ	"	661ء	دمشق
-7	یزید بن معاویہ	"	680ء	"
-8	عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ	"	683ء	مکہ مکرمہ
-9	مروان الاول بن الحکم	"	683ء	دمشق
-10	عبدالملک بن مروان	"	685ء	"
-11	ولید اول بن عبدالملک	"	705ء	"
-12	سلیمان بن عبدالملک	"	715ء	"
-13	عمر بن عبدالعزیزؒ	"	717ء	"
-14	یزید الثانی بن عبدالملک	"	720ء	"
-15	ہشام بن عبدالملک	"	724ء	"
-16	ولید الثانی بن یزید الثانی	"	743ء	"
-17	یزید الثالث بن ولید الثانی	"	744ء	"
-18	ابراہیم بن ولید الثانی	"	744ء	"
-19	مروان الثانی بن محمد	"	744ء	" (شہید بمقام مصر سن 132ھ)
-20	السفاح، ابوالعباس عبداللہ بن محمد	"	750ء	کوفہ (عباسی سلطنت کا آغاز)
-21	منصور، ابوجعفر عبداللہ بن محمد	"	754ء	بغداد

-22	المہدی، ابو عبداللہ محمد بن منصور	امیرالمومنین	775ء	بغداد
-23	الہادی، موسیٰ بن المہدی	"	785ء	"
-24	ہارون الرشید، ابو جعفر بن المہدی	"	786ء	"
-25	الامین، محمد بن الرشید	"	809ء	"
-26	المامون، عبداللہ بن الرشید	"	813ء	"
-27	المعتصم باللہ، محمد بن الرشید	"	833ء	"
-28	الواثق باللہ، ہارون بن المعتصم	"	842ء	"
-29	المتوکل علی اللہ، جعفر بن المعتصم	"	847ء	"
-30	المنتصر باللہ، محمد بن المتوکل	"	861ء	"
-31	المستعین باللہ، احمد بن محمد بن المتوکل	"	862ء	"
-32	المعتز باللہ، ابوعبداللہ محمد بن المتوکل	"	866ء	"
-33	المہتدی باللہ، محمد بن الواثق	"	869ء	"
-34	المعتمد علی اللہ، ابوالعباس احمد بن المتوکل	"	870ء	"
-35	المعتضد باللہ، احمد بن الموفق ابن المتوکل	"	892ء	"
-36	المکتفی باللہ، علی ابن المعتضد	"	902ء	"
-37	المقتدر باللہ، جعفر بن المعتضد	"	908ء	"
-38	القاہر باللہ، محمد بن المعتضد	"	932ء	"
-39	الراضی باللہ، احمد بن المقتدر	"	934ء	"
-40	المتقی للہ، ابراہیم بن المقتدر	"	940ء	"
-41	المستکفی باللہ، عبداللہ بن المکتفی	"	944ء	"
-42	المطیع للہ، فضل بن المقتدر	"	945ء	"
-43	الطائع للہ، عبدالکریم بن المطیع	"	974ء	"
-44	القادر باللہ، احمد بن اسحاق بن المقتدر	"	991ء	"
-45	القائم بامراللہ، عبداللہ بن القادر باللہ	"	1021ء	"

46-	المقتدی بامراللہ' عبداللہ محمد بن القایم	امیرالمومنین	1075ء	بغداد
47-	المستظہرباللہ' احمد بن المقتدی	"	1094ء	"
48-	المسترشدباللہ' الفضل بن المستظہر	"	1118ء	"
49-	الراشدبامراللہ' منصوربن المسترشد	"	1135ء	"
50-	المقتفی لامراللہ' محمد بن المستظہر	"	1136ء	"
51-	المستنجد باللہ' یوسف بن المقتفی	"	1160ء	"
52-	المستضئی بامراللہ' حسن بن المستنجد	"	1170ء	"
53-	الناصر الدین' احمد بن المستضئی	"	1180ء	"
54-	الظاہر بامراللہ' محمد بن الناصر	"	1225ء	"
55-	المستنصر باللہ' منصوربن الظاہر	"	1226ء	"
56-	المستعصم باللہ' عبداللہ بن المستنصر	"	1242ء	"

ہلاکو نے سن 656ھ/1258ء میں ابن علقمی کی غداری اور نصیر الدین طوسی کی تحریص پر بغداد شہر کو فتح کر لیا۔ اور خلیفہ المستعصم کو شہید کر دیا۔ یہاں خلافت عباسیہ بغداد کا دور ختم ہو گیا۔ یہ دور 132ھ /750ء سے 656ھ/1258ء تک رہا۔ اس کے بعد 659ھ/1260ء کو قاہرہ میں امیرالمومنین المستنصر باللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ (یہ دور 923ھ/1517ء تک رہا۔ جب کہ خلیفہ عثمانی سلطان سلیم اول کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔) اس کے بعد مصر میں خلفائے عباسیہ کے سترہ خلفاء ہوئے۔

57-	المستنصرباللہ' احمد بن الظاہربامراللہ	امیرالمومنین	1260ء	قاہرہ
58-	الحاکم بامر اللہ (اول) احمد بن الحسن	"	1263ء	"
59-	المستکفی باللہ (اول) سلیمان بن الحاکم	"	1302ء	"
60-	الواثق باللہ (اول) ابواسحاق ابراہیم	"	1339ء	"
61-	الحاکم بامراللہ (الثانی) احمد بن المستکفی	"	740ھ	"
62-	المعتضد (اول) ابوبکر بن المستکفی	"	1352ء	"
63-	المتوکل (اول) محمد بن المعتضد	"	1362ء	" (اور دوبارہ 1377ء)
64-	المعتصم' ذکریا بن الواثق (اول)	"	1377ء	" (اور دوبارہ 1385ء)

65- الواثق ثانی، عمر بن الواثق اول	"	1383ء	"	
ان کے بعد المتوکل تیسری مرتبہ		1388ء		
66- المستعین، عباس بن المتوکل	"	1405ء	"	
67- المعتضد الثانی، داؤد بن المتوکل	"	1414ء	"	
68- المستکفی الثانی، سلیمان بن المتوکل	"	1441ء	"	
69- القایم، ابوبکر حمزہ بن المتوکل	"	1451ء	"	
70- المستنجد، یوسف بن المتوکل	"	1455ء	"	
71- المتوکل الثانی، عبدالعزیز بن المستعین	"	1479ء	"	
72- المستمسک، یعقوب بن المتوکل الثانی	"	1497ء	"	(دوبارہ 1516ء)
73- المتوکل الثالث، ابن المستمسک	"	1516ء	"	(دوبارہ 1517ء)

سن 923ھ/1517ء میں ترک عثمانی سلطان سلیم اول نے مصر کو فتح کیا اور خلیفہ المتوکل کو اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا۔

حصہ چہارم

(انساب صدیقی و رجال بنی تیم

انساب بنو تیم

(انساب صدیقی و رجال بنی تیم)

انساب بنو تیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا

"اَے رب ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو۔" (سورۃ البقرۃ 128)

"پروردگار میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصہ کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔"
(سورۃ ابراہیم 37)

نوٹ :- انساب بنی تیم اور مولائے بنی تیم میں شخصیات کیلئے جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے ان کا نام درج کر دیا گیا ہے۔ البتہ بعض جگہ صرف کتاب کا مخفف درج ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

نام کتاب	مخفف
تذھیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	(تذھیب)
تقریب التہذیب	(تقریب)
تہذیب التہذیب	(تہذیب)
انساب سمعانی	(سمعانی)
المشتبہ فی اسماء الرجال	(المشتبہ) وغیرہ وغیرہ

بنو تیم

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں تیم نام کے کئی بزرگ گزرے ہیں جن سے ان کے قبیلہ کے نام و اولاد کا سلسلہ تاریخ میں محفوظ ہے۔

(i) تیم الادرم :- جو کہ غالب بن فہر کی اولاد میں سے تھے۔ (الحرث کی شاخ)

(ii) تیم اللات :- یہ تیم اللات بن ثعلبہ ہوئے (عبدمنات کی اولاد میں سے)

(iii) تیم الرباب :- جو کہ بنی عبدمناۃ بن اد بن طانجہ ہوئے۔ (تیم ابن عبدمناۃ ابن عد ابن طانجہ) علی بن حرملہ تیمی اسی قبیلہ سے متعلق تھے۔

(انساب سمعانی صفحہ 500 جلد اول) (المشتبہ صفحہ 11)

(iv) تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر۔ اس کتاب میں اسی قبیلہ کے سلسلہ میں تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ بعض انساب کی کتابوں میں صرف تیمی لکھ دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مندرجہ بالا قبائل کے ساتھ نسب کے معاملہ غلطی کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا شجرہ جات میں صرف وہی نسب لکھا گیا ہے جو مشہور نسب کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ البتہ آئندہ صفحات پر جن مشاہیر بنی تیم کا ذکر لکھا گیا ہے اس میں بھی کافی چھان پھٹک کی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی پر آئندہ تصیح کر لی جائے گی۔ کتب روایات و احادیث اور نسب کی کتابوں میں سینکڑوں ایسے مشاہیر گزرے ہیں جن کا تعلق بنی تیم سے ہے۔ اور ان میں سے مشہور شخصیات کو ایک فہرست کی شکل میں آئندہ صفحات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان غلاموں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو بنی تیم سے نسبت رکھتے ہیں۔ نسباً و نسبتاً بنی تیم سے تعلق رکھنے والوں کی فہرست کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

اسماء الرجال (حصہ اول)

نسباً تیمی

1 ابابکر احمد بن موسیٰ التیمی (سمعانی صفحہ 10 جلد 2)

2 ابان بن صالح بن عمیر بن عبید ولاء ابوبکر المدنی (وقیل المکی) (تذھیب صفحہ 38)

3 ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی ابواسحاق مدنی (تذھیب صفحہ 53)

4 ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن عبیداللہ بن معمر المعمری ابواسحاق قاضی بصرہ
(تہذیب صفحہ 135' تذھیب صفحہ 54)

5 ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبداللہ بن معمر التیمی (عمدۃ الطالب صفحہ 33)

6 ابوبکر بالتصغیر تیمی نام مرزوق (تقریب صفحہ 397)

6-A ابراہیم بن حارث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ
(اسد الغابہ صفحہ 52 جلد اول)

7 ابراہیم بن سلیمان بن حبان التیمی (سمعانی صفحہ 329 جلد 5)

8 ابراہیم بن موسیٰ بن عیسیٰ التیمی مدنی (تہذیب التہذیب صفحہ 149)

9 ابراہیم بن صبیح الطلحی (سمعانی صفحہ 523 جلد 3)

10 ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی ملیکتہ التیمی المکی (تذھیب 204 جلد 3)

11 ابوبکر عبداللہ بن محمد بن النعمان بن عبدالسلام المدینی التیمی من مدینتہ اصفہان
(سمعانی صفحہ 237 جلد 5)

12 ابوبکر احمد بن محمد بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عمر بن محمد بن المنکدر من اولاد محمد بن المنکدر بن عبداللہ بن الھدیر بن محرز بن عبدالعزیز بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ الحافظ مولد مکہ (سمعانی صفحہ 398 جلد 5)

13 ابوبکر بن المنکدر بن عبداللہ التیمی (تذھیب صفحہ 204 جلد 3)

14 ابو امامہ و ابو امیمتہ التیمی الکوفی (تذھیب صفحہ 199 جلد 3)

15 ابو الحارث یحیٰ بن عبداللہ بن الحارث الجابر التیمی (سمعانی صفحہ 5 جلد 2)

16 ابو القاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن المنکدر بن محمد بن المنکدر المدینی القومی (سمعانی صفحہ 559 جلد 4)

17 ابو محمد معتمر بن سلیمان بن طرخان التیمی مولی بنی مرہ بصری المنتسب تیم ولاء (تقریب صفحہ 449)

18 ابو غزارہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابی ملیکہ (مشتبہ صفحہ 485)

19 ابو عبداللہ ابوبکر محمد بن المنکدر بن عبداللہ بن الھدیر بن عبدالعزی بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ التیمی المدنی تین بھائی ابوبکر محمد اور عمر۔

20 ابوعبدالرحمٰن عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی وفات سن 74ھ (اسدالغابہ صفحہ 216 جلد 6)

21 ابو شہاب ابونصر عمر بن محمد بن عبداللہ السہروردی، عمہ ابی النجیب السہروردی (اعجام الاعلام صفحہ 128)

22 ابو الحسن محمد بن عمر بن معاویہ بن یحیٰ الطلحی من ولد طلحہ بغدادی (انساب سمعانی صفحہ 70 جلد 4)

23 ابوالحسن علی بن زید بن عبداللہ بن ابی ملیکتہ الملیکی القرشی الاعمی بصری (سمعانی صفحہ 383 جلد 5)

24 ابو عمرو عثمان بن عمر المعمری التیمی صاحب الزھری منسوب الی عبیداللہ بن معمر (سمعانی صفحہ 346 جلد 5)

25 ابوعمرعبدالرحمٰن بن طلحہ بن محمدبن عیسی بن محمدبن عیسی بن صالح بن ابراہیم بن محمدبن طلحہ بن عبیداللہ الطلحی التیمی الاصفہانی ثم العری (سمعانی صفحہ 70 جلد 4)

26 ابو عمرو بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر التیمی المصیصی (سمعانی صفحہ 317 جلد 5)

27 ابو عمر عبدالواحد بن ابی بکر التیمی المنکدری اقام نیساپور (سمعانی صفحہ 398 جلد 5)

28 ابو اویس عبداللہ بن عبداللہ بن اویس بن ابی عامر الاصبحی المدنی حلیف بنی تیم

من قریش (سمعانی صفحہ 174 جلد اول)

29 ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی بن احمد بن طاہر الطلحی الحافظ جوزی

(سمعانی صفحہ 120 جلد 2)

30 ابو جعفر احمد بن محمد بن جعفر المنکدرئ العیداوی (سمعانی 572 جلد 3)

31 ابو حمزہ مجمع بن سمعان الحائک (مجمع التیمی) ھو ابن سمعان ابوحمزہ کوفی

(سمعانی صفحہ 160 جلد 2)

32 ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ' وھو عبداللہ بن سعد بن الحسن بن القاسم بن علقمہ بن النضر بن معاذ بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق السہروردی (سمعانی صفحہ 340 جلد 3)

33 ابو حفص عمر بن محمد بن عمویہ السہروردی (سمعانی صفحہ 340 جلد 3)

34 ابوالحسن تیمی۔ الصائغ نام مہاجر (تقریب صفحہ 401)

35 ابو عقیل التیمی۔ وہ زہیرہ بن سعد ہوئے (تقریب صفحہ 418)

36 ابو یحیٰ التیمی الکوفی۔ وہ اسماعیل بن ابراہیم ہوئے (تقریب صفحہ 432)

37 ابو یحیٰ التیمی المدنی - وہ عبیداللہ بن عبیداللہ بن موھب ہوئے (تقریب صفحہ 432)

38 ابو یحیٰ التیمی المدنی - بھائی کا نام اسماعیل بن عبداللہ (تقریب صفحہ 432)

39 ابو عبدالرحمٰن عبیداللہ بن محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر التیمی العیشی یقال لہ ابن عائشہ (سمعانی صفحہ 269 جلد 4)

40 التیمی ابراہیم بن یزید و سلیمن و ابنہ معتمر (تقریب صفحہ 446)

41 الحسن بن داؤد بن محمد بن المنکدر التیمی المنکدری ابومحمد مدنی (تذھیب صفحہ 465)

42 اسحاق بن عبیداللہ بن ابی ملیکتہ (تہذیب صفحہ 212' تذھیب صفحہ 74)

43 اسحاق بن یحیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تیمی (تذھیب صفحہ 78)

44 اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ المتوفی سن 132 ھ

(المشتبہ صفحہ 238' اعلام النساء صفحہ 297 جلد اول)

44-A اسماعیل بن ابراہیم التیمی الاحول الکوفی' ابو یحییٰ تیمی

(تہذیب صفحہ 245' تذھیب صفحہ 297 جلد 3)

45 اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن یحییٰ بن ذکریا بن یحییٰ بن طلحہ بن

عبیداللہ الکوفی (تقریب صفحہ 286' تذھیب صفحہ 92)

46 اسماعیل بن محمد التیمی الجوزی (المشتبہ صفحہ 191)

47 اسماء بنت ابوبکر الصدیق (اعلام النساء صفحہ 48 جلد اول' تذھیب صفحہ 374 جلد 3)

48 اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق' راویہ روایات حدیث' حضرت عائشہ' عبدالرحمن

بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق اور ابن ابی ملیکہ سے (اعلام النساء صفحہ 57 جلد اول)

49 اسماء بنت عمیس الخثعمیہ زوجہ ابوبکر صدیق (تذھیب صفحہ 374 جلد 3)

50 احمد بن ابراہیم التیمی صوابہ ابراہیم بن محمد التیمی (تہذیب التہذیب صفحہ 10)

51 احمد بن محمد بن عمر المنکدری (سمعانی صفحہ 196 جلد اول)

52 ام ابیہا بنت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق کی والدہ مریم بنت عبداللہ بن

عقا العقیلی تھیں (طبقات ابن سعد) ۔

53 ام اناس جدۃ اسماء بنت الصدیقؓ بنت اھیب من حذافہ بن جمح (المشتبہ صفحہ 36)

54 ام رومان بنت عامر الکنانیہ ام عائشہ و عبدالرحمن زوجہ ابوبکر صدیق

(تذھیب صفحہ 400 جلد 3)

55 ام محمد بنت یزید بن مہاجر بن قنفذ بن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد

بن تیم (صالحات و صحابیات صفحہ 493)

56 ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق (اعلام النساء صفحہ 250 جلد 4' تذھیب صفحہ 402 جلد 3)

57 ام عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ (اعلام النساء صفحہ 235 جلد 3)

58 ام فروہ بنت ابی قحافہ (اعلام النساء صفحہ 160 جلد 4)

59 امیمہ بنت عبداللہ بن بجاد بن عمیر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ'

امیمہ کی والدہ رقیقہ تھیں جو حضرت خدیجہ کی بہن تھیں (صالحات و صحابیات صفحہ 336) ۔

60 انس القیسی البصری ابن عم اسماء من طریق التیمی (تہذیب التہذیب صفحہ [illegible])

61 المعتمر بن سلیمان التیمی المصری وفات سن 133ھ (تذھیب صفحہ 75)

62 المنکدر بن محمد بن المنکدر التیمی المدنی (تذھیب صفحہ 75)

63 الماضی بن محمد الغافقی بمجمعتہ التیمی المصری (المشتبہ صفحہ 119، تذھیب صفحہ 75)

64 المقدی محمد بن ابوبکر و آل بیتہ (تقریب صفحہ 449)

65 الصباح بن محارب التیمی الکوفی (تقریب صفحہ 151)

66 الصباح بن محارب التیمی الکوفی (تذھیب صفحہ 465)

67 ابو حفصہ عن مولاۃ عائشہ (تذھیب صفحہ 212 جلد 3)

68 القاضی ابو محمد عبداللہ بن احمد بن افلح بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن
بن ابوبکر صدیق البکری (سمعانی صفحہ 385 جلد اول)

69 الحارث بن سوید التیمی ابو عائشہ الکوفی وفات بعد سن 70 ھ (تقریب صفحہ 60)
اور بمطابق تذھیب آخر خلافت الزبیرؓ (صحابی یا تابعی) (اسد الغابہ صفحہ 186 جلد 2)

70 بکر بن وائل بن داود التیمی الکوفی (تہذیب التہذیب صفحہ 428)

71 بلال بن یحییٰ بن طلحہ التیمی (تذھیب صفحہ 141 جلد اول)

72 بلال بن یحییٰ بن عبیداللہ التیمی المدنی (تہذیب التہذیب صفحہ 443)

73 جبلہ بن سحیم التیمی (تذھیب صفحہ 160 جلد اول)

74 جواب بن عبداللہ التیمی (سمعانی صفحہ 499 جلد اول)

75 حارث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم
(صالحات و صحابیات ابن سعد صفحہ 335)

76 حجاج بن حسان العائشی التیمی (سمعانی صفحہ 121 جلد 4)

77 حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس بن مالک، آپ حضرت
ابوبکر صدیق کی زوجہ تھیں (صالحات و صحابیات صفحہ 411)

78 حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ثقہ، تابعیہ،
(اعلام النساء صفحہ 274 جلد اول، تذھیب صفحہ 378 جلد 3)

79 حمزہ بن علی بن الحسین بن محمد بن جعفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن طلحہ بن محمد بن

طلحہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق الخیلامی (سمعانی صفحہ 434 جلد 2)

خیلام شہر فرغانہ کے علاقے میں ہے (ان کو خلفاء الدار الجوز جانیہ تحریر کیا گیا ہے) یہ سمرقند میں 14 ذی الحج سن 523ھ میں فوت ہوئے (یہاں نسب میں طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق ہونا چاہیے)

80 خالد بن دینار التیمی ابوخلدہ البصری (تذھیب صفحہ 277 جلد اول)

81 ربیعہ بن عبداللہ بن الھدیر التیمی (تذھیب صفحہ 321)

82 ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن فروخ التیمی ابوعثمان المدنی المعروف بربیعہ الرائی (تذھیب صفحہ 322)

83 زھرہ ابن معبد بن عبداللہ بن [illegible]ہم القرشی تیمی ابوعقیل مدنی (تذھیب صفحہ 282 جلد 3) نزیل مصر ثقہ عابد وفات سن 2[illegible] ھ یا سن 35 ھ بمطابق تذھیب، ہشام بن زھرہ (تقریب صفحہ 108)

84 زھیر بن عبداللہ بن جدعان التیمی ابو ملیکہ صحابی

(تذھیب صفحہ 339، صفحہ 340 اور صفحہ 292 جلد 3)

85 سعید بن حیان التیمی کوفی ابویحییٰ وثقہ العجلی (تقریب صفحہ 120، تذھیب 372)

86 سعید بن کثیر بن عبید التیمی ابوالعنبس الکوفی ثقہ (تقریب صفحہ 125)

87 سعید بن زرعہ الحمصی الجزار التیمی (تذھیب صفحہ 378)

88 سلیمن التیمی (تقریب صفحہ 460)

89 سلیمان بن ایوب بن سلیمان بن موسیٰ بن طلحہ التیمی صدوق (تقریب صفحہ 132)

90 سلیمان بن طرخان تیمی کنیت ابومعمر، بنی تیم میں بود وباش کی وجہ سے تیمی مشہور ہوئے۔ بصری، عمر 57 برس وفات سن 143ھ (تابعین صفحہ 181)

91 سلیمان بن عبدالرحمٰن بن حماد بن عمران بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی ابو داؤد التمار (تذھیب صفحہ 416)

92 سیدہ بنت عبدالرحیم ابی النجیب سہروردی (اعلام النساء جلد اول صفحہ 166)

93 سیدہ بنت عبدالرحمٰن بن السہروردی (المشتبہ صفحہ 381)

94 شاہیہ بنت الامام الحافظ الرحال ابی علی الحسن بن محمد ابن محمد بن محمد بن محمد بن

ابی سعید بن عبداللہ بن الحسن ابن القاسم بن علقمہ بن النضر بن معاذ بن
عبدالرحمٰن بن القاسم بن ابوبکر صدیق (درۃ الحجال صفحہ 315 اور صفحہ 316)

95 شعیب بن طلحہ اولاد ابوبکر صدیق (راوی) (طبقات ابن سعد صفحہ 343 جلد 3)

96 شہاب الدین سہروردی (ابوالنجیب سہروردی کے بھتیجے) (مشتبہ صفحہ 402)

97 صالح بن موسیٰ ابن اسحاق ابن طلحہ التیمی الکوفی (تقریب صفحہ 150، تذھیب صفحہ 464)

98 صالح بن موسیٰ الطلحی من ولد طلحہ بن عبیداللہ (سمعانی صفحہ 70 جلد 4)

99 صعصعہ بن معویہ بن حصین التیمی السعدی عم الاحنف صحابی فوت بعد حجاج عراق
(تقریب صفحہ 152، تذھیب صفحہ 469)

100 صفوان بن ہبیرۃ التیمی القیسی ابو عبدالرحمٰن الکوفی (تذھیب صفحہ 471)

101 ضرار بن صرد التیمی ابونعیم الطحان (تذھیب صفحہ 5 جلد دوئم)

102 طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکرالصدیق التیمی مدنی (تذھیب صفحہ 11 جلد 2)

103 طلحہ بن عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن نعیم التیمی مدنی (تذھیب صفحہ 11 جلد 2)

104 طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب ابن تیم بن مرہ
(ابو محمد مدنی شہید یوم الجمل سن 36 ھ)

105 طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی الکوفی (تذھیب صفحہ 12 جلد 2)

106 طلحہ بن عمر بن عبداللہ بن معمر التیمی (عمدۃ الطالب صفحہ 33)

107 عاتکہ :بنت زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن
رزاح بن عدی بن کعب۔ عاتکہ کی شادی عبداللہ بن ابی بکر صدیق سے
ہوئی۔ عاتکہ کی والدہ ام کرز بنت حضرمی بن عمار بن مالک بن ربیعہ بن
لکیز بن مالک بن عوف ہیں۔ (اعلام النساء صفحہ 201 جلد 3)

108 عبدالرحمٰن ابن خنش تیمی صحابی (اسد الغابہ صفحہ 89 جلد 6)

109 عبدالرحمٰن التیمی ابن اخی المنکدر (تقریب صفحہ 212)

110 عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی ملیکتہ المدنی (تذھیب صفحہ 126 جلد 2)

111 عبدالرحمن بن ابوبکر الصدیق ابو محمد (تذھیب صفحہ 126 جلد 2)

112 عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی عتیق محمد بن عبدالرحمن التیمی ابو عتیق المدنی

(تذھیب صفحہ 140 جلد 2)

113 عبدالرحمن بن عثمان بن عبداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب التیمی شہید مع ابن الزبیرؓ

(تذھیب صفحہ 144 جلد 2)

114 عبدالرحمن بن عمار بن ابی زینب التیمی المدنی (تذھیب صفحہ 146 جلد 2)

115 عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق التیمی ابو محمد المدنی الامام

(تذھیب صفحہ 149 جلد 2)

116 عبدالرحمن بن محمد بن ابوبکر (تذھیب صفحہ 151 جلد 2)

117 عبدالرحمن بن معاذ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ التیمی

(تذھیب صفحہ 152 جلد 2)

118 عبدالرحمن التیمی عن عمہ ابن المنکدر (تذھیب صفحہ 159 جلد 2)

119 عبدالرحمن التیمی بمرو الروز (سمعانی صفحہ 104 جلد 5)

120 عبدالرحمن بن ابی بکر بن عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ الملیکی الجدعانی (سمعانی صفحہ 383 جلد 5)

121 عبدالرحمن بن حماد الطلحی من ولد طلحہ بن عبیداللہ (سمعانی صفحہ 70 جلد 4)

122 عبدالرحمن بن صالح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی ویعرف بالطلحی

(سمعانی صفحہ 70 جلد 4)

123 عبدالرحمن بن عبیداللہ بن محمد بن حفص التیمی یعرف بابن عائشہ اہل بصرہ

(سمعانی صفحہ 269 جلد 4)

124 عبداللہ بن عمران التیمی الطلحی البصری (تقریب صفحہ 184، تذھیب صفحہ 85 جلد 2)

125 عبداللہ بن مخلد ابن خالد التیمی نیشاپوری النحوی راوی کتب ابی عبید بخراساں

وفات سن 60ھ (تقریب صفحہ 188)

126 عبداللہ بن ہشام بن زہرہ ابن عثمان التیمی صحابی وفات بعہد خلافت معاویہؓ (تقریب صفحہ 192)

127 عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون التیمی وفات 106ھ (تذھیب صفحہ 62 جلد 2)

128 عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر التیمی ان کی والدہ کا نام قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر مخزومی (صالحات وصحابیات ابن سعد صفحہ 102)

129 عبداللہ بن عبیداللہ بن زھیر ابو ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ التیمی ابوبکر المکی وفات سن 117ھ (تذھیب صفحہ 76 جلد 2)

130 عبداللہ بن ابی عتیق نی ابن محمد (تذھیب صفحہ 77 جلد 2)

131 عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم التیمی ابوبکر بن قحافہ (تذھیب صفحہ 78 جلد 2)

132 عبداللہ بن قاسم التیمی البصری (تذھیب صفحہ 88 جلد 2)

133 عبداللہ بن محمد بن ابوبکر الصدیق قتل یوم الحرہ (تذھیب صفحہ 94 جلد 2)

134 عبداللہ بن ابی عتیق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق التیمی۔ ان کی والدہ رحیشہ بنت الحارث بن مالک بن ربیعہ بن اعیان بن مالک بن علقمہ ابن فراس کنانہ تھیں (ابن سعد) (تذھیب صفحہ 95 جلد 2)

135 عبداللہ بن موسیٰ بن ابرا[illegible] بن [illegible] می (تذھیب صفحہ 104 جلد 2)

136 عبداللہ بن محمد بن عمران [illegible] ابراہیم [illegible] بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی مدنی ولاء ہارون الرشید قاضی المدینہ [illegible] مکہ ابو محمد (سمعانی صفحہ 500 جلد اول)

137 عبداللہ بن خالد بن محمد بن رستم التیمی (سمعانی صفحہ 328 جلد 4)

138 عبداللہ بن ابی ملیکہ (سمعانی صفحہ 383 جلد 5)

139 عبدالواحد بن ابی بکر التیمی المنکدری (سمعانی صفحہ 398 جلد 5)

140 عبدالعزیز بن عبداللہ بن المنکدر بن محمد المنکدر التیمی المدنی القوصی توفی بقصوص (سمعانی صفحہ 559 جلد 4)

141 عبیداللہ بن عبداللہ بن موھب ابو یحییٰ التیمی مدنی

(تذھیب صفحہ 194 جلد 2، تقریب صفحہ 225)

142 عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن موھب التیمی مدنی

(تذہیب صفحہ 195 جلدی 2' تقریب صفحہ 226)

143 عبیداللہ بن یحییٰ التیمی' ابن موھب (تقریب صفحہ 228)

144 عبیداللہ بن محمد بن حفص بن عمربن موسیٰ بن عبداللہ بن معمر التیمی
ابوعبدالرحمٰن البصری ابن عائشہ' العیشی نسبت عائشہ بنت طلحہ (تذہیب صفحہ 197 جلد 2)

145 عبیداللہ بن محمد بن حفص بن عائشہ التیمی المعمری من ولد عمربن عبیداللہ بن
معمر والمشہور بالنسبہ الی عائشہ' العیشی' والعائشی (سمعانی صفحہ 348 جلد 5)

146 عبیدہ بن میمون التیمی ابو عبیدہ الخزار بصری العطار (تقریب صفحہ 231)

147 عبیدہ بن حمید الکوفی' ابو عبدالرحمٰن المعروف بالحذاء التیمی' اللیثی و ابغی وفات
سن 90 ھ یا سن 80 ھ (تذہیب صفحہ 206' تقریب صفحہ 230)

148 عبید بن میمون التیمی ابوعباد المدنی وفات سن 104 ھ (تذہیب صفحہ 204 جلد 2)

.49 عثمان بن ربیعہ بن عبداللہ بن الھدیر التیمی مدنی (تذہیب صفحہ 214 جلد 2)

150 عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبیداللہ التیمی مدنی (تذہیب صفحہ 214 جلد 2)

151 عثمان بن عمربن موسیٰ بن عبداللہ بن معمر التیمی المعمری قاضی المدینہ
(تذہیب صفحہ 219' المشتبہ صفحہ 605)

152 عثمان بن عبیداللہ بن معمر التیمی (سمعانی صفحہ 122 جلد اول)

153 عثمان بن عبیداللہ التیمی القرشی من اہل مدینہ (سمعانی صفحہ 174 جلد اول)

154 عثمان بن عبیداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامربن حارث بن سعد بن تیم بن مرہ
(اسد الغابہ صفحہ 216 جلد 6)

155 عدی بن الفضل التیمی ابوحاتم البصری (تقریب صفحہ 237)

156 عدی تیمی (اسد الغابہ صفحہ 239 جلد 6)

157 علی بن الحسن التیمی البزاء کوفی (تقریب صفحہ 244)

158 علی بن زید بن جدعان وھو ابن زید بن عبداللہ بن ابی ملیکہ زھیر ابن عبداللہ بن
جدعان التیمی البصری (تذہیب صفحہ 248 جلد 2)

159 علی بن زید بن جدعان ابوالحسن التیمی (احوال الرجال صفحہ 114)

160 عمارہ بن عمیرالتیمی کوفی توفی فی خلافت سلیمان (تقریب صفحہ 251، تذھیب صفحہ 264 جلد 2)

161 عمر بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی (تذھیب صفحہ 272 جلد 2)

162 عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ التیمی ابوبکر مکی (تذھیب صفحہ 76 جلد 2)

163 عمران بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی المدنی (تذھیب صفحہ 301 جلد 2)

163-A عقیصا ابو سعید التیمی (احوال الرجال صفحہ 48)

164 عاصم بن النضر بن المنشر التیمی ابو عمر البصری (تقریب صفحہ 251)

165 عائشہ بنت ابی بکرالصدیق التیمیہ ام عبداللہ، ام المومنین (تذھیب صفحہ 387 جلد 3)

166 عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان التیمیہ

(اعلام النساء صفحہ 137 جلد 3، تذھیب صفحہ 387 جلد 3)

167 عائشہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکرصدیقؓ۔ زوجہ سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباسؓ (کتاب المعارف)

168 عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ التیمی ابومروان المدنی (تذھیب صفحہ 178 جلد 2)

169 عوف بن الحارث بن طفیل بن سنجرۃ الاذری رضیع عائشہ (تذھیب صفحہ 308 جلد 2)

170 عیاض ابن حارث تیمی یہ محمد بن ابراہیم بن حارث کے چچا ہیں

(اسد الغابہ صفحہ 218 جلد 7)

171 عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی ابو محمد المدنی وفات خلافت عمر بن عبدالعزیز

(تذھیب صفحہ 317 جلد 2)

172 فاطمہ بنت محمد بن المنکدر (اعلام النساء صفحہ 140 جلد 4)

173 فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن عوام۔ جن سے ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام نے شادی کی۔ عروہ اور محمد ان سے ہی پیدا ہوئے۔ یہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کی پوتی ہیں اور راوی حدیث ہیں۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 494)

174 فاطمہ بنت محمد آپ عبداللہ بن ابوبکرؓ کی زوجہ ہیں۔ اور صدیقہؓ کی زیر تربیت رہیں

(صالحات و صحابیات صفحہ 509)

175 فاطمہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر (اعلام النساء صفحہ 90 جلد دوئم)

176 فضالۃ بن ابراہیم التیمی ابوابراہیم (تقریب صفحہ 275، تذھیب صفحہ 334 جلد 2)

177 فضالۃ بن الفضل بن فضالۃ التمی الطھوی ابوالفضل الکوفی (تذھیب صفحہ 334 جلد 2)

178 فضیل بن عیاض بن مسعود التیمی ابو علی الزہیر مشہور، اصل خراسان رہائش مکہ (تقریب صفحہ 277)

179 قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق التمی ابو محمد مدنی وفات 106ھ (تذھیب صفحہ 346 جلد 2)

180 قریبہ بنت محمد بن ابی بکر الصدیق (اعلام النساء صفحہ 206 جلد 4)

181 قریبہ الصغریٰ :- بنت امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمربن مخزوم۔ آپ عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کی زوجہ ہیں۔ جن سے عبداللہ، ام حکیم اورحفصہ تین بچے پیداہوئے۔ قریبہ کی والدہ کانام عاتکہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس تھا۔ اورآپ ام المومنین سلمی بنت ابی امیہ کی علاتی بہن ہیں۔ (مشتبہ صفحہ 527، صالحات وصحابیات صفحہ 342)

182 قنفذ ابن عمیر بن جدعان تیمی حاکم مکہ بعہد عمر بن خطابؓ (صفحہ 281 اسد الغابہ جلد 7)

183 کثیر ابن کثیر التیمی الکوفی (تقریب صفحہ 285)

184 کثیر بن عبیدالتیمی - رضیع عائشہ ابو سعید (تذھیب صفحہ 363 جلد 2)

185 ،کرز التیمی یا التمیمی (تقریب صفحہ 285، تذھیب صفحہ 370 جلد 2)

186 کلیب بن وائل التیمی البکری مدنی نزیل الکوفۃ (تقریب صفحہ 286)

187 محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر التیمی مدنی (تقریب صفحہ 306، الجدعانی بمطابق سمعانی صفحہ 30 جلد اول)

188 محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب التیمی بصری (تقریب صفحہ 306)

189 محمدبن عمربن الولیدابن لاحق التیمی کوفی (تقریب صفحہ 313، تذھیب صفحہ 443 جلد 2)

190 محمد بن الفرات التیمی او الجرامی (تقریب صفحہ 315)

191 محمدبرائیس وزن محمدعلی الصیحیح ابن ہارون بن عبداللہ التیمی (تقریب صفحہ 329)

192 محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صحز التیمی المدنی ابو عبداللہ
(اعلام النساء صفحہ 137 جلد اول' تذہیب صفحہ 373 جلد 2)

193 محمد بن الاشہب بن قیس الکندی امہ ام فروہ بنت ابی بکرؓ المختار نے قتل کیا۔
(تذہیب صفحہ 382 جلد 2)

194 محمد بن ابو بکر الصدیق التیمی ابو القاسم مدنی (تذہیب صفحہ 385 جلد 2)

195 محمد بن المہاجر التیمی مدنی (تذہیب صفحہ 405 جلد 2)

196 محمد بن طلحہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی ابو عبداللہ المدنی
(تذہیب صفحہ 417 جلد 2)

197 محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن' ابن ابوبکر التیمی مدنی
(اسد الغابہ صفحہ 272 جلد 6' تذہیب صفحہ 417 جلد 2)

198 محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق التیمی
(تذہیب صفحہ 423' صفحہ 426 جلد 2)

199 محمد بن مطرف بن داؤد بن مطرف التیمی ابوغسانَ المدنی نزیل عسقلان
(تذہیب صفحہ 458 جلد 2)

200 محمد بن المنکدر بن عبداللہ بن الهدیر بن عبدالعزی بن عامر بن الحارث بن حارثہ
بن سعد بن تیم القرشی التیمی ابو عبداللہ مدنی (تذہیب صفحہ 461 جلد 2)

201 محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ القرشی الجدعانی زوج جرۃ ابو غرارہ
(سمعانیہ صفحہ 30 جلد 2)

202 مختار بن نافع التیمی و یقال العکلی ابو اسحاق التمار کوفی (تقریب صفحہ 330)

203 مرزوق بن بکیر بالتصغیر التیمی کوفی موذن سکن الرای ابوبکیر
(تقریب صفحہ 332' تذہیب صفحہ 262 جلد 3)

204 مرزوق ابوبکر التیمی (تقریب صفحہ 332)

205 مزاحم بن زفر التیمی ابو خزیمہ کوفی (تقریب صفحہ 333)

206 معاذ بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان التیمی عن آل طلحہ المدنی
(تقریب صفحہ 340، تذہیب صفحہ 37 جلد 3)

207 معاذ بن عثمان یا عثمان بن معاذ، محمد بن ابراہیم تیمی نے خاندان بنو تیم کے فرد سے روایت کی ہے۔ (اسد الغابہ صفحہ 234 جلد 6)

208 معبد بن عبداللہ بن ہشام بن زہرہ بن عثمان التیمی ولد ابی عقیل (تقریب صفحہ 342)

209 معتمر بن سلیمان التیمی ابو محمد بصری یلقب بالطفیل (تقریب صفحہ 342)

210 محرر بن ہارون بن عبداللہ بن محرز التیمی (تذہیب صفحہ 12 جلد 3)

211 معاویہ بن اسحاق بن طلحہ بن عبداللہ التیمی ابوالازہرالکوفی (تذہیب صفحہ 38 جلد 3)

212 موسیٰ بن سعد التیمی (تذہیب صفحہ 65 جلد 3)

213 موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی المدنی (تذہیب صفحہ 66 جلد 3)

214 موسیٰ بن عبداللہ بن اسحاق بن طلحہ بن عبداللہ التیمی الطلحی (تذہیب صفحہ 67 جلد 3)

215 موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی ابو محمد المدنی
(احوال الرجال صفحہ 129، تذہیب صفحہ 74 جلد 3)

216 موسیٰ بن عمران بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق
(صالحات و صحابیات، ابن سعد صفحہ 151)

217 موسیٰ بن عبدالرحمٰن الصدیقی (سمعانی صفحہ 551 جلد 3)

218 میمونہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (اعلام النساء 286 جلد اول)

219 منکدر بن محمد المنکدر (احوال الرجال صفحہ 141، سمعانی صفحہ 498 جلد 2)

220 ہارون بن صالح التیمی الطلحی (تذہیب صفحہ 108 جلد 3)

221 وائل بن داؤد التیمی کوفی والد بکر ثقہ (تقریب صفحہ 368)

222 وائل بن مہانتہ التیمی کوفی (تقریب صفحہ 368، تذہیب صفحہ 127 جلد 3)

223 وائل بن ابی القیس، ایک روایت میں وائل بن افلح جو ابو القیس کے بھائی تھے اور ایک اور جگہ افلح بن العقیس مذکور ہے۔ وائل کی بیوی نے حضرت عائشہؓ کو

دودھ پلایا تھا۔ (اسد الغابہ صفحہ 144 جلد 9)

224 یحییٰ بن سعید بن حیان ابو حیان التیمی الکوفی و المدنی

(تقریب صفحہ 375' تذھیب صفحہ 149' صفحہ 268 جلد 3)

225 یحییٰ بن یعلی التیمی ابو المحیاۃ کوفی ثقہ (تقریب صفحہ 380)

226 یحییٰ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکتہ القرشی تیمی (تذھیب صفحہ 153 جلد 3)

227 یحییٰ بن عثمان القرشی التیمی ابوسل بصری (تذھیب صفحہ 156 جلد 3)

228 یحییٰ بن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ (اعلام النساء صفحہ 297 جلد اول)

229 یزید بن صیفی بن صہیب بن سنان الجدعانی (سمعانی صفحہ 30 جلد 2)

230 یزید بن شریک بن طارق التیمی کوفی ثقہ' وفات خلافت عبدالملک

(تقریب صفحہ 382' تذھیب صفحہ 171 جلد 3)

سمعانی کے مطابق یہ تیم الرباب سے ہیں۔ (سمعانی صفحہ 500 جلد اول)

231 یعقوب بن زید بن طلحہ التیمی ابو یوسف المدنی قاضی المدینہ

(تقریب صفحہ 382' تذھیب صفحہ 181 جلد 3)

232 یعقوب بن زید بن ھلجہ بن عبداللہ بن ابی ملیکہ التیمی الھلجی قاضی مدنی ثقہ

(سمعانی صفحہ 646 جلد 5)

233 یوسف بن محمد بن المنکدر (تذھیب صفحہ 189 جلد 3)

234 یوسف بن ابراہیم التیمی اللال (سمعانی صفحہ 670 جلد 5)

235 یعلی بن انس بن ماجد الساغرجی۔ یہ صدیقی تھے۔ (سمعانی صفحہ 198 جلد 3)

متفرق تفصیلات

-1 **فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب** :- آپ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہیں۔ آپ کی شادی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوئی۔ فاطمہ بنت حسین نے مدینہ کے حاکم کی شکایت یزید بن معاویہؓ سے کی جس پر آپ کی شکایت رفع ہوئی۔

(صالحات و صحابیات صفحہ 491)

-2 **عمرۃ بنت عبدالرحمٰن** :- بن اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔ عمرۃ اور ان کی بہنیں صدیقہؓ کی زیرِ تربیت رہا کرتی تھیں۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 497)

-3 **زینب بنت ابوسلمہ**' بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ اس رشتہ سے حضرت زبیر بن العوام کی اولاد جو اسماء کے بطن سے تھی ان کی رضاعی بہن تھی۔ زینب کی والدہ ام المومنین سلمہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔ زینب کی شادی عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے ہوئی۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 480)

-4 **سلمٰی بنت عمیس**' حضرت اسماء بنت عمیس کی بہن تھیں۔ جن کی شادی حمزہ بن عبدالمطلب سے ہوئی نسب اس طرح ہے۔ بنت عمیس بن معد بن تیم بن حارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن نسر بن وھب اللہ بن شہران بن عفرس بن افتل جو کہ خثعم کی جڑ ہیں۔ اسماء بنت عمیس کی والدہ ہند یعنی خولہ بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ (جر جوش سے آئے ہیں) (صالحات وصحابیات صفحہ 362 اور صفحہ 358)

-5 **ام معبد** :- رسول اللہ' حضرت ابوبکر اور آپ کے غلام نے دوران ہجرت آپ

کے پاس پڑاؤ کیا تھا۔ نسب اس طرح ہے۔ عاتکہ بنت خالد بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 365)

6- **عبداللہ الاکبر** بن جعفر طیار بن ابی طالب :- آپ کی والدہ اسماء بنت عمیسؓ تھیں۔ عبداللہ الاکبر کو ابو جعفر الجواد بھی کہتے ہیں۔ آپ کے بیٹے اسحاق العریضی ہوئے۔ جن سے محمد، جعفر اور القاسم پیدا ہوئے۔ قاسم امیر یمن تھے۔ ماں کا نام ام حکیم بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ تھا۔ اور جعفر صادقؒ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے سات بیٹے ہوئے۔ جعفر، اسحاق، عبدالرحمٰن، عبداللہ، احمد، زید اور حمزہ

(عمدۃ الطالب صفحہ 35)

اسماء الرجال (حصہ دوم)

مولائے بنی تیم

کتب الانساب میں بیسیوں ایسے مشاہیر کا تذکرہ ملتا ہے جو اپنے آپ کو بنو تیم سے نسبت دیتے ہیں اور وہ یا تو غلام رہے یا ان کے آباء غلام رہے اور ان کے نام کے ساتھ یہ نسبت لکھی جاتی ہے۔ ان میں کچھ تو صرف واقعی غلام رہے۔ لیکن اکثر راویان حدیث ہیں، فقیہہ ہیں اور تقویٰ میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ حقیقتاً" مسلمانوں کے اصل سردار یہ ہی مشاہیر ہیں۔ یہاں موٰلی کا لفظ تاریخی مناسبت سے ہے۔ ان سب کی نسبت بنی تیم کے لئے بھی باعث فخر ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی یہی نسبت رکھتے تھے۔

اس دور میں غلاموں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا وہ اسلامی مساوات کا نمونہ ہے۔ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ غلام زادہ تھے۔ آنحضورؐ نے انہیں لشکر کی قیادت کرنے کے لئے منتخب فرمایا۔ لشکر روانہ ہوا ہی تھا کہ حضورؐ کا انتقال ہو گیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو بعض حضرات کی چہ میگوئیوں کے باوجود آنحضورؐ کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔ اور آپؓ نے اس لشکر کو روانہ کیا تو اس شان سے کہ حضرت اسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے اور خلیفہ اسلام ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ اسامہؓ بولے آپ کو خدا کی قسم یا تو آپ سوار ہو جائیے ورنہ پھر میں بھی اتر جاتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم تم ہرگز نیچے نہ اترو اور میں بھی سوار نہیں ہوں گا۔ حضرت بلالؓ اسلام کے سب سے پہلے موذن مقرر ہوئے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو خرید کر آزاد کیا۔ حضرت صفیہؓ جو محمد بن سیرینؒ کی والدہ تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی باندی تھیں لیکن اس شان کی کہ جب ان کے نکاح کا وقت آیا تو تین ازواج مطہرات نے انہیں دلہن بنایا۔ اور اٹھارہ بدری صحابیؓ ان کے نکاح میں شریک تھے۔ مرہ بن عثمان حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کے غلام تھے۔ بصرہ (عراق) میں نہر مرہ آج بھی ان کے نام سے منسوب ہے یہاں صرف چند مثالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

مولائے بنی تیم

1 ابو حفصہ مولی عائشہ (تقریب صفحہ 402)

2 ابو رجاء مولی ابوبکر صدیق (تقریب صفحہ 405)

3 ابو عمر مولی اسماء بنت ابوبکر صدیق نام عبداللہ بن کیسان (تقریب صفحہ 418)

4 ابو عمرو مولی عائشہ - وہ زکوان تھے (تقریب صفحہ 419)

5 ابو یونس مولی عائشہ (تقریب صفحہ 423)

6 ابو فکیہہ۔ نام یسار تھا۔ ابو فکیہہ کنیت، قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے۔ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے خرید کر آزاد کیا۔

(اسد الغابہ صفحہ 214 جلد 9)

7 ابو نافع : آپ عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کے غلام تھے۔ آپ کے بیٹے کا نام طلحہ تھا۔ (کتاب المعارف) ابی سلمٰی یوسف بن یعقوب بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون، نام ابی سلمہ الثانی دینار، مولی آل منکدر (سمعانی صفحہ 157 جلد 5)

8 ابو منصور طلحہ بن رزیق بن اسد الالینی مولی طلحہ الطلحات (سمعانی صفحہ 66 جلد اول)

9 ابو عثمان ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن الرابی و اسم عبدالرحمٰن فروخ مولی آل منکدر التیمی تیم قریش (سمعانی صفحہ 35 جلد 3)

10 ابو محمد الحسن بن علی بن عاصم بن صہیب البغدادی القربی مولی قریبہ بنت محمد بن ابوبکر جو کہ عاصم بن علی کے بھائی تھے۔ حسن کی وفات علی بن عاصم کی حیات میں ہوئی۔ ان کے بھائی ابو الحسین عاصم بن علی القربی الواسطی نزل بغداد۔

(سمعانی صفحہ 483 جلد 4)

11 ابو عبیدہ معمر بن المثنی التیمی توفی سن 208ھ (اعجام الاعلام صفحہ 55)

12 ابو الحسن علی بن عاصم بن صہیب القربی، یہ حضرت قریبہ بنت محمد بن ابوبکرؓ کے غلام تھے۔ (سمعانی صفحہ 483 جلد 4)

13 ابو نعیم الفضل بن دکین۔ لقب دکین۔ نام عمرو۔ بن حماد بن زہیر بن درھم الاحول

الملائی۔ مولی آل طلحہ بن عبیداللہ قرشی من اھل کوفہ۔ (سمعانی صفحہ 423 جلد 5)

14 ابراہیم بن سالم بن ابی امیہ ابواسحاق مدنی مولی عمر بن عبیداللہ المعروف بردان (تہذیب التہذیب صفحہ 105، تذھیب صفحہ 45)

15 ابی حبیبہ مولائے طلحہ (طبقات ابن سعد)

16 ام درہ مولاۃ عائشہ مدنی انتقال بعد یزید اول (تقریب صفحہ 475)

17 ام عنبس۔ ان کا تعلق بنو تیم بن مرہ سے تھا۔ اسلام لانے پر مشرکین نے سختی کی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔ ان کی کنیت اپنے بیٹے سیدنا عبس بن کریز کے نام پر ہے۔ (اعلام النساء صفحہ 373 جلد 3)

18 ام علقمہ مولاۃ عائشہؓ۔ آپ کے فرزند علقمہ بن ابی علقمہ ہوئے۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 505)

-19 امیمہ: آپ کی شادی حبیب بن کعیب بن عنیر ثقفی سے ہوئی جن سے ان کے نہدیہ، ام عبیس اور زنیرہ پیدا ہوئیں ان سب کو حضرت ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کیا (صالحات و صحابیات صفحہ 336)

19-A الفضل بن رکین الکوفی واسم رکین عمر بن حماد بن زھیر التیمی مولی آل طلحہ (تذھیب صفحہ 335 جلد 2)

20 الحسن بن علی بن فضال بن انیس التیمی الکوفی شیعہ کی تاریخ کو یکجا کرنے کا کام کیا۔ (الاعلان بالتوبیخ صفحہ 234)

21 ایوب بن سلیمان بن بلال التیمی مولاھم ابو یحیٰ مدنی (تہذیب التہذیب صفحہ 353)

22 بابی مولی عائشہ (المشتبہ صفحہ 37)

23 بریرہؓ مولاۃ عائشہ صحابیہ۔ (تقریب صفحہ 456، تذھیب صفحہ 386 جلد 3، صالحات و صحابیات صفحہ 337، اعلام النساء صفحہ 129 جلد اول)

24 بنی مومل کی لونڈی، ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔

25 بلالؓ بن رباح، والدہ کا نام حمامہ، ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔ موذن نبوی

ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سن 20ھ میں شام میں وفات پائی۔

(کتاب المعارف، تہذیب التہذیب صفحہ 441)

26 حمامہ، سیدنا بلالؓ بن رباح کی والدہ تھیں۔ ماں بیٹے دونوں کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔ (اعلام النساء 292 جلد اول، اسد الغابہ، تذکار صحابیات)

27 حمزہ بن الزیات القاری ابوعمارہ الکوفی تیمی مولاھم صدوق زاہد (تقریب صفحہ 355)

28 خالد بن سعید بن ابی مریم التیمی مولاھم المدنی (تذھیب صفحہ 278 جلد 1)

29 ذکریا بن عدی بن الصلت التیمی مولاھم ابو یحییٰ کوفی نزیل بغداد (تقریب 107)

30 ذکوان: حضرت عائشہ کے غلام تھے۔ جن کو انہوں نے مدبر کیا تھا۔ قریش کی امامت کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ عائشہؓ مقام حراء اور ثبیر کے درمیان قیام پذیر تھیں تو ان سے شرف نیاز حاصل کرنے قریش کے بڑے بڑے وفد آتے تھے۔ اس اثناء میں نماز کا وقت ہو جاتا تو عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ امامت کرتے وہ اگر موجود نہ ہوتے تو سیدنا ذکوان (فناع) اس فرض کو انجام دیتے۔ وفات الحرہ سن 63ھ

(طبقات ابن سعد، تذھیب)

31 ربیعہ بن عبدالرحمٰن التیمی مولاھم ابو عثمان مدنی (تقریب صفحہ 102)

32 رویج بن زویب بن شعشم بن قرط بن مناف بن حارث تمیمی عنبری مولی عائشہ (عبداللہ بن رویج کی روایت کے مطابق اس خاندان میں رویج دادا، سمرہ چچا، حی چچا زاد بھائی اور زویب ماموں تھے۔ یہ سب آل اسماعیل علیہ السلام میں سے تھے)

(اسد الغابہ صفحہ 241 جلد 3)

33 زبیب بن ثعلبہ بن عمرو بن [illegible] بن عبدہ بن عدی بن جندب بن عنبر بن عمرو بن تمیم تمیمی عنبری یہ [illegible] سے تھے جنہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ (اسد الغابہ صفحہ 270 جلد 3)

34 زنیرہ رومیہ - ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ بنو مخزوم کی کنیز تھیں یا عبدالدار کی لونڈی تھیں۔ جب اسلام لائیں تو اندھی ہوگئیں۔ مشرکین کہتے [illegible] اسے لات

وعزیٰ نے اندھا کر دیا ہے۔ یہ کہتیں کہ لات وعزیٰ کو تو یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کے پوجنے والے کون ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔(اعلام النساء صفحہ 39 جلد 2)

35 سعد :- آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام اور رسولؐ اللہ کے خادم تھے۔

(اسد الغابہ صفحہ 79 جلد 4، تذھیب صفحہ 372)

36 سعد مولی آل ابوبکر (تذھیب صفحہ 119)

37 سعد مولی طلحہ (تذھیب صفحہ 372)

38 سعد بن حفض الطلحی مولاھم ابو محمد کوفی (تذھیب صفحہ 368)

39 سلیمان بن بلال التیمی مولاھم ابو محمد و ابو ایوب مدنی (تذھیب صفحہ 132)

سیدنا سلیمان بن بلال حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق کے غلاموں میں سے تھے۔ ان کو وصول خراج مدینہ کی خدمت دی گئی۔ سن 172ھ میں بعہد خلافت مروان بمقام مدینہ وفات پائی۔ راوی حدیث ہیں۔

40 سلیمان بن سفیان مولی آل طلحہ التیمی ابوسفیان المدنی (تذھیب صفحہ 412)

41 سالم بن ابی امیہ ابو النضر مولی عمر بن عبیداللہ التیمی مدنی (تذھیب صفحہ 359)

42 سلامہ بنت عامر مولاۃ عائشہؓ (اعلام النساء صفحہ 228 جلد 2)

43 صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناہ بن نمر بن قاسط بن ہنب بن افصی ی بن دعمی بن حدیمہ بن اسد بن ربیعہ بن نزاد ربعی کلبی، نسب میں اختلاف ہے۔ روم میں پرورش پائی۔ بنو کلب سے عبداللہ بن جدعان تیمی نے خرید کر آزاد کیا۔

(اسد الغابہ صفحہ 38 جلد 5)

44 صفیہ :- جو محمد بن سیرینؒ کی والدہ ہیں۔ محمد فقہ و حدیث میں امامت کے مرتبہ پر فائز تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ 80 جلد 1)

سیدہ صفیہ ابوبکر صدیقؓ کی باندی تھیں۔ لیکن اس شان کی کہ جب ان کا نکاح کا وقت آیا تو تین ازواج مطہراتؓ نے ان کو دلہن بنایا اور اٹھارہ بدری صحابہؓ جن میں ابن ابی کعبؓ بھی تھے ان کے نکاح میں شریک ہوئے۔ آراستگی کے بعد امہات

المومنینؓ نے سیدہ صفیہ کے لئے دعا کی۔ مردانہ مجلس میں بھی اسی طرح دعا کی گئی۔

(غلامان اسلام)

45 عاصم بن علی بن عاصم بن صہیب الواسطی ابوالحسن التیمی مولی قریبہ بنت محمد بن ابوبکر صدیقؓ (تقریب صفحہ 159' تذہیب صفحہ 18 جلد 2' مشتبہ صفحہ 528)

46 عامر بن فہیرہؓ :- کنیت ابو عمرو' قبیلہ از مولدین سے تھے۔ ابتداء میں عائشہ صدیقہؓ کے اخیافی بھائی طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔ سابقین اسلام میں سے ہیں۔ رسول اللہ کے ارقم کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ سیدنا عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔ دوران ہجرت اعلیٰ خدمات انجام دیں۔ غزوہ بدر و احد میں شرکت کی۔ بیئر معونہ کے دن سن 6ھ میں بعمر 40 سال شہید ہوئے۔ (اسد الغابہ صفحہ 120 جلد 5)

47 عبداللہ بن بابی مولی عائشہ (المشتبہ صفحہ 37)

48 عبداللہ بن سعد التیمی مولی عائشہ المدنی (تذہیب صفحہ 61' تقریب صفحہ 175)

49 عبداللہ بن فروخ التیمی مولی عائشہ المدنی (تقریب صفحہ 184)

50 عبداللہ بن فروخ التیمی مولی آل طلحہ (تقریب صفحہ 184)

51 عبداللہ بن قاسم التیمی مولی ابوبکر (تقریب صفحہ 185)

52 عبداللہ بن کیسان التیمی مولی ابوبکر' مولیٰ اسماء بنت ابوبکرصدیق (تذہیب صفحہ 91 جلد 2)

53 عبدالرحمٰن بن بابی (المشتبہ صفحہ 37)

54 عبیدا بن جریج التیمی مولاھم المدنی (تذھیب صفحہ 201' تقریب صفحہ 228)

55 عبید بن میمون التیمی مولاھم ابو عباد المدنی المقری (تقریب صفحہ 230)

56 علقمہ بن ابی علقمہ بلال مدنی مولی عائشہ وفات بعد خلافت منصور (تقریب صفحہ 243' تذھیب صفحہ 241)

57 عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب التیمی مولاھم ابوسعید کوفی (تقریب صفحہ 261)

58 عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون التیمی مولاھم المدنی (تذھیب صفحہ 166 جلد 2)

59 عتبہ بن مسلم وھو ابن ابی عتبہ التیمی مولاھم مدنی ثقہ (تذھیب صفحہ 211 جلد 2)

60 عثمان بن عبداللہ بن موھب مولی آل طلحہ ابو عبداللہ الاعرج المدنی

(تذھیب صفحہ 211 جلد 2)

61 علی بن عاصم بن صہیب التیمی مولاھم ابوالحسن الواسطی (تذھیب صفحہ 251 جلد 2)

62 علی بن الحسن بن علی بن فضال بن انیس التیمی (الاعلان بالتوبیخ صفحہ 234)

63 عنبسہ بن سعید بن کثیر القرشی التیمی مولاھم الکوفی الحاسب

(تذھیب صفحہ 306 جلد 2)

64 عنقوزہ یا عفرہ حضرت عائشہ صدیقہ کی لونڈی تھیں۔ (اسد الغابہ صفحہ 192 جلد 10)

65 عیسیٰ بن موسیٰ التیمی اوالتمیمی مولاھم ابواحمد غنجارالبخاری

(تذھیب صفحہ 321 جلد 2)

66 قاسم :۔ آپ ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے۔ صحابی المشھور ابوالقاسم

(اسد الغابہ صفحہ 253 جلد 7)

67 کثیر بن عبید التیمی مولاھم رضیع عائشہؓ نزل الکوفہ (تقریب صفحہ 285)

68 کثیر ابن کثیر مولی طلحہ (تذھیب صفحہ 364 جلد 2)

69 کثیرہ مولاۃ عائشہ (اعلام النساء صفحہ 237 جلد 4)

70 کثیرہ بنت مالک بن عبداللہ بن محمد التیمی (اعلام النساء صفحہ 237 جلد 4)

71 لبینہ : بنو عدی کی شاخ موئل کی لونڈی تھیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔

(تذکار صحابیات)

72 لیلیٰ :۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی آزاد کردہ کنیز تھیں (اسد الغابہ صفحہ 237 جلد 10)

73 محمد بن عبدالرحمٰن آل طلحہ کے آزادکردہ غلام تھے۔ (صالحات وصحابیات صفحہ 159)

74 محمد بن عبدالرحمٰن بن عبید التیمی مولاھم الکوفی (تذھیب صفحہ 430 جلد 2)

75 محمد بن عمرو بن عطاء بن زبان الجماز مولی ابوبکر صدیق (سمعانی صفحہ 81 جلد 2)

76 محمد بن عثمان بن عبداللہ بن موھب التیمی (تقریب صفحہ 310 اور صفحہ 311)

77 معمر بن المثنی ابو عبیدہ التیمی مولاھم البصری (تقریب صفحہ 344)

78 مہاجر ابو الحسن التیمی مولاھم الکوفی (تقریب صفحہ 349)

79 مہاجر التیمی مولاھم ابوالحسن الصائغ (تذھیب صفحہ 60 جلد 3)

80 موسیٰ بن سعد المدنی مولی آل ابوبکر (تقریب صفحہ 350)

81 مغیث : آپ سیدہ بریرہؓ کے خاوند تھے (اسدالغابہ صفحہ 212 جلد 8)

82 مرہ بن عثمان :۔ آپ عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کے غلام تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے زیاد بن ابو سفیانؓ سے ان کی سفارش کی تھی۔ زیاد ام المومنین کی تحریر سے بہت مسرور ہوا۔ بے حد خاطر داری کی اور علاقہ بصرہ میں نہر مرہ ان کی جاگیر میں دے دی۔ وہ نہر ان کے نام سے منسوب ہے۔ بصرہ میں ان کی اولاد بھی ہوئی۔

(کتاب المعارف)

83 نہدیہ :۔ بنوعبدالدار کی ایک عورت کی لونڈی تھیں۔ ابوبکرصدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا

(تذکار صحابیات)

84 نہدیہ کی بیٹی :۔ ان کو بھی حضرت ابوبکرصدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔ (تذکار صحابیات)

85 وردان بن اسماعیل تمیمی - بنو یربوع (از بنو تمیم) رسول اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف سے ان کی فرمائش پر بنو اسماعیل سے غلام آزاد کیا۔

(اسدالغابہ صفحہ 152 جلد 9)

86 یحییٰ بن عثمان التیمی مولاھم ابو سہیل بصری (تقریب صفحہ 378)

87 یوسف بن عدی بن زریق التیمی مولاھم ابو یعقوب کوفی (تذھیب صفحہ 188 جلد 3)

88 یوسف بن محمد بن یزید بن صیفی بن صہیب الخیر الجدعانی مولی بنی جدعان التیمی القرشی اہل مدینہ (سمعانی صفحہ 30 جلد 2)

کنیت و نسبت

العیشی:-

انساب سمعانی کی روایت کے مطابق ابو عبدالرحمٰن عبیداللہ بن محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر التیمی العشیی کہلائے ابن عائشہ القرشی' نسبت عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ التیمی بصری۔

اور ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن محمد بن حفص مشہور ہوئے ابن عائشہ۔ بصری۔

(سمعانی صفحہ 269 جلد 4)

القریبی:-

یہ نسب قریبہ بنت محمد بن ابوبکر الصدیقؓ سے نسبت کی بناء پر ہے۔ انساب سمعانی کی روایت کے مطابق ان کے کچھ غلام یہ نسبت لکھتے ہیں۔ تفصیل پہلے دی جا چکی ہے۔

(سمعانی صفحہ 438 جلد 4)

القوصی:-

مکہ و مصر کے درمیان ایک شہر کا نام ہے جو مصر سے زیادہ نزدیک ہے۔ ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن المنکدر بن محمد بن المنکدر المدنی اس نسبت سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن المنکدر بن محمد بن المنکدر المدنی وغیرہ۔

(سمعانی صفحہ 559 جلد 4)

الصدیقی:-

آل ابوبکر صدیقؓ میں یہ نسبت بہت عام ہے۔ جو نسب میں صدیقی قریشی تیمی ہوتے ہیں وہ صدیقی لکھتے ہیں۔ اور یہ ایک زمانہ سے لکھا جا رہا ہے۔ انساب سمعانی کی روایت کے مطابق موسیٰ بن عبدالرحمٰن الصدیقی سے ہے' الصدیقی وہ اپنے نسب کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ جبکہ سمعانی سن 526ھ میں فوت ہوئے۔ (سمعانی صفحہ 531 جلد 3)

(ابوالفضل جعفر بن الصدیقی المدنی قال المستغفری من المدینہ الداخلہ یعنی نسف کا تذکرہ سمعانی نے صفحہ 239 جلد 5 پر کیا ہے)

الصادق :-

ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں یہ نسبت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب کے لئے لکھی جاتی ہے۔ (سمعانی صفحہ 509 جلد 3) عمدۃ الطالب میں بھی یہی نسب لکھا گیا ہے۔ اور حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا "ولد نی ابوبکر مرتین" یعنی میں ابوبکر صدیقؓ سے دو دفعہ پیدا ہوا۔ یعنی ماں اور نانی دونوں صدیق اکبرؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ (عمدۃ الطالب صفحہ 161)

البکری :-

یہ نسبت بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نسب کی بناء پر ان کی اولاد میں لکھی گئی۔ سمعانی کی روایت کے مطابق القاضی ابو محمد عبداللہ بن احمد بن افلح بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق البکری مشہور ہیں۔ (سمعانی صفحہ 385 جلد اول)

المشتبہ کی روایت کے مطابق البکری غالبا من ولد ابی بکر الصدیقؓ (المشتبہ صفحہ 88)

الجدعانی :-

یہ نسبت بنی جدعان التیمی سے ہے۔ (سمعانی صفحہ 30 جلد 2)

الخیلامی :-

خیلام کا شہر فرغانہ کے علاقے میں ہے۔ یہاں حمزہ بن علی بن المحسن بن محمد بن جعفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن طلحہ بن محمد بن طلحہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ الخیلامی مشہور ہوئے۔ ان کو خلفاء الدار الجوز جانیہ تحریر کیا گیا ہے۔ اور سمرقند میں 14 ذی الحج 523ھ میں فوت ہوئے۔ (سمعانی کی روایت کے مطابق شجرہ نسب میں طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک نام سہواً رہ گیا ہے)

(سمعانی صفحہ 434 جلد 2)

السوارقی :-

السوارقیہ : یہ مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ جسے قریہ ابوبکر صدیقؓ کہا جاتا ہے۔ ابوبکر محمد بن عتیق بن نجم بن احمد السوارقی البکری اس نسبت سے مشہور ہیں۔

(سمعانی صفحہ 329 جلد 3)

السخی:۔

اطراف مدینہ میں محلّہ تھا۔ جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ رہا کرتے تھے۔ سخ کے نام سے مشہور ہے۔ (سمعانی صفحہ 319 جلد 3)

سہروردی:۔

یہ نسبت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں ابو النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ کیلئے اور وہ عبداللہ بن سعد بن الحسن بن القاسم بن علقمہ بن النضر بن معاذ بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ السہروردی ہوئے۔ جو کہ بغداد آئے۔ اس کے علاوہ ابو حفص عمر بن محمد بن عمویہ السہروردی وغیرہ۔ تصوف میں سلسلہ سہروردیہ کا بانی یہی خاندان ہوا۔ اور تصوف کا یہ سلسلہ خوب پھلا پھولا۔ پاکستان میں حضرت بہاؤ الدین ذکریاؒ قاری حامدؒ بھی اسی سلسلہ سہروردیہ سے ہیں جن کے جانشین حافظ جان محمدؒ بن سعد اللہ ہوئے۔ (سمعانی صفحہ 340 جلد 3)

العتیقی:۔

آل ابوبکر صدیقؓ جو کہ نسبت دیتی ہے۔ آل ابی عتیق سے (سمعانی صفحہ 156 جلد 4)

الملیکی:۔

یہ نسب ملیکہ سے ہے۔ وہ عبداللہ بن ابی ملیکہ ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر (بن عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان) اور ابو الحسن علی بن زید بن عبداللہ بن ابی ملیکہ الملیکی القرشی الاعمٰی بصری وغیرہ۔ (سمعانی صفحہ 383 جلد 5)

المنکدری:۔

اولاد محمد بن المنکدر بن عبداللہ بن الھدیر بن محرز بن عبدالعزیز بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ میں یہ نسب مشہور ہے۔ (سمعانی صفحہ 398 جلد 5)

الھدیری:۔

یہ نسب ھدیر کا ہے۔ جن کی جد المنکدر بن عبداللہ بن الھدیر التیمی القرشی الھدیری ہیں۔ والد محمد و ابوبکر و عمر بنی المنکدر کے اور بھائی ربیعہ بن عبداللہ بن الھدیر کے علاوہ ہارون بن ہارون بن عبداللہ الھدیری ان میں شامل ہیں علاوہ ازیں محرز بن ہارون بن عبداللہ

بن الهدیر المدینی وغیرہ مشہور ہیں۔ (سمعانی صفحہ 630 جلد 5)

الطلحی :-

یہ اولاد حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کا نسب ہے۔

شاہ :-

سلطان غیاث الدین بلبن نے حضرت بابا فرید الدینؒ گنج شکر قریشی فاروقی کی ہدایت پر ایک شاہی فرمان جاری کیا تھا۔ جس میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ پہلے تین خلفاء یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کی اولاد اپنے اظہار نسب کے لئے اپنے نام کے شروع میں شاہ لکھا کریں۔ اور حضرت علیؓ کی اولاد اپنے نام کے آخر میں شاہ لکھا کریں۔ چنانچہ برصغیر کے بہت سے مشاہیر نے اس فرمان کے بموجب شاہ کا اضافہ اپنے نام سے پہلے اور بعد میں کیا۔ مثلاً صدیقی فاروقی اور عثمانی خانوادوں میں حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی، شاہ بلیغ الدین، شاہ احمد نورانی اور شاہ تراب الحق وغیرہ شامل ہیں۔ تقسیم ہند سے پہلے شاید موجودہ پاکستان کے علاقوں میں اس کا زیادہ رواج نہیں تھا۔ اور عموماً اپنا نسب صدیقی، فاروقی یا عثمانی ہی تحریر کرتے تھے۔

+ Sub Casts by Eahsan-Ul-Haq Qureshi, Pakistan Times 14-1-1986)

(Casts

(سلطان بلبن کا گزٹ نوٹیفکیشن از عطاء الحق قاسمی روزنامہ نوائے وقت 9-4-1986)

Pakistan, An Introduction, Herbert Feedman (Page 40)

شیخ :-

اہل عرب کو عرب سے باہر مسلمانوں میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور عربی النسل لوگوں کو جب احترام سے پکارا جاتا ہے تو سیدی اور شیخ کے القاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ یہ عمل سینکڑوں سال سے جاری ہے اور آج تک مروج ہے۔ ہندو پاکستان میں بھی شیخ عربی النسل لوگوں کو کہا جاتا اور سمجھا جاتا ہے۔ یہ اصول سن 1901ء کی ہندو پاکستان کی مردم شماری میں بھی ملحوظ رکھا گیا تھا۔ اور جس جگہ عربی النسل ذاتوں کا ذکر ہے وہاں شیخ تحریر کیا گیا تھا۔ اور انہیں اشراف میں شمار کیا گیا تھا۔ مسلمانوں میں جو عرب اقوام تھیں ان

میں قریشی، سید، شیخ شامل کئے گئے تھے۔ اور نومسلم شیخ علیحدہ تحریر کئے گئے تھے۔

(People of India, by Sir Herbert RISLEY, Calcutta 1908,

Appendix-II Social Statistics, Page xxxvi)

ویسے عام طور پر شیخ کی اصطلاح کی نسبت شیخینؓ سے ہے۔ شیخینؓ پہلے دونوں خلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو کہا جاتا ہے۔ اور ان کی اولاد کو اسی مناسبت سے شیخ کہا جاتا ہے۔ جس کو بعض تحریر کرتے ہیں اور ساتھ ہی بعض اوقات صدیقی یا فاروقی بھی تحریر کرتے ہیں۔

قریشی صدیقی :-

صحیح النسب صدیقی اپنے آپ کو عموماً" قریشی صدیقی ہی تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ ابہام نہ رہے۔ جس طرح چنگ سید ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض مسلمان اپنے نام کے ساتھ تبرک کے طور پر صدیقی، فاروقی یا عثمانی کا اضافہ کر لیتے ہیں۔ تصوف کے سلسلوں میں یہ رواج عام ہے۔ اسی طرح شاہ کا اضافہ بھی کر لیا جاتا ہے۔ شاہ کا لفظ تو اب مذاق بن کر رہ گیا ہے۔ لہٰذا سنجیدہ فکر اب اپنے آپ کو صدیقی کے ساتھ قریشی بتاتے ہیں۔

مشہور تاریخی اعزازات

-1 عشرہ مبشرہ :-

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت زبیر بن العوام (داماد ابوبکر صدیقؓ) اور طلحہ بن عبیداللہ تیمیؓ کو حاصل ہوا۔

-2 سابقون الاولون :-

تقریباً تمام اہل بیت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے لواحقین سابقون الاولون میں سے ہیں۔ سوائے چند ایک کے۔

-3 مہاجرین :-

یہ اعزاز بھی تقریباً سب اہل بیت ابوبکرصدیقؓ اوران کے لواحقین نے حاصل کیا۔ جب مکہ مکرمہ سے اپنے آبائی گھرچھوڑ کرمدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

-4 ثانی اثنین :-

قرآن مجید میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کیلئے۔

-5 اسلام لانے میں اولیت اور نبوت کی تصدیق :-

(i) حضرت ابوبکرصدیقؓ نے امر نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کی جبکہ آنحضورؐ اپنے تایا زبیر بن عبدالمطلب کے ہمراہ شام روانہ ہوئے۔ اور بحیرہ راہب سے ملنے کا واقعہ پیش آیا۔ (صدیقیت اور اولیت کی ابتداء)

(ii) عاقل بالغ مردوں اور تمام قبیلہ کے سرداروں میں سے، سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا۔

-6 یار غار :-

ہجرت کا سفر جس کا آغاز اور انتظام حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے ہوا تھا۔ انتہائی مشکل اور پر خطر حالات میں غار ثور میں قیام اور اولاد ابوبکر صدیقؓ اور

عامر بن فہیرہؓ کا استقامت کے ساتھ اس راز کو نبھانا۔ یہ اعزاز حضرت ابوبکر صدیقؓ کیلئے ہے۔ جبکہ آپؓ غار ثور میں آنحضورؐ کے ہمراہ تھے۔

-7 **صدیق :-**

یہ خطاب حضرت ابوبکرؓ کو دربار رسالت سے عطا ہوا۔

-8 **خلیفتہ الرسول :-**

بیعت خلافت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لقب۔

-9 **اول امیرحج :-**

آنحضورؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ اعزاز بخشا اور سن 9ھ میں آپ کو امیرحج بنا کر بھیجا۔

-10 **امام الصلوٰۃ :-**

یہ اعزاز صدیق اکبرؓ کو آنحضورؐ کی حیات مبارکہ میں حاصل ہوا۔ جبکہ آپؐ نے خود اس امر کا حکم دیا۔ آپؓ امامت فرما رہے تھے کہ آنحضورؐ بھی نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آنحضورؐ نے منع فرمایا۔ اور کئی نمازوں کی امامت آپؓ نے فرمائی۔

-11 **عثمانؓ ابو قحافہ کا اعزاز :-**

حضرت ابو قحافہؓ جب اپنے بیٹے ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ دربار رسالت میں اسلام لانے کے لئے حاضر ہوئے۔ تو آنحضورؐ نے فرمایا "ان کو یہاں آنے کی تکلیف کیوں دی میں خود ہی ان کے پاس پہنچ جاتا۔" آنحضورؐ کا یہ ارشاد ان کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

-12 **عبداللہ بن ابوبکرؓ کا اعزاز :-**

غزوہ طائف میں آنحضورؐ کی قیادت میں شریک ہوئے اور وہاں زخمی ہونے کے کچھ عرصہ بعد یہی زخم وفات کا سبب بنے۔

-13 **ذات النطاقین :-**

دربار رسالتؐ سے حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کو ہجرت کے موقعہ پر عطا ہوا۔

-14 حواری رسول :-

دربار رسالت سے حضرت زبیر بن العوامؓ کو عطا ہوا۔ آپ داماد ابوبکر صدیقؓ تھے۔

-15 اول مولود بعد ہجرت مدینہ :-

یہ اعزاز حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کو حاصل ہوا۔ جو ابوبکر صدیقؓ کے نواسے تھے۔

-16 حورعین میں سے کوئی حور :-

حضرت ام رومانؓ والدہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ جب وفات کے وقت قبر میں اتاری گئیں تو آنحضورؐ نے فرمایا حورعین میں سے کسی حور کو دیکھنا پسند ہو تو وہ ام رومانؓ کو دیکھ لے۔

-17 ام المومنین، صدیقہ، حمیرا :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے القابات و اعزازات۔

-18 عالم اسلام کی پہلی خاتون سپہ سالار :-

یہ اعزاز حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جنگ جمل کے موقعہ پر حاصل ہوا۔

-19 اولین اسلامی جھنڈا :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اسلام کا اولین جھنڈا ان کے دوپٹہ مبارک سے بنا۔ اور بعد میں بھی کئی موقوں پر یہ اعزاز حاصل ہوا۔

-20 صحابیت کا اعزاز چار پشتوں تک :-

یہ اعزاز ابو قحافہؓ کو حاصل ہوا۔ آپ کی چار پشتیں دو واسطوں سے صحابی ہیں۔ دونوں سلسلہ اس طرح ہیں۔

i. حضرت ابوعتیقؓ بن عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر صدیقؓ بن ابوقحافہؓ

ii. حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ بیٹے اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ بن ابوقحافہؓ

-21 نسبی اعزاز :-

ابراہیمی، اسماعیلی، عدنانی، کنانی، نضری، قریشی اور تیمی۔

-22 عتیق :-

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لقب جس کے مطابق مشہور روایات میں ہے کہ۔

i. آپ کے حسب نسب میں کوئی عیب نہ تھا۔

ii. آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے۔

iii. آنحضورؐ کا ارشاد پاک کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے آزاد کر دیئے گئے ہو۔

23- مسجد نبوی کی تعمیر و سنگ بنیاد :-

جب مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز ہوا تو آنحضورؐ نے سب سے پہلے خود سنگ بنیاد رکھا پھر حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا میرے پتھر کے برابر اپنا پتھر رکھیں۔ پھر حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ سے اسی طرح برابر برابر پتھر رکھنے کا فرمایا۔

مسجد نبوی کی زمین کی قیمت بھی آنحضورؐ کے حکم پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ادا کی۔

24- اولین مسجد مکہ مکرمہ میں :-

آغاز اسلام میں ہی ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر میں مسجد بنائی جو اولین مساجد میں سے ہے۔

25- خلافت کا اعزاز :-

i. حضرت ابوبکر صدیقؓ اولین خلیفہ الرسول۔

ii. حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی خلافت سن 683ھ میں قائم ہوئی۔

iii. قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ کو اپنے زمانے میں خلافت کے لئے سب سے موزوں سمجھا جاتا تھا۔

اس خاندان میں جو صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، علماء اور صالحین پیدا ہوئے ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ البتہ چند اعزازات بیان کر دیئے گئے ہیں۔

ایک غمزدہ یتیم بچے سے رسول اللہؐ نے فرمایا میرے بیٹے! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ عائشہؓ تو تمہاری ماں ہو اور محمدؐ تمہارا باپ (الحدیث)

چند صدیقی خاندان اور ان کے شجرے

(1) تمیز الدین صدیقی بن قمر الدین صدیقی (جو راقم الحروف کے بہنوئی ہیں۔) ان سے جو خاندانی شجرہ موصول ہوا وہ اس طرح ہے۔ تمیز الدین صدیقی بن قمر الدین بن حاجی نور الدین بن حاجی نور احمد بن مولوی اللہ بخش بن محمد حیات بن عنایت علی بن غلام محمد بن حافظ جان محمدؒ لاہوری۔ (حافظ جان محمدؒ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے)

مذکورہ مولوی اللہ بخش کے بھائی عبدالواحد (بن محمد حیات بن عنایت علی) اور خود ان کی اولاد کا شجرہ تفصیل سے درج ہے۔ اور قمر الدین صدیقی بن حاجی نور الدین کی حقیقی ہمشیرہ سے علامہ علاؤ الدین صدیقی کی شادی ہوی تھی جو بقید حیات ہیں۔

(2) محمد یونس صدیقی بن محمد حسین نے راقم الحروف کو جو شجرہ دیا وہ اس طرح ہے۔ محمد یونس صدیقی بن محمد حسین (سیالکوٹ) بن حاکم دین بن صدر الدین بن فتح دین بن قاضی شہریار بن شمس الدین بن عبدالباری بن عزیز اللہ بن ولی اللہ بن شیخ یوسف الدین المعروف صندل بن شیخ علاؤ الدین بن شیخ مسیح الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یحیٰی بن شیخ محسن بن شیخ حسن بن ابوالحسن ملا دو پیازہ بن شیخ زین العابدین بن شیخ یوسف بن شیخ نصیر الدین بن شیخ ضیاء الحق بن شیخ عبدالحق بن شیخ عبدالشکور صندل بن شیخ محمد فاضل بن شیخ کمال بن جمال الدین بن محمد ہاشم بن محمد قاسم بن محمد جعفر بن محمد اسحاق بن شیخ عبدالغنی بن عبداللہ (اس سے آگے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام لکھا ہوا ہے۔)

مندرجہ بالا اس شجرہ میں محمد جعفر بن محمد اسحاق بن عبدالغنی عرب میں مقیم رہے۔ جبکہ عبدالغنی وہاں عدلیہ سے وابستہ تھے اور باقی دونوں بزرگ عرب میں ہی دفن ہیں۔ اسی شجرہ میں شیخ عبدالشکور صندل مصحش کا تذکرہ ہے جن کی چھٹی پشت میں ابوالحسن المعروف دو پیازہ کو دریائے نربدا کے کنارے جنوبی ہند میں دفن کیا گیا [illegible] ہی [illegible] حسن موضع شیخ چوڑا ضلع [illegible] میں [illegible]

پھر وہاں سے ان کے بیٹے شیخ محسن موضع پاہڑیا والی ضلع سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔

یہ شجرہ مکمل نہیں ہے اس خاندان کے جد اعلیٰ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درمیان غالباً ایک یا دو واسطے رہ گئے ہیں۔ محمد یونس صدیقی افشاں کالونی راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کی زوجہ ان کی چچا زاد اور ڈاکٹر ہیں۔

چند مزید خاندانوں کا تذکرہ

(1) کہروڑپکا میں حافظ نور احمد محدثؒ بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چچا زاد حضرت جبلہ تیمیؓ کی اولاد میں سے تھے۔ یعنی حضرت ابوقحافہؓ کے بھائی کی اولاد میں سے۔ یہ تیمی قرشی نسباً ہیں (تاریخ کہروڑپکا)

(2) حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا نسب جو ان کی کتاب مناقب محبوبیہ میں بیان کیا گیا ہے اس طرح ہے۔ خواجہ خدا بخش بن خواجہ احمد علی بن غوث الغیوث شیخ عاقل محمد بن خواجہ مخدوم شریف بن مخدوم یعقوب بن مخدوم نور محمد بن مخدوم ذکریا قوم قریشی از اولاد سیدالکل بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیقؓ معروف کوریجہ۔ اس خاندان کے بزرگ مالک بن یحیٰ عرب سے سندھ آکر آباد ہوئے تھے۔ (ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے اکرام کا حصہ)

(3) شیخ فخرالدین عراقیؒ کی اولاد ملتان میں آباد ہے۔ ان کی اولاد میں سے موسیٰ پاک صدیقیؒ ہیں۔ جن کے والد حافظ محمد حیات خراسان سے ملتان تشریف لائے تھے۔ موسیٰ پاک صدیقیؒ کی پیدائش سن 1196ھ اور وفات سن 1261ھ، مدفن محلہ کمانگراں، اندرون حسین آگاہی ملتان۔ آپ کے بیٹے خدابخش ملتانی متوفی سن 1311ھ، اوران کے بیٹے محمد نظام بخش متوفی، سن 1326ھ اور ان کے فرزند محمد حسین بخش متوفی سن 1397ھ/1959ء جن کی اولاد ملتان میں آباد ہے۔ (تاریخ ملتان)

(4) نواب سعداللہ خان جو شاہجہانی دور کی سب سے بڑی شخصیت اور نیک نام وزیر تھے۔ یہ تھیم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور چنیوٹ کے رہنے والے تھے۔ مورخوں نے کہا ہے کہ یہ تمیم سے بگڑ کر تھیم ہو گیا ہے۔ صاحب ماثر الامراء امیر عبدالرزاق صمصام الدولہ شہنواز خان خوفی کا بیان ہے کہ وہ قصبہ چنیوٹ کے متعلقہ صوبہ لاہور کے شیخ زادوں میں سے تھے۔ اور ان کا سلسلہ قریش کے جو تمیم سے ملتا ہے۔ غالباً" یہ بنو تیم سے تھیم ہو گیا ہو۔ کیونکہ اگر تمیم سے لفظ

بگڑتا تو تہمیم ہو جاتا۔ شاید اس سلسلہ میں مزید کوئی تحقیق بھی ہوئی ہو جس کا مجھے علم نہیں۔ البتہ تہیم پاکستان میں کافی اثر ورسوخ کے مالک ہیں۔ (نقوش لاہور نمبر صفحہ 510)

(5) i. برہان الدین مرغانی متوفی سن 593ھ' سمرقند فقہ حنفی کے مشہور عالم تھے۔

ii. ایجی عضدالدین پیدائش سن 680ھ' (فارس کا قصبہ ایج)۔

iii. فخرالدین مبارک شاہ جنہوں نے غوری خاندان کا نسب نظم کیا تھا۔ (ماثر لاہور)

iv. فخرمدبر جن کا شجرہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکرصدیقؓ سے ملتاہے۔ (ماثر لاہور)

مندرجہ بالا مشاہیر سب صدیقی تھے۔

(6) سندھ کا مشہور مخدوم خاندان جس میں بڑے بڑے مشاہیر' سیاستدان اور علماء وفضلاء پیدا ہوئے۔ ان کے مورث اعلیٰ مخدوم فخرالدین صغیر عراق سے چودھویں صدی میں آ کر ہالہ کنڈی میں بس گئے۔ سن 1927ء میں مخدوم ظہیرالدین کی وفات کے بعد ملک غلام محمد نے اپنے بزرگون کی گدی سنبھالی۔ مخدوم نوح کی درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہے۔ مخدوم طالب مولیٰ ان کی اولادمیں سے تھے جنہیں سروری جماعت کا روحانی پیشوا بھی کہا جاتاہے۔ ان کی وفات کے بعد مخدوم امین فہیم خاندان کے سربراہ ہیں۔ مخدوم خلیق الزماں' رفیق الزماں اور شفیق الزماں ان کے بھائی ہیں۔ یہ سب بھائی قومی سیاست میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ شیخ نعمت اللہ نوح ہالاسندھ کا شجرہ نسب مسعود بن قاسم بن محمد بن ابوبکرصدیقؓ سے ملتا ہے۔ (ڈیلی ڈان 12 جنوری 1993ء' اشراف عرب صفحہ 458 تا 486)

(7) تبلیغی جماعت کے بانی حضرت محمد الیاسؒ بھی صدیقی النسب تھے۔

(روزنامہ پاکستان 14 نومبر 1992ء اور اشراف عرب)

(8) حضرت شاہ مرادؒ' پیدائش خانپور تحصیل چکوال' وفات سن 1114ھ/1702ء مدفن شاہ مراد۔ یہ قریشی صدیقی ہیں اور ان کی اولاد کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

(دھنی ادب وثقافت صفحہ 127 تا 130)

(9) مانسہرہ کی تحصیل میں صواتھی قبیلہ آباد ہے جو اس ضلع کی بڑی قوم شمار کی جاتی ہے۔ عبدالرحمٰن حاکم مدینہ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی چالیسویں پشت میں سے تھا کی اولاد پکھلی ضلع ہزارہ میں آباد ہوئی۔ اسی خاندان کے رئیس سمندر خان بن محمد امین بن حبیب اللہ بن سعادت خان جاگیردار گڑھی حبیب اللہ تھے۔ جن کی ولادت 1844ء میں ہوتی تھی کا صواتھی قبیلہ سے تعلق تھا۔ (روسائے با اختیار)

(10) مقدم نامی قبیلہ جو کوٹ نجیب اللہ کے علاقے میں آباد ہے۔ سن 1760ء میں مقدم مشرف نے پتہ ہائے ترین اور گوجر پر حکومت کی۔ یہ اصحاب رسولؐ اور قریش سے اپنا تعلق بتاتے ہیں۔ مقدم مشرف کا پڑپوتا غلام احمد اور پوتا عطاء محمد خان رئیس ڈھنڈر بھی رہے۔

(روسائے با اختیار و نامی خاندان کرنل چارلس مسین صفحہ 142 اور 158)

(11) شیخ محمد اسماعیلؒ صدیقی قریشی، مدفن عمرپور میں ہے جو جلال پور پیروالا کے جانب غرب واقع ہے۔ یہ سن 566ھ اور سن 660ھ کے درمیانی عرصے میں گزرے ہیں۔ جو کہ حضرت بہاؤ الدین ذکریا کا زمانہ ہے۔ (تاریخ ملتان)

(12) شیخ فخر الدین عراقیؒ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ دارالعلوم دمشق کے مدرس اور سہروردیہ سلسلہ کے بانی کے خالہ زاد بھائی بھی تھے۔ آپ کی شادی نور بانو بنت حضرت بہاؤ الدین ذکریا سے ہوئی۔ آپ کے بیٹے شیخ کبیر الدین تھے۔ آپ دونوں باپ بیٹے کے مزارات دمشق میں محی الدین عربی کے جوار میں واقع ہیں۔

(13) مولانا وجیہہ الدین عراقی جو فخر الدین عراقیؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ ملتان میں مولانا کاشانی کی یونیورسٹی میں مدرس تھے۔ سن 971ھ میں انتقال ہوا اور مولانا کاشانی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ ہی کے سلسلہ میں موسیٰ پاک صدیقیؒ تھے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ (تاریخ ملتان، نور احمد فریدی، جلد اول صفحہ 161، 156، جلد دوئم صفحہ 117)

(14) علماء جن کا تذکرہ ملتا ہے۔ (صدیقی النسل)

(i) مخدوم آدم نقشبندی سکلی ٹھٹھہ کا سلسلہ نسب عبداللہ بن محمد بن

ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

ii. مولانا جلال الدین رومی۔

iii. مشائخ صدیقی لکھمینہ، مونگر اور بہار۔

iv. خواجہ شہاب الدین حق گو شہید۔

v. بدر الدین بدر عالم زاہدی سکونت جون پور متوفی سن 884ھ مدفون چھوٹی درگاہ، بہار شریف، پٹنہ بہار۔

vi. خواجہ گل حسن صدیقی لواری شریف سندھ۔

vii. مخدوم شیخ شاہ سلطان نقشبندی صدیقی (متوفی سن 1126ھ/1714ء)

viii. شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی۔

ix. مولانا قاسم ناناتوی بانی دارالعلوم دیوبند۔

x. شیخ نعمت اللہ صدیقی بمقام شہر چھپرہ ضلع سارن متوفی 1348ھ/1921ء

xi. مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی بن شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بانی جمعیت العلماء پاکستان۔

xi. شیخ عبداللہ شطاری (جن کا سلسلہ پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہنچتا ہے۔ (متوفی سن 890ھ) مدفن مانڈو بنگال۔

(اشراف عرب صفحہ نمبر 458 تا 486 اور صفحہ 605- میں جو شجرہ دیا گی اہے اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں عبدالرحمٰنؓ، محمدؓ کے علاوہ شیخ نصر اللہ بھی دکھایا گیا ہے۔ جو غلط ہے۔ ان کے تیسرے بیٹے کا نام عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ تھا۔ (صفحہ 458)

(16) شیخ محمدیان امین الدین میاں سابق ڈپٹی کربھاری (Karbhari)، مناوار سٹیٹ، بنٹوا (Manavadar State at Bantwa) جن کی تاریخ پیدائش 15 مئی 1893ء کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور منگول سٹیٹ کاٹھیاواڑ کے خاندان سے تعلق تھا۔ خان صاحب حاکم مناوار سٹیٹ کے رشتہ دار تھے۔ انجمن اسلام بنٹوا نے 1937ء میں ان کی خدمات کے صلہ میں گولڈ میڈل دیا۔ 18 سال تک مناوار سٹیٹ کی نمائندگی بنٹوا میں کرتے رہے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔

(Page 1316, India + Pakistan Year Book 1948)

اختتام

یہ غالباً" نومبر یا دسمبر 1968ء کا ذکر ہے۔ دوران تعلیم اپرنٹس ٹریننگ سنٹر مغل پورہ لاہور میں محترم رب نواز جو وہاں ٹریننگ کے انچارج تھے انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ نے اپنے نام کے آخر میں جو صدیقی لکھا ہوا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ میں اس وقت کوئی خاطر خواہ جواب نہ دے سکا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے والدین سے معلوم کریں۔ (البتہ اتنا مجھے تھا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے ہیں۔) یہیں سے مجھے اپنے خاندان اور ان کے حالات معلوم کرنے کی جستجو ہوئی۔ (رب نواز صاحب خود اتنے اسلامی اصولوں کے پابند تھے کہ انہوں نے ریٹائر ہونے کے بعد اپنی پنشن پر ملنے والے منافع کو بھی لینے سے انکار کر دیا اور سود کو حرام قرار دیتے ہوئے مکتبہ تنویر القرآن اردو بازار لاہور میں کتابوں کی دکان کھول لی۔) لیکن میں نے اسی دوران خاندان کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا شروع کر دیں۔ جن میں سے چیدہ چیدہ اس کتاب میں پیش کی جا رہی ہیں۔

تاریخ و سیاست کی سینکڑوں کتابیں گواہ ہیں کہ صدیقی خاندان نے کبھی سیاسی گروہ بندی یا جتھہ بندی نہیں کی۔ نہ ہی مادی فوائد کے حصول کے لئے کسی جھوٹی سچی داستان کا سہارا لیا۔ یہ غالباً" اپنے جد امجد حضرت ابوبکرؓ کی تعلیمات اور سنت کا اثر ہے کہ انہوں نے نہ تو اپنے دور خلافت میں اپنے خاندان اور قبیلہ کو ناجائز مراعات سے نوازا اور نہ ہی اپنے خاندان میں ولی عہدی کی طرح ڈالی۔ اسی طرح ان کی اولاد میں سے بھی کسی نے پدرم سلطان بود کا نعرہ نہیں لگایا۔ سیرت صدیق اکبرؓ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دین اسلام کے لئے کیا کیا قربانیاں نہ دیں۔ ان کا یہی اطاعت اللہ و رسول کا جذبہ تھا کہ تذکرہ دین اسلام اور تاریخ اسلام ان کے حوالے سے لازم و ملزوم ہو گئے ہیں۔ جس کسی نے بھی یہ حوالے نکالنے کی کوشش کی بالآخر ناکام ہوا۔

آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی مسلمانوں کے دل میں صدیق اکبرؓ کی جو قدر اور منزلت ہے وہ بیان کی محتاج نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کے خون میں رچی بسی تھی وہی محبت اور اطاعت کا جذبہ ان کی اولاد میں موجود ہے۔ صدیق اکبرؓ کی

بردباری، صبر و تحمل، عاجزی وانکساری ان کے ایسے ہتھیار تھے جنہوں نے انہیں اپنے مقصد حیات یعنی دین حق کی سربلندی کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کئے۔ ان کے اخلاص و تڑپ کو مسلمانوں نے کبھی فراموش نہ کیا۔ آپ کی خدمات کا اعتراف رسالتمآبؐ نے کئی مرتبہ اپنی زبان مبارک سے کیا۔ یہی جذبہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اپنایا اور ایثار کی ناقابل فراموش روایت قائم کی جبکہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اپنی لئے مخصوص قبر کی جگہ دے کر دیگر امہات المومنین کے ساتھ جنت البقیع میں دفن ہونا پسند فرمایا۔ ادھر صدیق اکبرؓ کے پوتے قاسمؒ یہ وصیت فرما رہے ہیں کہ نئے کپڑے مرنے والوں سے زیادہ زندہ لوگوں کی ضرورت ہے۔ لہٰذا مجھے دھلے ہوئے اور پہنے ہوئے کپڑوں میں دفن کر کے سنت صدیق اکبرؓ ادا کی جائے۔

آج نوے فیصد مسلمانوں میں اتفاق ہے کہ انبیاء کے بعد افضل البشر صدیق اکبرؓ ہیں۔ ان کے کردار کی عظمت اور بلندی کے لئے یہ کیا کم ہے کہ کسی بھی دور میں ان کی شان بڑھانے کے لئے وضعی روایات کا سہارا لینا نہیں پڑا۔ دراصل انہوں نے یہ مقام اپنی زندگی کو اتباع سنت میں ڈھال کر اور اپنے دور وزارت اور خلافت میں عملی کردار کا ایسا نمونہ پیش کر کے حاصل کیا کہ تاقیامت مسلمانوں کے لئے مشعل راہ رہے گا۔ صدیق اکبرؓ نے سیاسیات کے طالبعلموں کو حکومت کرنے کا ایسا گر بتا دیا ہے کہ جس پر عمل کر کے کوئی بھی سربراہ حکومت آج بھی خود کو خلیفتہ المسلمین کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کر سکتا۔ خلیفہ بننے کے بعد جب مسجد نبوی میں آپ کے ہاتھ پر عام بیعت ہو چکی تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔

"لوگو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں کبھی امارت کی خواہش پیدا نہ ہوئی۔ نہ کبھی میں نے امیر بنائے جانے کی خفیہ وعلانیہ دعا کی۔ لیکن اس خطرہ کی وجہ سے کہ اختلاف پیدا ہو کر فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ میں امارت کا بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ لوگو! میں تمہارے کاموں کے لئے والی تو بنا دیا گیا ہوں لیکن میں تمہاری جماعت میں سب سے اعلیٰ نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو میری اطاعت کرنا اگر میں ٹیڑھی چال چلوں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا کمزور شخص میری نظر میں قوی ہے۔

جب تک میں اس کا حق نہ دلادوں اور تمہارا قوی ترین فرد میری نظر میں کمزور ہے۔ جب تک دوسروں کا حق اس سے نہ وصول کر لوں۔ اگر اللہ ورسولؐ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اگر اللہ ورسولؐ کی نافرمانی کروں تو پھر میری اطاعت کسی پر واجب نہیں۔"

عہد صدیقی میں پانچ شخصیتوں نے دعوائے نبوت کیا۔ یہ پانچوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق تسلیم کرتے تھے۔ لیکن یا تو اپنے آپ کو نبوت میں شریک قرار دیتے تھے یا رسول اللہ کی تائید میں مبعوث کیا جانے والا نبی کہتے تھے۔ سوائے مسیلمہ کذاب کہ وہ شروع میں تو شریک فی النبوت تھا۔ لیکن بعد میں خود کو مستقل نبی کہنے لگا۔ حضرت صدیق اکبر نے ان سب پر قابو پا لیا۔

صدیقی خاندان جو ساری دنیا میں آباد ہیں اپنے نسب کو نام ونمود کا وسیلہ نہیں بنانا چاہتے اس لئے اکثریت لاپرواہ ہے۔ شاید اسی وجہ سے میرے والد عزیز احمد صدیقی اور دادا مولوی بشیر احمد صدیقی نے موضوع انساب کو سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔ اور مغل پورہ میں واقع ویٹ مین روڈ پر اس جگہ کی بھی کبھی نشاندہی نہیں کی جہاں ہماری چار پشتیں دفن ہیں۔ جبکہ وہاں سے بارہا گزر ہوا۔ ان حالات میں میری مشکلات کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں کہ 1988ء میں جب وہ جگہ دیکھنے گیا تو والد کے انتقال کو 5 برس گزر چکے تھے۔ اور کئی سال تک سرگرداں رہنے کے بعد جو معلومات جمع کر سکا انہیں اس کتاب میں درج کر رہا ہوں۔ تاکہ کچھ بنیادی مواد اکٹھا ہو سکے۔ اور آئندہ تحقیق و فکر کے لئے کارآمد ہو۔ شاید آئندہ نسلوں میں ایسا کوئی صاحب فکر پیدا ہو جائے کہ خاندانی حالات کو مزید موثر انداز میں پیش کر سکے۔

راولپنڈی سے اکتوبر 1968ء میں جب مغلپورہ لاہور بغرض تعلیم آیا اور ہوسٹل میں قیام کیا۔ اس وقت لاہور کا ماحول عجیب رنگ لئے ہوا تھا۔ دینی حالات تو سقوط بغداد کے وقت جیسے ہی تھے۔ عام طور پر لاہور کا ماحول تعلیمی رنگ لئے ہوئے ہے۔ اور یہاں ہر طبقہ فکر کو علمی وادبی غذا اپنی ضرورت کے مطابق میسر آ جاتی ہے۔ ایک عام علمی ومذہبی گھرانے سے تعلق ہونے کی وجہ سے فلسفیانہ موشگافیوں کو فوری طور پر میرا ذہن قبول کرنے سے عاجز تھا۔ مقلدین و غیر مقلدین' دیوبندی' اہلحدیث' بریلوی' توحیدی' پرویزی' اجتہاد پسند اور اس کے

مخالف سوشلسٹ اور بنیاد پرست' جان پال سارترے کے وجودیت پسند' کمیونسٹ' شیعی' صوفی' تبرائی اور محب صحابہ و امہات المومنین' غرض سیاسی و ادبی فکر کے لوگ بھی گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ اگر تصوف پر نظر ڈالتا تو وہاں چشتی' سہروردی' قادری' نقشبندی مختلف مسالک نظر آتے۔ شریعت کی پابندی کے حامی اور طریقت کے حامی بھی دکھائی دیتے۔ وہیں ہمہ اوست' وحدت الوجود' وحدت الشہود اور حلول کے مبلغ بھی دکھائی دیئے۔ تفضیلی فرقہ بھی اپنے پنجے گاڑے نظر آیا۔ پیر پرست' قبر پرست' مولائی اور ملنگ بھی نظر آئے۔ غرض لاہور کی مناظرانہ فضا میں ذہن الجھ گیا۔ حتی کہ سیاسی وادبی تنظیمیں بھی درپردہ فرقہ ورانہ مقاصد پورے کرتی نظر آئیں۔ لاہور میں ان الجھاوؤں کے علاج کے لئے بہت اچھی اچھی لائبریریاں ہیں۔ ہوسٹل کے نزدیک لیڈی گرفن انسٹی ٹیوٹ میں اس وقت بہت ہی اچھی لائبریری تھی۔ اس زمانے میں وہاں ایسی بنیادی نوعیت کی کتابیں موجود تھیں جنہوں نے میرے ذہن کو سلجھانے میں بڑا کردار ادا کیا۔ یہ لائبریری اس زمانے میں مذکورہ رب نواز صاحب نے ترتیب دی تھی۔ میرے ہوسٹل کے ساتھی بھی طالع آزماؤں کا شکار ہو چکے تھے اور گروہ بندیوں کا شکار تھے۔ لیکن ہوسٹل میں سب سے منظم تبلیغی جماعت کا گروپ تھا۔

لاہور میں آغا شورش کاشمیری کا وہ یادگار جلسہ جس میں انہوں نے غلام مصطفی کھر پر الزام لگائے تھے۔ جماعت اسلامی کے چند یادگار جلسے' پائیلٹ ہوٹل کے سامنے جب مساوات کا اجراء بھٹو صاحب نے طارق عزیز کی ہمراہی میں کیا اور بہت سے سیاسی اور مذہبی جلسوں میں میں نے شرکت کی اور کئی رہنماؤں سے بالمشافہ ملاقات اور بات چیت کے مواقع بھی حاصل ہوئے۔ جن کی وجہ سے میری سیاسی سوچ وفکر میں اضافہ ہوا۔ ایک اہم واقعہ صدر ایوب خان کے آخری دور میں پیش آیا جب بھٹو صاحب بذریعہ ٹرین لاہور پہنچے تو حسب روایت ہوسٹل کے ساتھی وہاں جا پہنچے۔ رش اور ہنگامے کے باوجود میں پلیٹ فارم کے پل پر چڑھ گیا جہاں سے کسی نے دھکا دیا تو ہجوم پر گرا چوٹیں آئیں جب حواس بحال ہوئے تو پولیس نے لاٹھی چارج کر دیا۔ میرے ہم جماعت پرویز سلیم جو میرے ساتھ تھے۔ دونوں بھاگ کر باہر نکلے اور ریلوے سٹیشن کے سامنے بس سٹاپ پر کئی گھنٹے دم سادھے لیٹے رہے۔ ایک طرف پتھراؤ اور دوسری طرف آنسو گیس کے شیل ہمارے اوپر سے گزر رہے تھے۔ بہتر

ہوا کہ کوئی پتھر یا شیل ہمیں نہیں لگا۔ جب سکون ہوا تو نیچے اتر آئے اس وقت سامنے پولیس والے کھڑے تھے اور ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ بڑی مشکل سے پولیس سے جان چھڑائی ورنہ اس دن گرفتار ہونے والوں کی رہائی بڑی بھاگ دوڑ کے بعد ہوئی تھی۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں باقاعدہ سیاسی جماعتوں کی تنظیمیں موجود تھیں۔

نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کے ساتھ مجھے ساتویں جماعت سے جاسوسی اور تاریخی ناول پڑھنے کا ایسا چکا پڑا کہ جب میں دسویں میں پہنچا تو سینکڑوں ناول جمع کر چکا تھا۔ اس زمانے میں راولپنڈی کے کشمیری بازار میں صدیقی اولڈ بک شاپ تھی۔ اور ایک روپیہ میں جاسوسی ناول مل جایا کرتا تھا (صدیقی بک سٹال کے مالک اپنی محنت وترقی سے آج اسلام آباد میں اپنے بیٹوں کے ہمراہ کئی دکانوں کے مالک ہیں ان کا نام غلام عباس صدیقی ہے) بعد میں یہ شوق ختم ہو گیا اور ہر قسم کے اخبار' رسالے' ماہنامے' ہفت روزے اور جو بھی کتاب ملی پڑھ ڈالی۔ اس وجہ سے پڑھنے کی عادت پڑ گئی اور سعودی عرب میں ملازمت کے دوران میری حالت محترم صدیق سالک مرحوم والی ہوئی جو انہوں نے اپنی کتاب "ہمہ یاراں دوزخ" میں تحریر کی ہے۔ اور وہاں ملازمت سے طبیعت اسی وجہ سے اچاٹ ہوئی کیونکہ عربی اور انگریزی کے رسالوں کے علاوہ اپنے ذوق کی کوئی علمی وادبی کتاب میسر نہیں آتی تھی۔ البتہ عربی کی بعض تاریخی اور انساب کی نادر کُتب ہاتھ سے نکل گئیں جن کی بعد میں ضرورت پڑی تو کہیں سے نہ ملیں۔ بہرحال پڑھنے کی عادت کی وجہ سے آج مختلف عنوانات پر کتابوں کا ایک ضخیم ذخیرہ جمع کر چکا ہوں۔ اخباروں کے آرٹیکل اور تراشے کئی درجن فائلوں میں موجود ہیں۔ دینی وسیاسی ہفت روزہ اور ماہنامے اس کے علاوہ ہیں۔

معلومات میں اضافہ کے لئے اس کتاب میں میں نے چند ایسے صدیقی مشاہیر کا تذکرہ بھی کر دیا ہے۔ جو بعد کے دور میں ہوئے اور ہماری شاخ سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ مراۃ الانساب سے اس کتاب کے لئے کافی رہنمائی حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ میں گوہر نوشاہی صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے یادگار چشتی کو شائع کرتے وقت ہمارا خاندانی شجرہ اس میں شامل کیا۔ پنجابی ادبی اکیڈمی نے تحقیقات چشتی کا اردو ترجمہ شائع کیا جس کی وجہ سے خاندانی حالات جاننے میں آسانی ہوئی۔ بھٹی صاحب لائبریرین پنجاب پبلک لائبریری کا شکرگزار

ہوں جن کی وجہ سے بعض کتابوں تک رسائی ہو سکی۔

حضرت محمد بن ابوبکرؓ کے حالات اکٹھے کرنے میں بہت دشواری پیش آئی۔ جن کا مشہور کتابوں میں مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔ کافی تگ ودو کے بعد مختصر حالات پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ دوسری طرف خاندان کے زندہ افراد جن کے حالات جمع کرنے سے مجھے زیادہ دلچسپی تھی کی طرف سے وہ توجہ نہ مل سکی جس کی مجھے توقع تھی۔ میں نے جو سوالنامہ ترتیب دیا تھا۔ اس کا کسی نے جواب تک دینا گوارا نہیں کیا۔ البتہ تایا نذیر احمد صدیقی، سعید الدین صدیقی (متولی خانقاہ قاری حامدؒ) اور معین احمد صدیقی کا مشکور ہوں جنہوں نے بہت مدد کی۔

ایک اور بات کی نشاندہی کرتا جاؤں کہ پاک وہند کے علاقوں میں کچھ صدیقی و فاروقی نام سے پہلے شیخ کا اضافہ کرتے ہیں۔ یہ نسبت شیخینؓ سے دی جاتی ہے۔ پرانی تاریخوں میں شیخ وسید کے لقب قبائل کے سرداروں کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ لیکن موجودہ دور میں ان کا اظہار قومیت کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں میں بھی شیخ، سید، مغل اور پٹھان شریف ذاتیں بن گئیں۔ اس کے بعد ایک سازش کے تحت نومسلموں کو شیخ لکھا جانے لگا۔ لیکن اسلام میں چونکہ ہر شخص برابر ہے اور تقویٰ ہی بڑائی کا سبب ہے لہٰذا اگر کوئی نومسلم اسی وسیلہ سے اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس سے بڑی نیکی اور کیا ہو گی۔ لہٰذا یہ سازش ناکام ہو گئی۔ آج نو مسلم شیخ جو خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ اسلام کی خدمت شاید عربی شیوخ بھی انجام نہ دے رہے ہوں۔ رسول کریمؐ کا آخری خطبہ اس سلسلہ میں مشعل راہ ہے جس میں عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

اس وقت راقم الحروف کی دو کتابیں اور زیر طبع ہیں۔ جو زیر نظر کتاب کے چھپنے کے بعد ہی منظر عام پر آ سکیں گی۔ ایک کتاب میں اقوام عالم کی لسانی اور مذہبی تقسیم کے اعداد وشمار اور تفصیلات ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں کی لسانی اور مذہبی تقسیم کے علاوہ برصغیر کی آبادی کے ایک صدی قبل کے اعداد وشمار شامل ہیں۔ اس کتاب کی کتابت مکمل ہو چکی ہے۔ جبکہ دوسری کتاب برطانوی برصغیر کے 1948ء تک کے حالات پر مبنی ہے۔ اس میں برصغیر کی سیاسی، سماجی، مذہبی، تعلیمی اقتصادی اور دیگر شعبوں میں برطانوی اثرات اور دونوں ملکوں کی حکومتوں، ریاستوں، سربراہوں، شہزادوں، عوام کی حالت اور برصغیر کی تقسیم کے چند

اشاریہ

حصہ اول

(صفحہ 1 سے لے کر صفحہ 115 تک)

شخصیات

بہت اہم اعداد وشمار اور معلومات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

میں جناب خالد یوسفی صاحب کا بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ اور پرنٹنگ میں ہر قدم پر رہنمائی فرمائی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر نوید اکرام صاحب کا جو ورڈٹیک کمپوزنگ اور کمپیوٹر سنٹر کنٹونمنٹ پلازہ' مال روڈ کے مالک ہیں۔ انہوں نے بھی انتہائی خلوص ومحبت سے اس کتاب کی کمپوزنگ اور اس سلسلے میں ہر قسم کی تکنیکی رہنمائی فرمائی۔

پچھلے تیرہ سال سے نیشنل کنسٹرکشن لمیٹڈ اسلام آباد میں سینئر انجینئر کے عہدہ پر فائز ہوں اور دفتری مصروفیات جو ایک کنسٹرکشن کمپنی کا لازمی جزو ہیں میرے ادبی اور علمی ذوق کے برعکس ہیں۔ اس کتاب کو مکمل کرنے میں میری انتھک محنت اور کثیر سرمایہ سے خریدی گئیں انساب اور تاریخ کے موضوع پر بیسیوں کتابیں جن کے حوالے کتاب میں دیئے گئے ہیں شامل ہے۔ مجھے امید ہے کہ تاریخ اور انساب کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب مفید ثابت ہو گی۔

د - ڈ - ذ

ر - ز

س

ش

ق

ک - گ

ل

م

ن

ی

مقامات (حصہ اول)

اشاریہ

حصہ دوئم، سوئم اور چہارم

حصہ دوئم صفحہ 116 تا صفحہ 164

حصہ سوئم صفحہ 165 تا صفحہ 200

حصہ چہارم صفحہ 201 تا آخری صفحہ تک

شخصیات حصہ دوئم، سوئم اور چہارم

آ

الف

ب - پ

ت - ث

ج

ح

ش

ص - ض

ط - ظ

ق

ک گ

ل

ن

و

ی

شجرہ جات

مقامات (حصہ دوئم، سوئم اور چہارم)

کتابیات

1- قرآن پاک

2- صحاح ستہ

3- کلام مقدس کا عہد عتیق و جدید (سوسائٹی آف سینٹ پال 1958ء لاہور)

4- اشراف عرب، محمد نجم الحسن (جاجنیری اکیڈمی، کراچی 1993ء)

5- الامامہ والسیاستہ (عربی) ابن قتیبہ الدینوری متوفی سن 276ھ مئوسستہ الحلبی و شرکاء للنشر والتوزیع

6- ابدی پیغام کے آخری پیغامبر (ضیاء الدین کرمانی)

7- اسلامی انسائیکلوپیڈیا (سید قاسم محمود)

8- انساب سمعانی (عربی) ابی سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی متوفی سن 562ھ (دارالجنان بیروت لبنان)

9- اعلام النساء (عربی) عمر رضا کحالہ (موسستہ الرسالہ بیروت 1989ء)

10- الخطبات الاحمدیہ فی العرب وسیرۃ المحمدیہ (سر سید احمد خان نفیس اکیڈمی کراچی)

11- اسدالغابہ فی معرفتہ الصحابہ علامہ ابن اثیر متوفی سن 630ھ مکتبہ نبویہ لاہور سن 1407ھ

12- اعجام الاعلام (عربی) محمود مصطفیٰ (دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان 1983ء)

13- البدایہ والنہایہ علامہ ابن کثیر (نفیس اکیڈمی کراچی)

14- الفاروق مولانا شبلی نعمانی

15- اولیائے لاہور محمد لطیف ملک

16- احوال الرجال (عربی) ابی اسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی متوفی سن 259ھ (مئوسستہ الرسالہ بیروت)

17- المشتبہ فی اسماء الرجال والانساب (عربی) ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی متوفی سن 748ھ (الدار العلمیہ دہلی/مالیر کوٹلہ، بھارت)

18- تاریخ ابن خلدون (علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون)

(نفیس اکیڈمی کراچی)

19- تاریخ مخزن پنجاب لاہور (مفتی غلام سرور لاہوری مکتبہ نبویہ لاہور)

20- تاریخ لاہور (رائے بہادر کنہیا لال طبع 1884ء وکٹوریہ پریس لاہور)

21- تاریخ الخلفاء (علامہ جلال الدین سیوطی، مکہ پبلشنگ کمپنی لاہور)

22- تاریخ کہروڑپکا (شاہین کہروڑوی)

23- تاریخ اسلام والمسلمین (مسعود احمد، جماعت المسلمین عزیز آباد کراچی 1985ء)

24- تاریخ طبری (ابن جریر طبری متوفی سن 310ھ نفیس اکیڈمی کراچی)

25- تاریخ ملتان (نور احمد فریدی حصہ اول 1971ء، حصہ دوم 1973ء قصر الادب ملتان)

26- تابعین (شاہ معین الدین احمد ندوی، کتاب خانہ حمایت اسلام لاہور)

27- تذکرہ علماء اہل سنت و الجماعت لاہور (اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور)

28- تذکرۃ العلماء والمشائخ (محمد الدین فوق 1920ء گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور)

29- تذکرہ حضرت ایشانؒ (میاں اخلاق احمد 1985ء لاہور)

30- تذکرہ الحفاظ
(امام شمس الدین محمد الذہبی، متوفی سن 748ھ اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور 1981ء)

31- تذکرۃ المحدثین (ضیاء الدین اصلاحی، مطبع معارف اعظم گڑھ)

32- تذکرہ صوفیائے پنجاب (اعجاز الحق قدوسی)

33- تقویم تاریخی (عبدالقدوس ہاشمی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد)

34- تقریب التہذیب (علامہ ابن حجر عسقلانی، دارالنشر الکتب نومبر 1985ء)

35- تحقیقات چشتی (مولوی نور احمد چشتی، طبع 1864ء/1281ھ متوفی 1868ء)

36- تحقیق الانساب (محمود احمد عباسی)

37- تحقیق سید و سادات (محمود احمد عباسی)

38- تحقیق عمر حضرت عائشہؓ (حکیم نیاز احمد، مشکور اکیڈمی کراچی)

39- تعارف مخطوطات گیلری (لاہور عجائب گھر، ڈاکٹر انجم رومانی 1988ء)

40- (خلاصہ) تذہیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (عربی) صفی الدین احمد بن عبداللہ
خزرجی، مکتبہ اثریہ باغوالی سانگلہ ہل سن 1971ء)

41- جمہرۃ النساب (عربی) علامہ ابن حزم اندلسی، دارالمعارف قاہرہ مصر
(پیدائش سن 383ھ - وفات سن 456ھ)

42- جلاء العیون (ملا باقر مجلسی)

43- حیات ام المومنین (میاں محمد سعید - حذیفہ پبلی کیشنز، آفندی منزل، آرام باغ، کراچی)

44- حضرت امیر معاویہ کی سیاسی زندگی (علی احمد عباسی - پاک اکیڈمی کراچی 1987ء)

45- خلافت اسلامیہ (عبدالقدوس ہاشمی، موتمر عالم اسلامی کراچی 1981ء)

46- درۃ الحجال فی اسماء الرجال (عربی) (ابی العباس احمد بن محمد الکناسی الشہیر بابن قاضی
سن 960ھ - 1025ھ، المکتبہ العیقہ تیونس)

47- رؤسائے با اختیار و نامی خاندان (کرنل چارلس مین، مسٹر ریپر ٹس کوئٹہ 1987ء-1986ء)

48- رود کوثر شیخ محمد اکرم ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

49- رحمتہ للعالمین (قاضی سلیمان منصورپوری، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

50- سکہ مسلم تاریخ (ابوالامان امرتسری، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

51- سوھدرہ گزٹ سلسلہ نمبر 2 جولائی 1985ء

52- صالحات و صحابیات (طبقات ابن سعد) (8 نفیس اکیڈمی کراچی)

53- طبقات ابن سعد (محمد بن السعد متوفی سن 230ھ نفیس اکیڈمی کراچی)

54- سیرۃ صدیق اکبر (علامہ محمد رضا، تاج کمپنی)

55- سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر

56- عمدۃ الاخبار فی مدینہ المختار (عربی) (شیخ احمد بن عبدالحمید العباسی، متوفی فی القرن العاشہ الھجری)

57- عمدۃ التواریخ (فارسی) حصہ پنجم سوھن لعل عرف سوری سن 1845ء مطبع بریج مفید عام لاہور

58- غلامان اسلام (مولانا سعید احمد، گلوب پبلشرز لاہور)

59- عترتِ رسول (فیض عالم صدیقی)

60- عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب (عربی) احمد بن علی الداودی دارمکتبہ الحیاۃ بیروت

61- فتوح البلدان (البلازری متوفی سن 278ھ نفیس اکیڈمی کراچی)

62- کتاب المعارف

(ابن قتیبہ دینوری متوفی سن 276ھ)

63- لاہور کے علمائے سہرورد (ایک تاریخی جائزہ) (محمد دین کلیم، مکتبہ تاریخ لاہور 1965ء)

64- لاہور کا جو ذکر کیا (گوپال متل، مکتبہ اردو ادب لاہور)

65- مراۃ الانساب (ضیاء الدین احمد علوی، سال تصنیف سن 1917ء)

66- ماثر الاجداد (منظور الحق صدیقی، مکتبہ سلفیہ لاہور 1964ء)

67- مدینہ الاولیاء (محمد دین کلیم قادری)

68- ماہنامہ نظام لاہور جنوری سن 1920ء بمطابق سن 1338ھ محمد دین فوق

(نظام دکن کی یاد میں جاری ہوا)

69- معجم الشیوخ (عربی) (ابن جمیع الصیداوی، موسسہ الرسالہ بیروت، لبنان)

70- نقوش، لاہور نمبر

71- یادگار چشتی (مولوی نور احمد چشتی مرتبہ گوہر نوشاہی، مجلس ترقی ادب لاہور، 1975ء)

72- یادگار رونق تحقیق الانساب (محمد علی رونق صدیقی، ملتان سن 1950ء)

73- تاریخ جزیرۃ العرب القدیم سیرۃ النبی (1992ء وزارۃ المعارف تدریس، سعودی عرب)

74- الاعلان بالتوبیخ (شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی متوفی مدینہ سن 902ھ، مرکزی اردو بورڈ لاہور 1968ء)

75. The People of India, *Sir Herbert Risley*, 1908 Calcutta, Reprinted 1977 (Al Biruni).

76. Pakistan: An Introduction, *Herbert Feldman*, Oxford University Press, 1961 & 1968.

77. India & Pakistan Year Book , *Times Who & Who* 1948.

7

-1 روزنامہ نوائے وقت 16 جولائی 1984ء

-2 روزنامہ مشرق 17 جولائی 1980ء

-3 ہفت روزہ تصویر پاکستان یکم اکتوبر 1993ء (روزنامہ پاکستان) لاہور

-4 ہفت روزہ تصویر پاکستان 5 نومبر 1993ء (شیخ موسیٰ آہنگر) (روزنامہ پاکستان) لاہور

-5 روزنامہ ڈان 12 جنوری 1993ء (مخدوم خاندان) کراچی

-6 روزنامہ پاکستان 14 نومبر 1992ء (تبلیغی جماعت کے بانی) لاہور

-7 شجرہ اولاد محمد بخش صحاف (مخطوطہ از معین الدین صدیقی)

-8 نظم القرآن بزبان اردو سن 1304ھ مطبع صحافی حسین بخش سوداگر

-9 سرکاری مشق نستعلیق سن 1889ء، لاہور

-10 ماہ مطیعان ماہ مقیمان مطبع صحافی لاہور (مولوی غلام رسول طبع سن 1847ء)

-11 پیام اتحاد (اقتباسات پیام اتحاد 1927ء) عبدالشکور سیکرٹری انجمن اتحاد، شیخ برداری لاہور شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور)

-12 نوائے وقت 18 فروری 1994ء (آہ ڈاکٹر اجمل) راولپنڈی

-13 نوائے وقت 9 اپریل 1986ء سلطان بلبن کا گزٹ نونیفکیشن، راولپنڈی

-14 نوائے وقت 12 مارچ 1994ء "داستان ایک محلّہ کی" عبداللہ ملک (مولوی نور احمد چشتی اور ڈاکٹر محمد اجمل) راولپنڈی

منصور احمد صدیقی کے قلم سے دوسری کتاب (زیر طبع)

لسانی و مذہبی تنازعات

(اعداد و شمار)

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق دنیا کے اسی ممالک میں لسانی تنازعات نے خانہ جنگی جیسی صورت حال پیدا کر رکھی ہے۔ اسی طرح مذاہب کی تقسیم اور مذاہب کے اندر مسالک کی تقسیم سے انسانی تعلقات متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ اقتصادی اور سیاسی محرکات اپنی جگہ لیکن انسانی تعلقات کا یہ پہلو بھی معاشروں اور قوموں کی ترکیب و تقسیم کا باعث بنتا رہتا ہے۔

سماجی علوم، طلبہ، ماہرین کے لئے یہ تقسیم در تقسیم ایک خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ عامتہ الناس کی دلچسپی بھی اس موضوع میں کم نہیں کہ ہر شخص مختلف حوالوں سے اپنے تشخص کی پہچان چاہتا ہے۔ اور لسانی و مذہبی یک رنگی اور رنگا رنگی ہر شخص کیلئے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

مصنف نے مستند حوالوں سے اقوام عالم کی لسانی اور مذہبی تقسیم کے اعداد و شمار نہایت دقت نظر سے یکجا کئے ہیں، عالم اسلامی میں مذہبی و لسانی تقسیم اور مسلم اقلیتوں کے کوائف پر ان کی نظر گہری ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس حوالے سے پاکستان کے مختلف اضلاع کی قدیم و جدید آبادی کے اعداد و شمار بھی یکجا کئے ہیں۔ ہمارے ملک میں جہاں تحقیق اور ریکارڈ مزاج کا حصہ ہی نہیں یہ کام پتھر نچوڑ کر چشمہ نکالنے سے کم نہیں۔

منصور احمد صدیقی کے قلم سے تیسری کتاب (زیر طبع)

برطانوی ہندوپاک 1948ء تک

(اعداد و شمار کی روشنی میں)

تاریخ پر یہ اعتراض ہوتا رہا ہے کہ یہ حکمرانوں کی تاریخ ہوتی ہے عوام کی نہیں یہ اعتراض بالخصوص برصغیر کی تاریخ پر نہایت آسانی سے صادق آتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں اب تاریخ نویسی کا انداز بدل چکا ہے کہ وہاں تحقیق اور ریکارڈ محفوظ کرنے کا رواج ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں اگر کوئی موجود بھی ہیں تو وہ اس قدر بکھرے ہوئے کہ ان کا سراغ اور انکی دستیابی میں سالہا سال لگ جائیں۔

مصنف نے انتہائی محنت سے ایسے اعداد و شمار کو پیش کیا ہے جنکی مدد سے برصغیر کے عوام کی صحیح تصویر سامنے آتی ہے برصغیر کی تقسیم سے پہلے اور بعد میں (1948ء تک) انگریزوں کے عمل دخل اور معاشرتی و سماجی حالت کے اعداد و شمار، ہندو پاکستان میں پیدا ہونے والی دوسری اور اس کے بعد پیدا ہونے والی نسلوں کیلئے اہم دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مستند تاریخی حوالوں سے برصغیر کے سب صوبوں کی آبادی، مذہب، زرعی و معدنی وسائل کی کیفیت، اقتصادی حالات، تعلیمی اداروں کی صورتحال، زبان، کے علاوہ نئی مملکتوں کے 14 اگست 1947ء کے وقت حالات، اسمبلیاں، کیبنٹ، بیوروکریسی، سیاسی زعماء کا تعارف ریاستوں اور ان کے سربراہوں کا تعارف و خاتمہ شامل ہے۔

برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور اس کے بعد حکمرانی کرنے والے انگریز زعماء کی تفصیل، تقسیم کے بعد بھارت کی قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں مسلمان اراکین کے علاوہ بہت سے ایسے شعبوں کے اعداد و شمار شامل ہیں جو پاک بھارت کی آزاد مملکتوں کو ورثہ میں ملے اور جنکی بنیاد پر ہی دونوں ممالک نے اپنے نئے سفر کا آغاز کیا۔ ان ہی اعداد و شمار کو دیکھ کر آج ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اب ہم کہاں کھڑے ہیں۔

طالب علموں، محققین اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کیلئے یہ اعداد و شمار انتہائی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ چھوٹا سا انسائیکلو پیڈیا ہے۔

رَجْزِ جَمَل

يَا أُمَّنَا يَا خَيْرَ أُمٍّ نَعْلَمُ
اے ہماری ماں، اے اچھی ماں، جسے ہم جانتے ہیں

أَمَا تَرَيْنَ كَمْ شُجَاعٍ يُكْلَمُ
آپ نہیں دیکھتیں کتنے شجاع زخمی کیے جا رہے ہیں:

وَتُخْتَلَى هَامَتُهُ وَالْمِعْصَمُ
اور ان کے سر اور ہاتھ قلم کر دیے گئے ہیں ——

نَحْنُ بَنُو ضَبَّةَ لَا نَفِرُّ
ہم ضبہ کے بیٹے بھاگتے نہیں ہیں ——

حَتَّى نَرَى جَمَاجِمًا تَخِرُّ
جب تک سروں کو گرتے ہوئے نہ دیکھ لیں

يَخِرُّ مِنْهَا الْعَلَقُ الْمُحْمَرُّ
اور ان سے سرخ خون کو بہتے ہوئے نہ دیکھ لیں

يَا أُمَّنَا عَائِشَ لَنْ تُرَاعِيْ
اے ہماری ماں اے عائشہ رض! گھبرائیے نہیں

كُلُّ بَنِيكِ بَطَلٌ شُجَاعُ
آپ کے سب بیٹے جری بہادر ہیں۔

يَا أُمَّنَا يَا زَوْجَةَ النَّبِيِّ
اے ہماری ماں، اے زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَا زَوْجَةَ الْمُبَارَكِ الْمَهْدِيِّ
اے مبارک اور مرکزِ ہدایت شوہر کی بیوی!

نَحْنُ بَنُو ضَبَّةَ أَصْحَابُ الْجَمَلْ
ہم ضبہ کے بیٹے اس اونٹ کے محافظ ہیں،

اَلْمَوْتُ أَحْلَى عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلْ
موت ہمارے لیے شہد سے زیادہ میٹھی ہے

نَحْنُ بَنُو الْمَوْتِ إِذَا الْمَوْتُ نَزَلْ
موت آئے تو ہم اس کے بھی بیٹے ہیں،

نَنْعَى ابْنَ عَفَّانَ بِأَطْرَافِ الْأَسَلْ
ہم ابن عفان کی موت کا اعلان نیزوں سے کرتے ہیں۔

رُدُّوا عَلَيْنَا شَيْخَنَا ثُمَّ بَجَلْ
ہمارے بزرگ سردار کو واپس دے دو تو کوئی مطالبہ نہیں ہے۔

کتبہ یوسفی